إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

قرآنا عجبا

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

اُتلُ مآ اُوحِیَ - 21

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ - 21

نگہت ہاشمی

AL-NOOR-PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ: 21)

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : مئی 2020ء

طبع دوم : نومبر 2021

طبع سوم : نومبر 2023

تعداد : 1100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 59-C2، فیروز پور لنک روڈ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : A-121 فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ: www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «**أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ**» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ: 906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «**خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ**» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری: 5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہو گی۔ **وللہ الحمد!**

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ــــــ دوسروں کو سکھائیں   خود پڑھیں ــــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: **فائزہ خان** (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

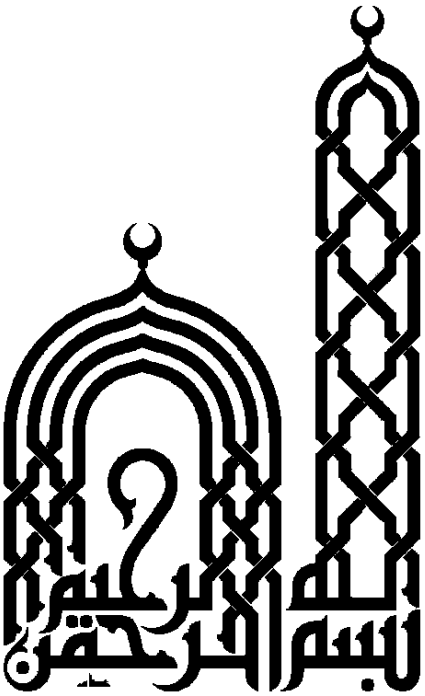

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ

''آپ تلاوت کرو اس کتاب میں سے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو یقیناً نماز بے حیائی

وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ﴾

اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر یقیناً بہت بڑا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے'' (45)

سوال 1: تلاوت کتاب اور تبلیغ کے حکم کی وضاحت ﴿اُتۡلُ ... مِنَ الۡکِتٰبِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُتۡلُ﴾ ''آپ تلاوت کرو'' اے رسول ﷺ! آپ ﷺ تلاوت کریں۔

(2) ﴿مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ﴾ ''اس کتاب میں سے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے'' یعنی تعلیم، تزکیہ، عبادت اور تقرب کے لیے اس کتاب کی تلاوت کریں جو آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ (ایسر التفاسیر: 11421)

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص راہ چلے علم حاصل کرنے کے لیے (یعنی علم دین خالص اللہ تعالیٰ کے لیے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ سہل کر دے گا اور جو لوگ جمع ہوں اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھیں اور ایک دوسرے کو پڑھائیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترے گی اور رحمت ان کو ڈھانپ لے گی اور فرشتے ان کو گھیر لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کرے گا اپنے پاس رہنے والوں میں (یعنی فرشتوں میں) اور جس کا عمل کوتاہی کرے تو اس کا خاندان (نسب) کچھ کام نہ آئے گا۔'' (مسلم: 6853)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دس آیتوں (کی تلاوت) کے ساتھ قیام اللیل کرے گا وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا، جو سو آیتوں (کی تلاوت) کے ساتھ قیام کرے گا وہ عابدوں میں لکھا جائے گا، اور جو ایک ہزار آیتوں (کی تلاوت) کے ساتھ قیام کرے گا وہ بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔'' (ابوداؤد: 1398)

(5) اے انسان اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے اس کتاب کی تلاوت کرو اور اس کے اسرار اور فوائد پر غور و فکر کرو اور لوگوں کو اس سے نصیحت کرو اور اس میں جو احکام، آداب اور مکارم اخلاق ہیں اس پر عمل کرنے کے لیے لوگوں کو آمادہ کرو۔ (تفسیر قاسمی: 152/13)

(6) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی وحی وتنزیل یعنی اس کتابِ عظیم کی تلاوت کا حکم دیتا ہے۔ یہاں اس کتابِ عظیم کی تلاوت کا معنی یہ ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے نواہی سے اجتناب کیا جائے، اس کی ہدایت کو راہ نما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنایا جائے، اس کی خبر کی تصدیق، اس کے معانی میں تدبر اور اس کے الفاظ کی تلاوت کی جائے تب اس کے الفاظ کی تلاوت، معنی ہی کا جز شمار ہوگی۔ جب تلاوت کا معنی مذکورہ بالا امور کو شامل ہے تو معلوم ہوا کہ مکمل اقامت دین تلاوت کتاب میں داخل ہے۔ (تفسیر سعدی: 3/2045,2046)

(7) رب العزت نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو کتاب اللہ کی آیات کو یاد رکھنے اور اس کا مذاکرہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ ''اور تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت میں سے جو کچھ سنایا جاتا ہے اُسے یاد رکھو۔'' (الاحزاب: 34)

(8) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔'' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عبدالرحمن سلمی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ کے لیے بٹھا رکھا ہے۔'' (بخاری: 5027)

(9) جو شخص قرآن مجید پڑھے اسے سیکھے اور اس کے مطابق عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا نورانی تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے تاج پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا بھی نہیں بن سکتی وہ دونوں کہیں گے یہ ہمیں کس وجہ سے پہنایا گیا؟ انہیں کہا جائے گا کہ تمہارے بیٹے کے قرآن مجید کو حاصل کرنے کی بنا پر۔'' (مستدرک حاکم۔ صحیح علی شرط مسلم)

(10) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور ہم لوگ دیوان خانہ میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون چاہتا ہے کہ روز صبح کو بطحان یا عقیق کو جائے؟ (یہ دونوں بازار تھے مدینہ میں) اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے بڑے کوہان کی لائے بغیر کسی گناہ کے اور بغیر اس کے کہ کسی رشتہ دار کی حق تلفی کرے۔'' تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سب اس کو چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کیوں نہیں جاتا تم میں سے ہر ایک شخص مسجد کو اور کیوں نہیں سکھاتا یا نہیں پڑھتا دو آیتیں اللہ کی کتاب کی، جو بہتر ہوں اس کے لئے دو اونٹنیوں سے اور تین بہتر ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار بہتر ہیں چار اونٹنیوں سے اور اسی طرح جتنی آیتیں ہوں اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔'' (مسلم: 1873)

سوال 2: نماز قائم کرنے کے حکم کی حکمت ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ... وَالْمُنْكَرِ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کرو'' رب العزت نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس کے ارکان، اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروط اور اس کے آداب کے ساتھ ادا کرو کیونکہ نماز دین کا ستون ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے وقت پر نماز پڑھنا'' پھر پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیک معاملہ رکھنا'' پوچھا: اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں اور سوالات کرتا تو آپ ﷺ اور زیادہ بھی بتلاتے۔ (لیکن میں نے بطور ادب خاموشی اختیار کی)۔ (بخاری:527)(صفوۃ التفاسیر:424/2)

(2) نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا: (i) نماز سے انسان کا اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق جڑ جاتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ ''میری یاد کے لیے نماز قائم کرو'' (ii) نماز سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ ''سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔'' (العلق:19) (iii) نماز سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ﴾ ''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو۔'' (البقرہ:153) رسول اللہ ﷺ کو جو اہم معاملہ پیش آتا آپ ﷺ نماز کا اہتمام فرماتے تھے۔ (سنن ابی داود:1319) انسان کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے تو اسے ہدایت ملتی ہے۔

(iv) نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ (v) نماز قبر میں روشنی کا سبب بنے گی۔ (vi) نماز جنت میں داخلے کا سبب بنے گی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ سے نماز قائم کرنے کا حکم دیا۔

(3) ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ﴾ ''یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے'' ﴿الْفَحْشَآءِ﴾ سے مراد ہر وہ بڑا گناہ ہے جس کی قباحت مسلّم اور نفس میں اس کی چاہت ہو ﴿الْمُنْکَرِ﴾ سے مراد ہر وہ گناہ ہے جس کو عقل و فطرت بُرا سمجھے۔ نماز کا فواحش و منکرات سے روکنے کا پہلو یہ ہے کہ بندۂ مومن جو نماز کو قائم کرتا ہے اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے ارکان و شرائط کو پورا کرتا ہے اس کا دل روشن اور پاک ہو جاتا ہے، اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، نیکیوں میں رغبت بڑھ جاتی ہے اور برائیوں کی طرف رغبت کم یا بالکل معدوم ہو جاتی ہے۔ اس طریقے سے نماز پر دوام اور اس کی محافظت ضرور فواحش و منکرات سے روکتی ہے۔ پس فواحش و منکرات سے روکنا نماز کا سب سے بڑا مقصد اور اس کا سب سے بڑا ثمرہ ہے۔ نماز کو قائم کرنے میں ایک اور مقصد بھی ہے جو پہلے مقصد سے عظیم تر ہے اور وہ ہے نماز کا اللہ تعالیٰ کے قلبی، لسانی اور بدنی ذکر پر مشتمل ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بہترین عبادت جو مخلوق کی طرف سے پیش کی جاتی ہے وہ نماز ہے نیز نماز کے اندر تمام جوارح کی عبودیت شامل ہوتی ہے جو کسی اور عبادت میں نہیں ہوتی۔ (تفسیر سعدی:3/2045,2046)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب نماز اس کو چوری سے روک دے گی۔'' (مسند احمد:9792)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بھلا بتاؤ، اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو، جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو، تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی، نہیں، اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' (بخاری:528)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک کا دورانیہ، ان تمام (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو اس دوران میں ہوئے ہوں گے، اگر کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔'' (مسلم:550)

(7)(i) حالت نماز میں انسان بُرائی اور بے حیائی سے رُکتا ہے۔ نماز کے بعد اگرچہ وہ اثرات نہیں رہتے لیکن نماز کے بعد اگر انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تو وہ بُرائی سے رک سکتا ہے۔

(ii) نماز اُس وقت بُرائی اور بے حیائی سے روکتی ہے جب اُسے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق آداب و شرائط کے ساتھ پڑھا جائے۔

سوال 3: ہماری نمازیں بے اثر کیوں ہو گئی ہیں؟

جواب: نمازیں اس لیے بے اثر ہو گئی ہیں کہ نمازوں میں صحت اور قبولیت کی شرائط کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

سوال 4: نماز کی صحت اور قبولیت کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: (1) اخلاص۔ (2) دل کی پاکیزگی۔ (3) وقت کی پابندی اور جماعت کا اہتمام۔

(4) ارکان صلوٰۃ میں اعتدال اور اطمینان (قرأت، رکوع، قومہ، سجدہ وغیرہ)۔ (5) خشوع و خضوع۔

(6) نمازوں کی پابندی۔ (7) رزق حلال کا اہتمام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 5: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ ... تَصْنَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کا ذکر یقیناً بہت بڑا ہے'' ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ نماز بذات خود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ نماز کے باہر اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ ﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ ''لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری مت کرو۔'' (البقرہ: 152)

(2) جب اللہ تعالیٰ کی یاد انسان کے تصورات پر چھا جاتی ہے تو سچے مومن کے اندر اللہ تعالیٰ کی یاد کا چشمہ پھوٹ نکلتا ہے ایسے میں انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو کلمات زبان سے ادا کرتا ہے وہ ذکر بڑی چیز بن جاتا ہے۔ ایسے میں انسان جو اعمال کرتا ہے وہ بڑی چیز بن جاتے ہیں۔ ایسے میں نمازیں بہترین نمازیں، روزے بہترین روزے، جہاد بہترین جہاد بن جاتا ہے۔ اس ذکر کے ساتھ سارے ہی کام اعلیٰ ترین کام بن جاتے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کے تعلق کو مضبوط کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ذکر ہے۔ رب العزت نے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (۱۹۰) الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیں۔'' (آل عمران: 191,190)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کثرت سے یاد کرنا۔'' (الاحزاب: 41)

(5) ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ ''آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، وہ اُس کی رضا چاہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور آپ کی نگاہیں اُن سے آگے نہ بڑھیں، آپ دنیا کی زندگی کی زینت چاہتے ہیں اور آپ ایسے شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے چلا ہے اور جس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔'' (الکہف:28)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔'' (بخاری:7405)

(7) سیدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی گروہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نہیں بیٹھتا مگر یہ کہ فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکون و طمانیت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا مقرب فرشتوں میں ذکر کرتا ہے۔'' (ترمذی:3378)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرتے ہیں۔'' (ابن ماجہ:3792)

(9) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری:128/7)

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ﴾ ''یقیناً میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔'' (طٰہٰ:14)

(11) سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! احکام اسلامی زیادہ ہو گئے ہیں لہٰذا مجھے ایسی چیز کا حکم دیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔'' (ترمذی:3375)

(12) ﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ ''اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے'' یعنی تم جو خیر اور اطاعت کے کام کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے وہ اس کی جزا دے گا۔ (الاساس:4215/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(13)(i)اللہ تعالیٰ نے انسانی اعمال کو اپنے علم سے جوڑ کر انسان کو شعوری طور پر بیدار کیا ہے۔

(ii)اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے اعمال کی نگرانی کا شعور دلا کر اعمال کی کوالٹی کو بہتر بنانے کی ترغیب دی ہے۔

﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا

''اور تم اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر انتہائی احسن انداز میں سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا اور کہہ دو کہ

اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ

ہم اُس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾

ہے اور ہم اُس کی فرماں برداری کرنے والے ہیں''(46)

سوال: غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کا جو طریقہ سکھایا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا...مُسْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''اور تم اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر انتہائی احسن انداز میں'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے۔

(2)اللہ تبارک وتعالیٰ اہلِ کتاب سے ایسی بحث کرنے سے روکتا ہے جو بصیرت کی بنیاد پر اور کسی مسلمہ قاعدے کے مطابق نہ ہو نیز اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ جب بھی اہلِ کتاب سے بحث کریں تو احسن انداز، حسن اخلاق اور نرم کلامی سے ان کے ساتھ بحث کریں اور دعوتِ اسلام بہترین طریقے سے پیش کریں اور باطل کو قریب ترین ذریعے سے رد کریں۔اس بحث کا مقصد محض جھگڑنا اور مدمقابل پر غلبہ حاصل کرنا نہ ہو بلکہ اس کا مقصد حق کا بیان اور مخلوق کی ہدایت ہو۔(تفسیر سعدی:3/2046,2047)

(3)﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور ان سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو۔ یقیناً آپ کا رب ان کو زیادہ جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی جانتا ہے۔''(النحل:125)

(4)سیدنا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو نصیحت کی:﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿یَخْشٰی﴾ ''پھر دونوں اس سے نرم بات کہو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔'' (طٰہٰ:44)

(5)﴿اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ﴾ ''سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا'' اہل کتاب میں سے ایسے لوگوں کے ماسوا جو حق کے راستے سے ہٹ جائیں، دشمنی کی وجہ سے جھگڑا کریں، جان بوجھ کر اندھے بن جائیں، خیر خواہوں سے ضد اور تعصب سے لڑنے لگیں۔ ایسے لوگوں سے جن کا بحث کرنے کا مقصد حق کی وضاحت نہیں غلبہ حاصل کرنا ہو بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(6)﴿وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ﴾ ''اور کہہ دو کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب توریت عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کے لیے عربی میں کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو کیونکہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا اور جو ہم سے پہلے تم پر نازل ہوا۔'' (بخاری:7362)

(7) عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: (اے مسلمانو!) تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوالات کیوں کرتے ہو؟ جب کہ تم پر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی ابھی کتاب نازل ہوئی ہے، جو بالکل خالص ہے، جس میں باطل نہ خلط ملط ہوا اور نہ ہو سکے گا اور تمہیں اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے دین کو بدل ڈالا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کر دی ہے اور اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب کے متعلق کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا کا حقیر فائدہ حاصل کریں۔ کیا تمہارے پاس (قرآن و حدیث کا) جو علم آیا ہے وہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ تم ان سے (دینی) مسائل پوچھو؟ اللہ کی قسم! میں تو نہیں دیکھتا کہ اہل کتاب میں سے کوئی تم سے اس کے بارے میں پوچھتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہے۔ (بخاری:7363)

(8)﴿وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ﴾ ''اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے'' یعنی اے نبی ﷺ اہل کتاب سے کہہ دو کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ (9)﴿وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ ''اور ہم اُس کی فرماں برداری کرنے والے ہیں'' یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر:427/2)

(10) یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، اسے ہی اپنا معبود بناتا ہے، اس کے رسولوں کی اطاعت کرتا ہے وہی سیدھے راستے پر ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہیں مانتا اور اطاعت نہیں کرتا وہ گمراہ ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی، پھر جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ﴾

اور اِن (اہلِ مکہ) میں سے بھی جو اُس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار کافروں کے سوا کوئی نہیں کرتا" (47)

سوال: قرآن بھی پہلی کتابوں کی طرح نازل ہوا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَكَذٰلِكَ ... الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾ "اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی" رب العزت نے فرمایا اے نبی! ہم نے آپ ﷺ پر اسی طرح کتاب نازل کی ہے جیسے پہلے لوگوں پر کی تھی۔

(2) ﴿فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ "پھر جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں" انہوں نے اسے اس طرح پہچان لیا ہے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے اور ان کے ہاں کسی حسد نے مداخلت کی ہے نہ خواہشاتِ نفس نے۔ (تفسیر سعدی: 2048,2047/3)

(3) ان میں سیدنا عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ اور اہل کتاب کے کثیر علماء شامل ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1143)

(4) ﴿وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ﴾ "اور اِن (اہلِ مکہ) میں سے بھی جو اُس پر ایمان لاتے ہیں" یعنی موجودہ لوگوں میں سے بھی جو اپنی بصیرت کی وجہ سے ایمان لاتے ہیں۔

(5) ﴿وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ﴾ "اور ہماری آیات کا انکار کافروں کے سوا کوئی نہیں کرتا" یعنی کافر اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے کے سوا کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار نہیں کرتا۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ

"اور آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی آپ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے تب تو باطل پرست

الْمُبْطِلُوْنَ﴾

ضرور شک کرتے" (48)

سوال: نبی ﷺ اُمّی تھے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا كُنْتَ ... لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ﴾ "اور آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے" اس عظیم کتاب کی صداقت پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ اسے وہ نبی اُمّی لے کر آیا ہے جس کی صداقت اور امانت کا اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوری قوم اعتراف کرتی ہے، جس کے پورے معمولات اور تمام احوال کو اس کی قوم اچھی طرح جانتی ہے وہ اپنے ہاتھ سے لکھ نہیں سکتا بلکہ وہ تو لکھا ہوا پڑھ نہیں سکتا۔ اس صورت حال میں ایک کتاب پیش کرنا سب سے بڑی اور قطعی دلیل ہے جس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو غالب اور قابلِ ستائش ہے۔ (تفسیر سعدی:2048/3)

(2) نبی ﷺ نے نبوت سے پہلے چالیس سال گزارے تھے۔ نبی ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ سب لوگ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اُمّی ہیں۔

(3) پہلی آسمانی کتابوں میں بھی نبی ﷺ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۡ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''جو لوگ اُس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی نبی ہے، جسے وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ اُن کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور انہیں برائی سے روکتا ہے اور اُن کے لیے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں اُن پر حرام کرتا ہے اور اُن پر سے ان کے وہ بوجھ اور طوق اُتارتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اُس کو قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی اتباع کی جو اُس کے ساتھ نازل کیا گیا وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔'' (الاعراف:157)

(4) ﴿وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ﴾ ''اور نہ ہی آپ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے'' اللہ تعالیٰ کے معصوم نبی ﷺ ہمیشہ لکھنے سے ہی دور رکھے گئے۔ ایک سطر کیا، ایک حرف بھی آپ ﷺ کو لکھنا نہ آتا تھا۔ آپ ﷺ نے کاتب مقرر کر لیے تھے جو اللہ تعالیٰ کی وحی لکھتے تھے اور ضرورت کے وقت شاہان دنیا سے خط و کتابت بھی وہی کرتے تھے۔ پچھلے فقہاء میں سے قاضی عبدالوحید باجی وغیرہ نے کہا کہ حدیبیہ والے دن خود رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یہ جملہ صلح نامے میں لکھا تھا کہ: ﴿هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَیْهِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدُ اللّٰهِ﴾ یعنی وہ یہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا لیکن یہ قول درست نہیں یہ وہم قاضی صاحب کو بخاری شریف کی اس روایت سے ہوا جس میں یہ الفاظ ہیں: ﴿ثُمَّ اَمَرَ فَكُتِبَ﴾ یعنی آپ ﷺ نے پھر حکم دیا اور لکھا گیا مشرق و مغرب کے تمام علماء کا یہی مذہب ہے بلکہ باجی وغیرہ پر انہوں نے اس قول کا بہت سخت رد کیا ہے اور اس سے بے زاری ظاہر کی ہے۔ اور اس قول کی تردید اپنے اشعار اور خطبوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بھی کی ہے لیکن یہ بھی خیال رہے کہ قاضی صاحب وغیرہ کا یہ خیال ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ اچھی طرح لکھنا جانتے تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ آپ ﷺ کا یہ جملہ صلح نامے پر لکھ لینا آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔(ابن کثیر:155/4)

(5)﴿اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾''تب تو باطل پرست ضرور شک کرتے''یعنی اگر لکھ پڑھ سکتے تو نبی ﷺ کے مخالف اور باطل پرست یہ کہہ سکتے تھے کہ نبی ﷺ نے پہلی کتابوں سے یہ قرآن سیکھ لیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر جو کتاب نازل کی اس کے لیے مقابلے کی دعوت دی گئی مگر کوئی بھی چیلنج کو قبول نہیں کر سکا۔کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے کلام جیسا کلام کیسے لاسکتا ہے؟اس کے باوجود جاہلوں نے کہہ دیا:﴿وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا(۵) قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(۶)﴾''انہوں نے کہا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھوا رکھا ہے پس وہی اس کو صبح وشام پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔آپ کہہ دیں اس کو نازل کیا ہے اُس نے جو آسمانوں اور زمین کے راز جانتا ہے،یقیناوہ بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے۔''(الفرقان:6,5)

﴿بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ

''بلکہ یہ اُن لوگوں کے سینوں میں واضح آیات ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیات کا انکار

اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ﴾

ظالموں کے سوا کوئی نہیں کرتا''(49)

سوال:قرآن مجید روشن آیات والا ہے،اس کی وضاحت﴿بَلْ...اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ﴾''بلکہ یہ واضح آیات ہیں''یہ قرآن مجید روشن آیات والا ہے،اس کی سچائی واضح ہے،اس کے احکامات سچے ہیں،اس کی خبریں روشن ہیں۔

(2)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر لوگ)ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا)اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے۔(اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا)اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔''(بخاری:4981)

(3)﴿فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾''اُن لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا''یہ قرآن علماء اور حفاظ کے سینے میں محفوظ ہے۔رب العزت نے قرآن کا پڑھنا اور یاد رکھنا آسان فرمادیا ہے۔جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟'' (القمر:17)

(4) اس آیت کے دو مطلب ہیں اگر 'ھو' کی ضمیر کو قرآن کی طرف راجع قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کی آیات بڑے واضح دلائل پر مشتمل ہیں اور یہ آیات اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں یعنی اہل علم نے تو ان آیات کو حفظ یا ازبر کر لیا ہے اور یہ قرآن اسی طرح سینہ بہ سینہ اہل علم میں منتقل ہوتا جائے گا اور یہ قرآن کی ایسی ناقابل تردید صفت ہے جو ابتدائے اسلام سے آج تک اور آئندہ بھی تا قیامت ہر شخص مشاہدہ کر سکتا ہے اور کرتا رہے گا۔ ہر دور میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد حافظ قرآن رہی ہے۔ اور یہی قرآن کی اعجازی حیثیت اور اس کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن کی حفاظت کا دوسرا ذریعہ کتابت قرآن ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے حفاظت قرآن کے پہلے ذریعہ حفظ پر ہی نسبتاً زیادہ توجہ مبذول فرمائی تھی۔ اب قرآن کے مقابلہ میں دوسری الہامی کتابوں کو دیکھئے ان کا شاذ و نادر ہی کوئی آپ کو حافظ نظر آئے گا جیسے سیدنا عزیر علیہ السلام کے متعلق منقول ہے کہ وہ تورات کے حافظ تھے۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ 'ھو' کی ضمیر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع قرار دیا جائے اور یہ تفسیر اس لحاظ سے راجح ہے کہ ربط مضمون اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اہل علم اور اہل دانش و بینش کے لیے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ثبوت میں ایک نہیں بلکہ بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ وہ اس طرح کہ دنیا میں جتنے بھی نامور شخص گزرے ہیں ان کی شخصیت بنانے والے عوامل کا تاریخ سے پتہ لگایا جا سکتا ہے مگر یہاں یہ بات یکسر مفقود نظر آتی ہے۔ مثلاً تمام مخالفین اسلام یعنی قریش مکہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ پڑھنا لکھنا تک نہیں جانتے تھے۔ علم، ادب، عربی سے یا تاریخ امم سے واقف ہونا تو دور کی بات ہے لیکن آپ ﷺ نے جو کلام پیش کیا بار بار چیلنج کے باوجود عرب بھر کے فصحاء اور بلغاء اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز رہ گئے تھے۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ آپ فن حرب و ضرب سے قطعاً نابلد تھے۔ نہ ہی آپ کسی جرنیل، فوجی یا کسی سپاہی کے گھر پیدا ہوئے تھے لیکن جب میدان جہاد میں فوجی لشکر کی قیادت آپ ﷺ نے سنبھالی تو آپ ﷺ نے ایسی جنگی تدابیر اختیار کیں کہ تمام جہانوں کے جرنیلوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ غرض یہ کہ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ایسے ہی حیران کن کمالات کا مجموعہ ہے۔ جن کے اسباب و عوامل تلاش کرنے پر دور تک کہیں نظر نہیں آتے۔ یہی وہ نشانیاں ہیں جو آپ ﷺ کی رسالت کا بین ثبوت ہیں اور ان کا انکار کوئی کٹر متعصب ہی کر سکتا ہے جب کہ اہل علم آپ کی ان خوبیوں کے دل و جان سے معترف ہوتے ہیں۔ (تیسیر القرآن:3/489)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''اور ہماری آیات کا انکار ظالموں کے سوا کوئی نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ کی آیات کا ظالم ہی انکار کرتے ہیں اور انہیں ٹھکراتے ہیں۔رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۹۶) وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ (۹۷)﴾ ''یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ اُن کے پاس ہر نشانی آجائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔'' (یونس:97,96)

﴿وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

''اور اُنہوں نے کہا کہ اس پر اس کے رب کی جناب سے معجزات کیوں نہیں اُتارے گئے؟ آپ کہہ دیں کہ معجزات صرف اللہ تعالیٰ کے

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾

پاس ہیں اور میں صرف اور صرف کھلا ڈرانے والا ہوں'' (50)

سوال: کافر معجزے دیکھ کر بھی معجزوں کا مطالبہ کرتے ہیں، اس کی وضاحت﴿وَقَالُوْا ... مُّبِیْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ اس پر اس کے رب کی جناب سے معجزات کیوں نہیں اُتارے گئے'' جب نبی ﷺ قرآن مجید لے کر آئے تو اہل مکہ نے کہا کہ معجزہ کیوں نہیں لے کر آئے جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی، موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور عیسیٰ علیہ السلام کا مائدہ تھا۔

(2)﴿وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی بہتا چشمہ جاری نہ کر دیں۔'' (بنی اسرائیل:90)

(3)﴿قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ معجزات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں'' رب العزت نے فرمایا کہ آپ ﷺ کہہ دیں معجزات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں رسول کے اختیار میں نہیں ہیں اور تمہارا مقصد امتحان ہے ایمان نہیں اس لیے تمہارے مطالبات پورے نہیں کیے جا سکتے۔رب العزت نے اصحاب الکہف کے بارے میں فرمایا:﴿وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا﴾ ''اور آپ سورج کو دیکھیں گے کہ جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب چلا جاتا ہے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جب غروب ہوتا ہے تو اُن کے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ غار کے اندر ایک وسیع جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے پھر آپ اُس کے لیے راہ نمائی کرنے والا کوئی دوست ہرگز نہ پائیں گے۔'' (الکہف:17)

(4) ﴿وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ ''اور میں صرف اور صرف کھلا ڈرانے والا ہوں'' یعنی میرا کام تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچانا ہے میں تو صاف ڈرانے والا ہوں، اس کے علاوہ میرا کوئی فرض نہیں ہے۔

﴿اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

''اور کیا اُنہیں یہ کافی نہیں ہے کہ یقیناً ہم ہی نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو اُنہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بلاشبہ اس میں

لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ ع 5/7/1

یقیناً رحمت اور نصیحت ہے اُس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں'' (51)

سوال: سب سے بڑا معجزہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... یُّؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ﴾ ''اور کیا اُنہیں یہ کافی نہیں ہے کہ یقیناً ہم ہی نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو اُنہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے'' یعنی کیا میری اور اس کتاب کی سچائی کے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ میں صبح و شام اس کتاب کو پڑھ کر سناتا ہوں جو عظیم ہے اور میں اُمّی ہوں لکھ پڑھ نہیں سکتا اور تمہیں ایسی آیات پڑھ کر سناتا ہوں جو ہدایت اور نور ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1145,1144)

(2) قرآن مجید کی نشانی کافی ہے کیونکہ: (i) قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔

(ii) قرآن مجید نے چیلنج دیا کہ اس جیسا قرآن یا ایک سورت لا کر دکھا دیں اب یہ لانے کے قابل نہیں ہیں۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ عطا کیا گیا اور اسی کے مطابق لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (یعنی قرآن مجید) ہے (جو سب معجزوں سے بڑا معجزہ ہے) اسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کیا ہے، اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت والے دن میرے ماننے والے دیگر نبیوں کے ماننے والوں سے زیادہ ہوں گے۔'' (بخاری:7274)

(4) سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً میں نے آپ کو اس لیے مبعوث کیا کہ میں آپ کی (آزمائش کروں اور آپ کے ذریعے سے دوسروں کی آزمائش کروں اور میں نے آپ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی دھو (کر مٹا) نہیں سکتا، آپ سوتے ہوئے بھی اس کی تلاوت کریں گے اور جاگتے ہوئے بھی۔'' (مسلم:2865)

(5)﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً رحمت اور نصیحت ہے اُس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں'' قرآن اس شخص کے لیے رحمت اور بھلائی ہے جو قرآن کو اپنے لیے کافی سمجھتا ہے اور اس سے راہ نمائی حاصل کرتا ہے۔

(6) یہ کتاب لامحدود بھلائیاں رکھتی ہے، یہ عقائد کی تطہیر کرتی ہے، قرآن قلب کا تزکیہ کرتا ہے، قرآن اخلاق کی تکمیل کرتا ہے، قرآن اسرار ربانی کو کھولتا ہے۔ قرآن کثیر علم رکھنے والی عظیم کتاب ہے جو عظیم نعمت ہے، جو حق اور صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔

﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

''آپ کہہ دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں'' (52)

سوال: اللہ تعالیٰ رسالت محمدی ﷺ کو خوب جانتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ...هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ'' اے محمد! آپ ﷺ کہہ دیں۔

(2)﴿كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا﴾ ''میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے'' اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے وہ میری رسالت کو بھی خوب جانتا ہے اور تمہاری تکذیب کا بھی خوب علم رکھتا ہے۔

(3) اگر میں جھوٹ بولوں تو وہ مجھ سے انتقام لے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ (۴۴) لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ (۴۵) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ (۴۶) فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ (۴۷)﴾ ''اور اگر وہ ہم پر کوئی بات گھڑ کر لاتا تو یقیناً ہم اُس کو اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑتے پھر یقیناً ہم اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے پھر تم سے کوئی بھی اُس سے روکنے والا نہ ہوتا۔'' (الحاقۃ:44-47)

(4) اس لیے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، وہ سچ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے'' اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی گواہی دلیل کے لیے کافی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ تو وہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(6)﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ﴾ ''اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے'' باطل سے مراد شرک ہے یعنی جن کا ایمان باطل پر ہے۔

(7)﴿وَ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا'' وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا انکار کرتے ہیں جو حق ہے۔

(8)﴿اُولٰٓئِكَ﴾ ''وہی'' ایسے برے فہم والے عقلی فساد میں مبتلا ہیں۔

(9)﴿هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں'' ان کا خسارہ یہ ہے کہ انہوں نے ایمان کے بدلے کفر اور ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے۔

(10)رب العزت نے فرمایا:﴿فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى(۱۴)لَا یَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى(۱۵)الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى(۱۶)﴾ ''پس میں نے تمہیں شعلہ مارتی آگ سے ڈرا دیا ہے جس میں اُس بڑے بدبخت کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔'' (اللیل:14-16)(ایسر التفاسیر:1145)

﴿وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ

''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آجاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾

آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے'' (53)

سوال: جلد عذاب کے مطالبے کی وضاحت﴿وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ... یَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ﴾ ''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں'' جو لوگ اللہ تعالیٰ، اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن کو جھٹلاتے ہیں وہ جلد عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں، جیسا کہ فرمایا:﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟'' (الملک:25)

(2)﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ ''اور جب اُنہوں نے کہا: ''اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔'' (الانفال:32)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَلَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ﴾ ''اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آ جاتا'' اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے وقت مقرر کر رکھا ہے ان کے اعمال تو اس لائق ہیں کہ فوراً عذاب بھیج دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق ہر ایک کو مہلت دیتے ہیں۔

(4)﴿وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے'' وہ عذاب ان پر اچانک آیا تھا جب وہ میدان بدر میں اتراتے ہوئے آئے اور ان کے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور مکہ میں کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس کو کوئی مصیبت نہ پہنچی ہو۔(5) ان پر عذاب ایسے آیا کہ انہیں شعور تک نہیں تھا۔

﴿يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾

''وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے''(54)

سوال: جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے، اس کی وضاحت ﴿يَسْتَعْجِلُوْنَكَ ... بِالْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ﴾ ''وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں'' اس آیت میں عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو ان پر لامحالہ آ کر رہے گا۔

(2)﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے'' جہنم کا عذاب ان سے ہٹایا نہیں جائے گا۔ وہ ان کو ہر طرف سے گھیر لے گا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے تعجب کا اظہار کیا ہے کہ تم عذاب کے لیے جلدی مانگتے ہو حالانکہ جہنم تمہیں گھیرے میں لے چکی ہے۔

﴿يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا

''جس دن عذاب اُنہیں ان کے اوپر سے ڈھانک لے گا اور اُن کے قدموں کے نیچے سے بھی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چکھو

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

(اس کا مزہ) جو کچھ تم کرتے تھے''(55)

سوال: ظالموں کے اوپر نیچے آگ کی چادریں ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿يَوْمَ يَغْشٰهُمُ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾ ''جس دن عذاب اُنہیں ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوپر سے ڈھانک لے گا اور اُن کے قدموں کے نیچے سے بھی'' جس دن عذاب یعنی آگ کی چادریں ان کے اوپر نیچے ہوں گی۔ رب العزت نے فرمایا:﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اُن کے لیے جہنم کا بچھونا ہے اور اُن کے اوپر اُسی کا اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔'' (الاعراف:41)

(2)﴿لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ﴾ ''اُن کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور اُن کے نیچے سے بھی، یہ وہ (عذاب) ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اے میرے بندو! پس مجھ ہی سے ڈرو۔'' (الزمر:16)

(3)﴿وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چکھو (اس کا مزہ) جو کچھ تم کرتے تھے'' یعنی شرک، نافرمانیوں کے بدلے میں لامحدود عذاب ہوگا۔ رب العزت نے فرمایا:﴿يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (۱۳) هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۴) اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ (۱۵) اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۶)﴾ ''جس دن انہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے ہی نہیں؟ اس جہنم میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا نہ کرو، تم پر برابر ہے۔ تمہیں اُنہی اعمال کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔'' (طور:13-16)

(4)﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴾ ''جس دن اُنہیں چہروں کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا، چکھو آگ کا چھونا۔'' (القمر:48)

﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ﴾

''اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! بلاشبہ میری زمین بہت وسیع ہے، چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو'' (56)

سوال: جہاں دین پر قائم نہیں رہ سکتے وہاں سے ہجرت کر جانے کے حکم کی وضاحت ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ... فَاعْبُدُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ ''اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو!'' اے میرے بندو جو مجھ پر، میرے رسول ﷺ اور میری ملاقات پر ایمان لائے ہو۔

(2)﴿اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ﴾ ''بلاشبہ میری زمین بہت وسیع ہے'' ایمان والوں کو ہجرت کی دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ممکن نہیں رہا تو ایسی زمین میں چلے جاؤ جہاں اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) جب کوئی انسان ہجرت کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ملک چھوڑنے کا دُکھ چمٹ جاتا ہے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ میری زمین وسیع ہے تم محبت اسی جگہ سے رکھو جس میں تم میری عبادت کر سکو اور تمہارے لیے عبادت کرنا آسان ہو۔

(4) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب مکہ میں رہائش مشکل ہو گئی تو وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تا کہ امن وامان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہ سکیں۔ وہاں کے سمجھ دار، دیندار بادشاہ اصحمہ نجاشی رحمہ اللہ نے ان کی پوری تائید ونصرت کی اور وہاں وہ بہت عزت اور خوشی سے رہے سہے۔ (ابن کثیر: 159/4)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (۹۷) اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا (۹۸) فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۹۹) وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۱۰۰)﴾ ”یقیناً جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے، اُن کی روحیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ اُن سے (فرشتے) کہتے ہیں: ”تم کس حال میں تھے؟“ وہ جواب دیتے ہیں: ”ہم زمین میں کمزور تھے۔“ فرشتے اُن سے کہتے ہیں: ”کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟“ تو یہی لوگ ہیں ان ہی کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔ ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے سوا جو نہ کسی تدبیر کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی نکلنے کا راستہ پاتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ہیں، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی نہایت معاف کرنے والا، بے حد بخشنے والا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا، وہ زمین میں پناہ کی بہت جگہ اور بڑی کشادگی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا، پھر اسے موت پالے تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ (النساء: 97-100)

(6) ﴿فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ﴾ ”چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو“ یعنی میرے لیے اپنی عبادت اور اطاعت کو خالص کرو میری نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی اطاعت نہ کرو۔ (جامع البیان: 12/21)

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾

”ہر جان موت کو چکھنے والی ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے“ (57)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: موت نہیں چھوڑے گی اس لیے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی گزار لو، اس کی وضاحت ﴿كُلُّ نَفْسٍ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1) ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے'' یعنی تم کہیں بھی چلے جاؤ موت تمہیں نہیں چھوڑے گی اس لیے جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی گزارو، اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیے ہیں ان پر عمل کرو اسی میں خیر ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ ''جو زمین پر ہے ہر ایک چیز فانی ہے۔'' (الرحمن:26)

(3) ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، سوائے اُس کے چہرے کے۔'' (القصص:88)

(4) ﴿ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾ ''پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے'' پھر موت کے بعد لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے تو سرخرو ہو کر جانا ہے تاکہ جنت کی بہاریں دیکھیں۔

(5) اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے ساتھ موت کا ذکر کیا ہے۔ اپنی زمین چھوڑتے ہوئے انسان کے دل میں جو وسوسے آتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کہیں راستے میں موت نہ آ جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی کہ ہر ایک جان نے مرنا ہے ہجرت کرو یا نہ کرو جانا تو رب کے پاس ہے۔ رب کی عبادت کرتے ہوئے موت آئے گی تو آخرت کی نعمتیں پاؤ گے۔

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

''اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، انہیں ہم ضرور جنت کے اونچے گھروں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾

سے نہریں بہتی ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، کیا ہی اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا!'' (58)

سوال: نیک لوگوں کو عالی شان محلات میں بسایا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ... اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں'' یعنی جن لوگوں نے عقیدے اور عمل کے اخلاص کو جمع کر لیا۔ (صفوۃ التفاسیر:2/429)

(2) ﴿لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ ''انہیں ہم ضرور جنت کے اونچے گھروں میں جگہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی'' ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن سے ظاہر باطن نظر آتا ہے۔'' (مسند احمد: 5/343)(ابن کثیر: 4/160)

(3) نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ عالی شان محلات میں بسائیں گے، جن کے نیچے صاف شفاف میٹھے پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔ اسی طرح دودھ کی، شراب مطہر کی اور خالص شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی جن کو جنت والے اپنی مرضی کے مطابق جدھر چاہیں گے پھیر دیں گے۔

(4) ﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَا﴾ ''اُن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے'' جنتی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کبھی وہاں سے الگ ہونے کو ان کا دل نہیں چاہے گا۔ نہ وہاں سے نکالے جائیں گے، نہ اس میں موت آئے گی۔

(5) ﴿نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ﴾ ''کیا ہی اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا!'' ایمان والوں کے نیک عملوں کا کس قدر اچھا انعام ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 2/1509)

﴿الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ﴾

''جن لوگوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں'' (59)

سوال: جنت صبر اور توکل کا صلہ ہے، اس کی وضاحت ﴿الَّذِیْنَ ... یَتَوَكَّلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے والوں کی دو صفات کا نمایاں طور پر ذکر کیا ہے: (i) صبر اور ثابت قدمی۔ (ii) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ۔ یہی دو صفات ہیں جن سے انسان تاحیات نیک عمل کرنے کے قابل رہتا ہے۔

(2) ﴿الَّذِیْنَ صَبَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے صبر کیا'' یعنی جنہوں نے ایمان، ہجرت اور اطاعت پر صبر کیا۔ (ایسر التفاسیر: 1147)

(3) جو لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہے کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا یقین تھا۔

(4) صبر سے مراد ہے: (i) دین پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ (ii) ہجرت کی تکلیفیں برداشت کرنا۔

(iii) گھر، وطن اور گھر والوں سے اللہ تعالیٰ کی خاطر دوری برداشت کرنا۔

(5) نیک اعمال میں سرفہرست صبر ہے اور صبر کا لفظ بڑے وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خندہ پیشانی سے برداشت کرنا بھی صبر ہے اور احکام شریعت پر استقلال کے ساتھ کاربند رہنا بھی صبر ہے اور مالی مفادات کے ضیاع کو درخور اعتناء نہ سمجھنا بھی صبر ہے۔ (تیسیر القرآن: 3/492)

(6) ﴿وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ﴾ ''اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں'' نیک اعمال میں سے دوسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر توکل کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں پر یقین کیا جائے جو اس نے اپنے فرماں بردار بندوں سے کر رکھے ہیں بالخصوص اس صورت میں جبکہ ان وعدوں کے پورا ہونے کے ظاہری اسباب بھی مفقود نظر آتے ہوں۔ (تیسیر القرآن:3/492)

(7) عبودیتِ الٰہی پر ان کا صبر اس بارے میں سخت جدوجہد اور شیطان کے خلاف بہت بڑی جنگ کا تقاضا کرتا ہے جو اس عبادت میں خلل ڈالنے کے لیے ان کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ ان کا توکل اللہ تعالیٰ پر ان کے بہت زیادہ اعتماد کا مقتضی ہے نیز اللہ تعالیٰ پر ان کا حسنِ ظن اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ان کے اعمال کو متحقق کر کے پایۂ تکمیل کو پہنچائے گا جن کا انہوں نے عزم کیا ہے۔ ہر چند کہ توکل، صبر کے اندر داخل ہے تاہم یہاں اس کو الگ بیان کیا ہے کیونکہ بندہ ہر فعل کے کرنے اور ترک کرنے میں جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے توکل کا محتاج ہے اور کسی کام کو ترک کرنا یا اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانا توکل علی اللہ کے بغیر اتمام پذیر نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی:3/2053,2054)

(8) صبر اور توکل یعنی اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا کلی خیر ہے۔

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ

"کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ ہی انہیں بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ سب کچھ سننے

الْعَلِيْمُ﴾

والا، سب کچھ جاننے والا ہے" (60)

سوال: اللہ تعالیٰ کا رزق اپنی مخلوق کے لیے عام ہے، اس کی وضاحت ﴿وَكَاَيِّنْ ... وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا﴾ "کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں رکھتے" رب العزت نے ساری مخلوقات کا رزق اپنے ذمے لیا ہے۔ رزق کسی خاص جگہ کے ساتھ تو مخصوص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رزق اپنی مخلوق کے لیے عام ہے۔ کتنے جاندار ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔

(2) اللہ تعالیٰ ہی روزگار کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ وہ اپنی ہر مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے۔ پرندوں کو ہواؤں میں، مچھلیوں کو پانی میں، چیونٹیوں کو بلوں میں رزق دیتا ہے۔ اس کا فرمان ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ "زمین میں چلنے والا کوئی جان دار نہیں مگر اس کا رزق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی، سب کچھ ایک واضح کتاب میں ہے۔'' (ہود:6)

(3)﴿اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی اُنہیں بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی'' اللہ تعالیٰ سب کو رزق دیتا ہے وہ سب کے لیے انتظام کرتا ہے۔ جیسے اس نے سب کو پیدا کیا اسی طرح وہ سب کو رزق دیتا ہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا(۲) وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ(۳)﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ اُس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اُس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں رکھتا اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے۔'' (الطلاق:3,2)

(5) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرتے جیسا کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔'' (ترمذی:2344)

(6)﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات کا سننے والا السمیع ہے اور وہ سب کے حالات کو جاننے والا العلیم ہے اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں۔

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

''اور یقیناً اگر آپ اُن لوگوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا؟ تو وہ

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾

ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، پھر وہ کہاں بہکائے جا رہے ہیں؟'' (61)

سوال: توحید کی دلیل کی وضاحت﴿وَلَئِنْ ... يُؤْفَكُوْنَ﴾ روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ اُن لوگوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے'' یہاں توحید کی دلیل دی گئی ہے کہ اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ زمین، آسمان، سورج، چاند اور ہر چیز کو کس نے بنایا تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کچھ بنایا وہ خود بے ساختہ معبودوں کی بے بسی کا اعتراف کر لیں گے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے﴿لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ﴾ تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو۔'' (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر ایک شریک ہے تیرا کہ یا اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شئے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔ (مسلم:2815)

(3) ﴿فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ﴾ ''پھر وہ کہاں بہکائے جا رہے ہیں؟'' یعنی توحید کے اقرار کے بعد وہ کیسے حق سے پھر جاتے ہیں؟

(4) ایسے لوگوں کا منہ موڑنا قابل تعجب ہے۔ ایسے لوگ خود منہ نہیں موڑتے شیطان انہیں اُلٹے راستے پر چلاتا ہے۔

(5) اس خطاب کا روئے سخن مشرکین مکہ کی طرف سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمہاری زندگی اور زندگی کی بقا کا سارا سامان تو اللہ تعالیٰ نے مہیا کیا ہے پھر تم اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے شریک اور مدمقابل کیسے ٹھہراتے ہو؟ یہ کہاں سے تمہیں عقل کا پھیر لگ جاتا ہے؟ (تیسیر القرآن:3/492,493)

﴿اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے'' (62)

سوال: کسی کو کم یا زیادہ رزق دینے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور بندوں کے مصالح ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ ... عَلِیْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ الرزاق ہے وہی رزق کی تدبیر کرتا ہے جسے چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یہ اس کی حکمت ہے وہ ہر ایک کو جس حال میں رکھتا ہے وہی بندوں کے لیے درست اور مناسب ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بے حد رزق دینے والا ہے، طاقت والا ہے، نہایت مضبوط ہے۔'' (الذّٰریٰت:58)

(3) مشرکین مسلمانوں پر اعتراض کرتے تھے کہ اگر تم حق پر ہو تو پھر مالی طور پر کمزور کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے: (i) رزق کی کشادگی اور تنگی کا تعلق اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ہے۔ (ii) رزق کی تنگی کا تعلق اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں ہے۔ (iii) رزق کی کشادگی کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے نہیں ہے۔

(4) ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿بَصِیْرٌ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ:27)

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جانتا ہے۔ اس لیے وہ اس کے مطابق رزق کے فیصلے کرتا ہے۔

(6) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سنا، فرمایا پروردگار نے: ''اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا، تو تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں راہ بتلاؤں تو مجھ سے راہ مانگو میں تم کو راہ بتلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں تو مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں، تو کپڑا مانگو مجھ سے میں پہناؤں گا تم کو۔ اے بندو میرے! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخشتا ہوں، تو بخشش چاہو مجھ سے میں بخشوں گا تم کو۔ اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھ کو فائدہ پہنچا سکتے ہو، اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا بڑا پرہیزگار شخص تو میری سلطنت میں کچھ افزائش نہ ہوگی اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا بڑا بدکار شخص تو میری سلطنت میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، آدمی اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو مانگے سو دوں تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہوگا مگر اتنا جیسے دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا جتنا پانی کم ہو جاتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہوگا اس لیے کہ دریا کتنا ہی بڑا ہو آخر محدود ہے اور میرا خزانہ بے انتہا ہے پر یہ صرف مثال ہے) اے میرے بندو! یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لیے شمار کرتا رہتا ہوں، پھر تم کو ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا، سو جو شخص بہتر بدلہ پائے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے کہ اس کی کمائی بیکار نہ گئی اور جو برا بدلہ پائے تو اپنے ہی تئیں برا سمجھے۔'' (کہ اس نے جیسا کیا ویسا پایا)۔ سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: ''کہ ابوادریس خولانی رحمہ اللہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتے۔ (صحیح مسلم:6572)

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی صحرا میں چلا جا رہا تھا کہ اس نے ایک بدلی سے ایک آواز سنی، فلاں کے باغ کو سیراب کرو۔ پس بادل کا یہ ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے اپنا پانی ایک سیاہ سنگلاخ زمین میں برسا دیا، پس ان نالوں میں سے ایک نالے نے سارا پانی اپنے اندر جمع کر لیا (اور پانی چلنے لگا)، یہ شخص بھی اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پانی کے پیچھے پیچھے چلا (آگے جا کر ایک مقام پر دیکھا) کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا، اپنے کسی اوزار سے اپنے باغ کو پانی لگا رہا ہے۔ اس نے اس سے پوچھا: اے اللہ تعالیٰ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی سے سنا تھا۔ پس باغبان نے اس سے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس بادل میں جس سے یہ پانی (یہاں بہتا ہوا آیا) ہے، ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر اور یہ وہی نام ہے جو تو نے اپنا بتلایا ہے، تو اس باغ میں ایسا کون سا عمل کرتا ہے؟ (کہ تیرے باغ کی سیرابی کے لیے اللہ تعالیٰ نے بادل کو حکم دیا) اس باغ والے نے کہا: جب تو یہ کہہ رہا ہے تو (میں بتا دیتا ہوں کہ) میں اس باغ کی پیداوار کا اندازہ لگاتا ہوں اور اس میں سے تیسرا حصہ صدقہ کرتا ہوں، تیسرا حصہ میری اور میرے اہل وعیال کی خوراک ہو جاتا ہے اور اس کا تیسرا حصہ اس باغ پر دوبارہ لگا دیتا ہوں۔ (مسلم:7473)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری:5985)

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا

''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟ پھر اُس کے ساتھ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کیا؟

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾

تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، آپ کہہ دیں: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں سمجھتے'' (63)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی بارش سے زمین کو زندہ کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَئِنْ ... يَعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟ پھر اُس کے ساتھ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے'' آسمان سے بارش برسا کر زمین کو زندہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے مشرک بھی ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں۔

(2) ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' مشرکوں کے اقرار پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

(3) آسمان سے بارش برسنے اور زمین سے نباتات پیدا ہونے میں جتنی مخلوقات کو رب العزت نے لگا رکھا ہے اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

(4)﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ ''بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں سمجھتے'' یعنی اگر وہ عقل رکھتے تو پتھر کے بت نہ پوجتے۔

(5) اللہ تعالیٰ تنہا رزق دینے، بارش برسانے اور زمین سے نباتات اگانے پر قادر ہے وہی یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں۔

﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ

''اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک دل لگی اور کھیل ہے اور یقیناً آخرت کا گھر ہی یقیناً اصلی زندگی ہے،

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

کاش وہ جانتے ہوتے'' (64)

سوال: دنیا کھیل تماشا ہے سچی زندگی آخرت کی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا هٰذِهِ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ﴾ ''اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے'' دنیا کی زندگی ناپائیدار ہے۔

(2)﴿اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ﴾ ''مگر ایک دل لگی اور کھیل ہے'' دنیا سے لوگوں کا دل بہلتا ہے اور اس سے ایسے خوش ہو جاتے ہیں جیسے بچے کھلونوں سے خوش ہوتے ہیں۔ اچانک موت آتی ہے تو سارا کھیل ختم ہو جاتا ہے۔

(3) دنیا کی زندگی ایک کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں۔ انسان ساری زندگی دنیا کمانے میں مصروف رہتا ہے لیکن جب موت آتی ہے تو خالی ہاتھ چلا جاتا ہے جیسے ریت کے گھروندے بنانے والے آخر میں تھکن کے سوا کچھ لے کر نہیں جاتے۔

(4)﴿وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ﴾ ''اور یقیناً آخرت کا گھر ہی یقیناً اصلی زندگی ہے'' آخرت کا گھر جہاں موت نہیں آئے گی، جہاں کی صحت کو بیماری کبھی نہیں دبوچے گی، جہاں کی جوانی کو کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، جہاں کے مال کو کبھی زوال نہیں آئے گا، جہاں بے مثال زندگی اور لازوال خوشیاں ملیں گی۔

(5) سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی رضا کی تلاش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا۔ پھر ہم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے کوئی حصہ (مال غنیمت وغیرہ کی صورت میں) نہیں کھایا۔ ان میں سے ایک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں، جو غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے صرف ایک چادر چھوڑی تھی، تو جب ہم اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پیر ننگے ہو جاتے اور جب پیر ڈھانپتے تو ان کا سر کھل جاتا۔ چنانچہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دیں اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں (یعنی ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں)۔ (بخاری:4082، مسلم:2177)

(6) ﴿لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''کاش وہ جانتے ہوتے!'' یعنی اگر وہ سمجھتے تو دنیا کو آخرت پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ ہمیشہ کی زندگی کو چھوڑ کر کھیل تماشے کی طرف کبھی نہ مائل ہوتے۔ (7) جو لوگ علم رکھتے ہیں انہیں آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ ''خوب جان لو! یقیناً دنیا کی زندگی محض ایک کھیل، دل لگی اور زینت اور تمہارا آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، جیسے بارش کی مثال ہے کہ اُس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو خوش کر دیتی ہے پھر وہ پک جاتی ہے تو آپ اُس کو زرد دیکھتے ہو، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی بھی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔'' (الحدید:20)

(9) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بازار سے گزرتے ہوئے کسی بلندی سے مدینہ منورہ داخل ہو رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ ﷺ کے دونوں طرف تھے۔ آپ ﷺ بھیڑ کا ایک بچہ جو دو کانوں والا تھا اسے مرا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: ''تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی اسے کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے کیونکہ یہ تو مردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر یہ بھیڑ کا بچہ زندہ بھی ہوتا تو پھر بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا کان چھوٹا ہے حالانکہ اب تو یہ مردار ہے اسے کون لے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے کہ جس طرح تمہارے نزدیک یہ مردار ذلیل ہے۔'' (صحیح مسلم:7418)

﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ

''پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں عبادت کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے، پھر جب وہ انہیں نجات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾

دے کر خشکی میں لے جاتا ہے تب وہ اچانک ہی شرک کرنے لگتے ہیں'' (65)

سوال: مشرک بھی مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا ... يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ ''پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں عبادت کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے'' مشرک بھی مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ جب کسی کی کشتی بھنور میں پھنس جائے تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ انسان اسباب کی نفی میں ایک اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے جو نجات دینے والا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ ''اور جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم جنہیں بھی پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ موڑ جاتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بڑا ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل: 67)

(2) ﴿فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ ''پھر جب وہ اُن کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تب وہ شرک کرتے ہیں'' جب اللہ تعالیٰ غرق ہونے سے بچا کر خشکی پر لے آتے ہیں تو وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾﴾ ''اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کو اُسی کی طرف رجوع کر کے پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ اُنہیں چکھاتا ہے تو اچانک اُن میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ تاکہ ہم نے جو کچھ اُنہیں دیا ہے وہ اُس کی ناشکری کریں، سو تم مزے اُڑاؤ کہ جلد ہی تم جان لو گے۔'' (الروم: 33،34)

(3) مصیبت میں، اسباب کی نفی میں انسان رب کو پہچان جاتا ہے جب حالات نارمل ہوتے ہیں تو انسان اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے کسی کے آگے جواب دہ نہیں سمجھتا اور شرک کرتا ہے۔

(4) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (فتح مکہ کے موقع پر) سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے لیے امن کا اعلان کر دیا اور فرمایا: ''فلاں لوگ چاہے کعبہ کے پردوں کے ساتھ بھی چمٹے ہوئے ہوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تب بھی ان کو قتل کر دو۔'' وہ لوگ عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔ ان میں سے عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا، اسے قتل کرنے کو سیدنا سعید بن حریث اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما دوڑے، تو سیدنا سعید رضی اللہ عنہ جیت گئے، وہ جوان تھے، سو انہوں نے ابن خطل کو قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو مجاہدین نے بازار میں دیکھ لیا تو اسے وہیں قتل کر دیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھاگ نکلا، وہ بحر احمر کے کنارے ایک کشتی پر سوار ہو کر علاقہ بدر ہونے لگا۔ کشتی جب سمندر میں گئی تو طوفان میں پھنس گئی، کشتی میں سوار لوگ کہنے لگے، اب صرف ایک اللہ تعالیٰ کو پکارو، کیونکہ اس طوفان میں تمہارے مشکل کشا تمہارے کسی کام نہیں آسکتے۔ یہ سن کر عکرمہ کہنے لگا، اگر سمندر میں ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا کشتی پار نہیں لگا سکتا تو اللہ تعالیٰ کی قسم! زمین پر بھی اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی میری بگڑی نہیں بنا سکتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے میری اس مصیبت سے بچا لے گا جس میں میں پھنسا ہوا ہوں تو میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں انہیں درگزر کرنے والا اور کریم و شفیق پاؤں گا۔ کشتی بہ سلامت کنارے لگ گئی، عکرمہ واپس پلٹا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (نسائی:4072)

﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

''تاکہ ہم نے جو انہیں دیا ہے اُس کی وہ ناشکری کریں اور تاکہ فائدہ اٹھالیں، سو جلد ہی وہ جان لیں گے'' (66)

سوال: ناشکری کر کے مزے لوٹنے کا انجام جلد ہی معلوم ہو جائے گا، اس کی وضاحت ﴿لِيَكْفُرُوْا ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ ''تاکہ ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اُس کی ناشکری کریں'' یعنی جب وہ مصیبت سے نجات پا جاتے ہیں یا غرق ہونے سے بچ جاتے ہیں تو نجات کے بعد کفر اور شرک کرنے لگتے ہیں اس لیے کہ وہ ناشکرے اور احسان فراموش ہیں۔ ﴿وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ﴾ ''اور جب اُنہیں کوئی موج سائبانوں جیسی ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں کہ وہ دین کو اسی کے لیے خالص کرنے والے ہوتے ہیں، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا کر لے آتا ہے تو اُن میں سے کچھ ہی سیدھے راستے پر قائم رہنے والے ہیں اور نہیں انکار کرتا ہماری آیات کا مگر جو نہایت عہد توڑنے والا، بے حد ناشکرا ہے۔'' (لقمان:32)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَلِيَتَمَتَّعُوْا﴾ ''اور تا کہ فائدہ اٹھالیں''یعنی دنیا کی زندگی اور اس کے ساز وسامان کے مزے لوٹیں۔

(3)﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''سوجلد ہی وہ جان لیں گے''یعنی اپنی موت کے بعد انجام کو یعنی عذاب آخرت کو دیکھ کر انہیں پتہ چل جائے گا کہ دردناک عذاب اور غم کی شدت کیا ہوتی ہے۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ

''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے حرم کو پُر امن بنایا ہے؟ حالانکہ لوگ اُن کے اردگرد سے اُچک لیے جاتے ہیں تو

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ﴾

کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں؟''(67)

سوال: حرم میں بسنا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا...يَكْفُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا﴾ ''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا؟'' اللہ رب العزت نے قریش کو توجہ دلائی ہے کہ کیا انہیں معلوم نہیں ہے۔

(2)﴿اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا﴾ ''کہ یقیناً ہم نے پُر امن حرم بنایا ہے''یعنی ہم نے انہیں پرامن حرم میں بسایا جہاں وہ پرامن زندگی بسر کر رہے ہیں۔

(3)﴿وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾ ''حالانکہ لوگ اُن کے اردگرد سے اُچک لیے جاتے ہیں''یعنی حرم کے اردگرد کے علاقوں کے لوگ خوف زدہ رہتے ہیں کیونکہ لوگوں کو قتل کر دیا جاتا ہے یا غلام بنا لیا جاتا ہے قافلے لٹ جاتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاۗءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ڏ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝﴾ ''قریش کے دل میں محبت ڈالنے کی وجہ سے ان کے دل میں سردی اور گرمی کے سفر کی محبت ڈالنے کی وجہ سے تو ان پر لازم ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور ان کو خوف سے امن دیا۔''(قریش:1-4)

(4)﴿وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت پر چلنے لگیں تو اپنی زمین سے اچک لیے جائیں۔ کیا بھلا ہم نے ان کو پُرامن حرم میں جگہ نہیں دی؟''(القصص:57)

(5) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (فتح مکہ کے موقع پر) سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ نے سب کے لیے امن کا اعلان کر دیا اور فرمایا: ''فلاں لوگ چاہے کعبہ کے پردوں کے ساتھ بھی چمٹے ہوئے ہوں تب بھی ان کو قتل کر دو۔ وہ لوگ عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔'' (نسائی:4072)

(6) ﴿اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں؟'' وہ باطل یعنی شرک پر تو ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی رسول ﷺ کو نہیں مانتے۔

(7) انہیں خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے تھی اور رسول ﷺ کی تعظیم کرنی چاہیے تھی۔

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ

''اور اُس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا یا حق کو جھٹلایا جب کہ وہ اُس کے پاس آچکا ہو؟ کیا جہنم میں

جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْكٰفِرِیْنَ﴾

کافروں کے لیے ٹھکانہ نہیں ہے؟'' (68)

سوال: نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا ظالم ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ ... لِّلْكٰفِرِیْنَ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا﴾ ''اور اُس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا'' اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر کہے کہ اس پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ آتی ہو۔

(2) ﴿اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ﴾ ''یا حق کو جھٹلایا جب کہ وہ اُس کے پاس آچکا ہو؟'' اسی طرح اس سے بڑا بھی کوئی ظالم نہیں جس کے پاس حق آیا ہو یعنی اللہ کا رسول ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور وہ اس کو جھٹلا رہا ہو۔

(3) ﴿اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْكٰفِرِیْنَ﴾ ''کیا جہنم میں کافروں کے لیے ٹھکانہ نہیں ہے'' کیا حق کو جھٹلانے والوں کے لیے جہنم کا ٹھکانا کافی نہیں ہے؟ ہاں وہ ضرور جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

''اور جنھوں نے ہماری خاطر پوری کوشش کی، انہیں ہم ضرور اپنے راستے دکھائیں گے اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

نیک لوگوں کے ساتھ ہے'' (69)

ع 7 6 3

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ کے لیے مشقت اٹھانے والوں کو وہ اپنا راستہ دکھائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِیْنَ ... لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا﴾ ''اور جو لوگ ہماری خاطر مشقت اُٹھائیں گے'' جن لوگوں نے نفس، شیطان، خواہشات اور دین کے دشمنوں کے خلاف بھرپور کوشش کی یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں تکلیف اٹھانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور قیامت تک رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلنے والے مسلمان ہیں۔

(2) ﴿لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا﴾ ''انہیں ہم ضرور اپنے راستے دِکھائیں گے'' جو کتاب وسنت کے مطابق عمل کرتے ہیں، ہم انہیں صراط مستقیم پر چلائیں گے۔

(3) ﴿وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ ''اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے'' اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نصرت نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

(4) احسان کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر ہر نیکی کے کام کو خلوص سے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے، مواقع دیتا ہے، مدد کرتا ہے۔

(5) ﴿یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ؕ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (۱۵) یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۱۶)﴾ ''اے اہلِ کتاب! یقیناً ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے، جو کتاب الٰہی میں سے بہت سی چیزیں تمہارے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے اس میں سے جنہیں تم چھپاتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے، یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو سلامتی کے راستے کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کے پیچھے چلا اور وہ اپنے حکم سے اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔'' (المائدۃ:16,15)

(6) اس آیت کریمہ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام کی احسن طریقے سے تعمیل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور ہدایت کے اسباب کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی شرعی علم کی طلب میں جدوجہد کرتا ہے اسے اپنے مطلوب ومقصود اور ان امور الٰہیہ کے حصول میں اللہ تعالیٰ کی معاونت اور راہ نمائی حاصل ہوتی ہے جو اس کے مدارک اجتہاد سے باہر ہیں اور امور علم اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ شرعی علم طلب کرنا جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آتا ہے بلکہ یہ جہاد کی دو اقسام میں سے ایک ہے جسے صرف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خاص لوگ ہی قائم کرتے ہیں اور وہ ہے منافقین و کفار کے خلاف قولی اور لسانی جہاد۔ امورِ دین کی تعلیم کے لیے جدو جہد کرنا اور مخالفین حق خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں کے اعتراضات کا جواب دینا بھی جہاد ہے۔ (تفسیر سعدی: 2058/3)

اٰیَاتُھَا 60	30 - سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ - 84	رُکُوْعَاتُھَا 6

سوال 1: سورۃ الروم کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورۃ الروم مکی سورت ہے اس میں 6 رکوع اور 60 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 30 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 84 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿الٓمّٓ﴾

"الم" (1)

سوال 1: ﴿الٓمّٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿الٓمّٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ہیں جن کے معنی کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

سوال 2: سورتوں کی ابتدا میں حروف مقطعات کے لائے جانے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: (1) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اول سورۃ میں ان حروف کے لائے جانے کی حکمت یہی بیان کی ہے کہ ان کا مقصد قرآن کریم کا اعجاز ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب انہی حروف سے مرکب ہے جن سے تمہاری گفتگو کے کلمات بنتے ہیں لیکن پھر بھی تم اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہو۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ (تیسیر الرحمن: 16/1)

(2) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ جن سورتوں کی ابتدا ان حروف سے ہوئی ہے ان میں قرآن مجید کی عظمت اور اس کے اعجازی کلام ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ (ابن کثیر: 67/1)

سوال 3: سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات کے بارے میں محتاط اور محفوظ مسلک کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)بعض سورتوں کی ابتداء میں جو حروف مقطعات آئے ہیں ان کے بارے میں محتاط اور محفوظ مسلک یہ ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے ان کے معانی معلوم کرنے کے لیے تعرض نہ کیا جائے۔

(2)یہ عقیدہ بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حروف مقطعات کو بے فائدہ نازل نہیں فرمایا۔

(3)ان کے نازل کرنے میں کوئی حکمت پنہاں ہے۔جو ہمارے علم کی دسترس سے باہر ہے۔(تفسیر سعدی:74/1)

﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾

''مغلوب ہو گئے رومی''(2)

سوال:رومیوں کی مغلوبیت کے بارے میں بیان ﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾''مغلوب ہو گئے رومی''یعنی رومی فارسیوں سے مغلوب ہو گئے۔

(2)نبی ﷺ کی بعثت کے چند سال بعد جب اہل فارس،رومیوں پر غالب آ گئے تب یہ آیات نازل ہوئیں۔

(3)اس زمانے میں ایران اور روم دنیا کی سب سے بڑی سلطنتیں تھیں ان دونوں کے درمیان اکثر جنگیں ہوتی رہتی تھیں جیسا کہ ہم پلہ سلطنتوں کے مابین اس قسم کی لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ایرانی مشرک تھے اور آگ کی پوجا کرتے تھے۔رومی اہلِ کتاب تھے اور اپنے آپ کو تورات اور انجیل کی طرف منسوب کرتے تھے۔اہلِ فارس کی نسبت رومی مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے اس لیے مسلمان چاہتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر فتح حاصل کریں۔چونکہ مشرکینِ مکہ اور اہلِ فارس شرک میں مشترک تھے اس لیے مشرکین مکہ رومیوں پر اہلِ فارس کی فتح چاہتے تھے۔(تفسیر سعدی:2059/3)

﴿فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ﴾

''قریب کی سرزمین میں اور اپنی مغلوبیت کے بعد جلد ہی وہ غالب آ جائیں گے''(3)

سوال:غلبہ روم کی پیشین گوئی کی وضاحت ﴿فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ... سَیَغْلِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ﴾''قریب کی سرزمین''یعنی شام کی سرزمین جو کہ فارس کے مقابلے میں قریب تھی۔(ایسر التفاسیر:1152)

(2)﴿وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ﴾''اور اپنی مغلوبیت کے بعد جلد ہی وہ غالب آ جائیں گے''یعنی فارس کے روم پر غلبے کے بعد جلد ہی روم فارس پر غالب آ جائے گا۔

(3)ایرانیوں کو رومیوں کے خلاف جنگی کامیابیاں حاصل ہوئیں لیکن انہیں مکمل فتح حاصل نہ ہوئی بلکہ ایران سے ملحق بعض رومی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاقے ایرانیوں کے قبضہ میں آ گئے اس پر مشرکینِ مکہ نے خوشیاں منائیں اور مسلمان اس فتح پر بہت رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آگاہ کیا بلکہ ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ عنقریب رومی اہلِ فارس پر فتح حاصل کریں گے۔ (تفسیر سعدی:2059/3)

(4) یہ آیت نبوت کے دلائل میں سے ہے کیونکہ یہ غیب کی خبریں تھیں۔ (تفسیر منیر:51/11)

﴿فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

''چند ہی برسوں میں، سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں، پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اُس دن مومن خوش ہوں گے'' (4)

سوال: رومیوں کے غلبے کے دن مسلمانوں کو خوشی نصیب ہوگی، اس کی وضاحت ﴿فِیْ بِضْعِ...یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ﴾ ''چند ہی برسوں میں'' یعنی آٹھ نو سال کی مدت میں، جو تین سال سے کم اور دس سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔

(2) ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ﴾ ''سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں، پہلے بھی اور بعد میں بھی'' یعنی روم پر فارس کا غلبہ اور فارس یعنی ایران پر روم کا غلبہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی قضا وقدر پر مبنی ہے۔ فتح اور غلبہ کا تعلق محض اسباب پر نہیں ہوتا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کا فیصلہ بنیادی چیز ہے یعنی کوئی کام اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے تو اسباب اس کے مطابق وجود میں آتے ہیں۔ اختیار اللہ تعالیٰ کا ہی ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

(3) ﴿وَیَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور اُس دن مومن خوش ہوں گے'' یعنی جس دن روم کو ایران پر غلبہ حاصل ہو گا اور وہ ان کے خلاف فتح حاصل کریں گے اس دن مسلمان رومیوں کی فتح پر خوش ہو رہے ہوں گے، اس دن مسلمانوں کو بھی خوشی نصیب ہوگی۔

(4) رومیوں کا غلبہ جنگ بدر کے دن ہوا تھا جس سے مسلمانوں کو دوہری خوشی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکوں پر غالب فرمایا تھا۔ ایک تو اپنی فتح کی مسرت دوسری اہل کتاب کی فتح کی مسرت، مسرت پر مسرت تھی۔ (ابن جریر، ابن حاتم)

(5) الروم کی ان ابتدائی آیات میں ایسی پیشین گوئیاں کی گئی ہیں جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کی حقانیت پر زبردست دلیل ہیں۔ ان میں پہلی پیشین گوئی یہ ہے کہ اگر آج روم شکست کھا گیا تو چند ہی سالوں میں روم پھر سے ایران پر غالب آ جائے گا اور دوسری پیشین گوئی یہ تھی کہ اگر آج مسلمان مشرکین مکہ کے ہاتھوں مظلوم ومقہور ہیں تو ان کو بھی اسی دن مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا جس دن روم ایران پر غالب آئے گا اور قرآن نے یہ دونوں پیشین گوئیاں ایسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت میں کیں جب ان پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے دور دور تک کہیں آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔(تیسیر القرآن:3/498)

(6)سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کو یہ بات پسند تھی کہ فارس کے لوگ رومیوں پر غالب آ جائیں، اس لیے کہ مشرکین اور فارس کے لوگ دونوں بت پرست تھے اور مسلمانوں کو پسند تھا کہ روم کے لوگ فارسیوں پر غالب ہوں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب تھے تو اس کا ذکر انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ (یعنی رومی) عنقریب پھر غالب ہو جائیں گے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر مشرکین سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان کوئی مدت ٹھہرا لو، اگر اس مدت میں ہم (یعنی فارسی) غالب ہوئے تو ہم کو اتنا اتنا دینا اور اگر تم (یعنی رومی) غالب ہوئے تو ہم اتنا اتنا تمہیں دیں گے۔ الغرض پانچ برس مدت ٹھہری اور ہوا یہ کہ اس مدت میں روم کے لوگ غالب نہ ہوئے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم نے (اس طرح مدت) کیوں نہ ٹھہرائی کہ دس (سال) سے کم مدت میں ایسا ہو جائے گا۔ تو اس کے بعد رومی غالب آ گئے۔'' (ترمذی:3193)

﴿بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ﴾

''اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے'' (5)

سوال: اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے نصرت فرماتا ہے، اس کی وضاحت ﴿بِنَصْرِ اللّٰهِ ... الرَّحِیْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿بِنَصْرِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی مدد سے'' یہ مسلمانوں کی جانب سے سچائی کا اظہار تھا جس کی انہوں نے مشرکوں کو خبر دی تھی کہ رومی فارسیوں پر غالب آ گئے ہیں۔ (فتح القدیر:4/268)

(2)﴿یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ﴾ ''کہ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے نصرت یعنی مدد کرتا ہے یہ اس کی مشیت تھی کہ رومیوں اور مومنوں کی مدد کی جائے تو ایک ہی وقت میں دونوں کی مدد کی اور یہ چند سالوں کے اندر ہوا۔ (ایسر التفاسیر:1152،1153)

(3)﴿وَهُوَ الْعَزِیْزُ﴾ ''اور وہ سب پر غالب ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے اور وعدے پورے کرنے کی پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

(4)یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جو عزت و غلبہ کی مالک ہے جس کی بنا پر وہ تمام مخلوقات پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اقتدار عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2059/3)

(5) ﴿الرَّحِیْمُ﴾ ''رحم کرنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور صالح بندوں کے لیے نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لیے ایسے اسباب فراہم کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ غالب آتے ہیں اور فتح حاصل کرتے ہیں۔

(6) زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ آیت ان آیات میں سے ہے جو دلالت کرتی ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ یہ ایسی خبر تھی جس نے ابھی واقع ہونا تھا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (فتح القدیر: 269,268/4)

﴿وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' (6)

سوال: اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیسا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَعْدَ اللّٰهِ ... یَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَعْدَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدہ پکا اور سچا ہے اس کے وعدے پر یقین رکھو کہ وہ ضرور پورا ہوگا۔ (2) اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارس پر غلبہ عطا کرنے کی جو خبر دی ہے وہ لامحالہ پوری ہو کر رہے گی۔

(3) اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو گروہ عدل اور صدق کے قریب ہوتا ہے اسی کو غلبہ دیتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1516/2)

(4) ﴿لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے اور وقت آنے پر ساری رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

(5) ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقیقت کو نہیں جانتے وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ مومنوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین کیا، اسے سچا مانا، اس کی تصدیق کی مشرکوں نے نہ مانا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو گیا رومی غالب آ گئے اور ایرانی مغلوب ہو گئے۔

﴿یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ﴾

''وہ دنیا کی زندگی میں سے ظاہر کو جانتے ہیں اور وہی آخرت سے غافل ہیں'' (7)

سوال: دنیا میں ماہر آخرت سے غافل لوگوں کے حال کی وضاحت ﴿یَعْلَمُوْنَ ... غٰفِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ ''وہ دنیا کی زندگی میں سے ظاہر کو جانتے ہیں'' عام لوگ دنیا کی زندگی میں خوب ماہر ہوتے ہیں۔ ان کا علم بھی دنیا تک محدود ہوتا ہے۔ ان کی خواہشات اور ارادے دنیا کے لیے کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ان کا علم کمائی اور روزگار سے آگے نہیں جاتا اور مال کمانے میں بہت ہوشیار ہوتے ہیں۔

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دنیا میں خوب ماہر ہیں اور آخرت کے معاملے میں جاہل ہیں۔(ابن ابی حاتم:3088/9)

(3) ﴿وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ ''اور وہی آخرت سے غافل ہیں'' وہ آخرت کا علم نہیں رکھتے۔ان کے پاس جنت کا علم نہیں جس کی وجہ سے انہیں جنت کا شوق ہو۔ان کے پاس جہنم کا علم نہیں جس کی وجہ سے انہیں جہنم کا خوف ہو۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے آگے جواب دہی کا خوف نہیں جس کی وجہ سے وہ کانپ اٹھتے ہوں۔یہ آخرت سے غفلت ہی ان کی بدبختی کا باعث ہے۔دنیا میں ان کے ہاتھوں عجائبات ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے انجام کے بارے میں سب سے کم علم رکھتے ہیں۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کا انجام بھلا دیا۔رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۱۹) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ (۲۰)﴾ ''اور تم ان جیسے نہ بن جاؤ جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی جانیں بھلا دیں، یہی لوگ نافرمان ہیں۔دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی کامیاب ہیں۔''(الحشر:20,19)

(4) سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص سب فکروں کو چھوڑ کر ایک فکر کرے گا یعنی آخرت کی فکر تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی فکریں اپنے ذمے لے لے گا، یعنی اس کی دنیا کی فکر پوری کر دے گا اور جو شخص طرح طرح کی دنیا کی فکروں میں لگا رہے گا اور آخرت کو بھول جائے گا تو اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔''(ابن ماجہ:4106)

(5) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اہم ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتے۔''(جامع ترمذی:2320)

(6) سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے سامنے ایسی ہے جیسے کوئی تم میں سے یہ انگلی ڈالے اور یحییٰ نے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا دریا میں، پھر دیکھے تو کتنی تری دریا میں سے لاتا ہے (تو جتنا پانی انگلی میں لگا رہتا ہے وہ گویا دنیا ہے اور وہ دریا آخرت ہے۔یہ نسبت ہے دنیا کو آخرت سے اور چونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائمی باقی ہے اس واسطے اس سے بھی کم ہے)''(مسلم:7197)

(7) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے پس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ تعالیٰ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔'' (بخاری:3795)

(8) سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے غزوہ احد کے موقع پر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں،'' انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (بخاری:4046)

﴿اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا

''کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کے درمیان کو

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآىِٕ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ﴾

برحق اور مدتِ مقررہ تک پیدا کیا ہے اور یقیناً بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کا یقیناً انکار کرنے والے ہیں'' (8)

سوال: مخلوق خالق کے وجود کو بتا رہی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... لَكٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟'' کیا انہوں نے اپنی ذات پر غور و فکر نہیں کیا؟ جس ذات نے انہیں نطفے سے علقہ اور گوشت کی بے شکل والی بوٹی کے مراحل سے گزار کر پورا انسان بنایا پھر اس میں اپنی روح پھونکی پھر بچپن سے لڑکپن اور بھرپور جوانی تک مختلف مراحل سے گزارا پھر انتہائی بڑھاپے تک لے گیا۔ کیا وہ جو عدم سے وجود میں لا کر زندگی کے بعد موت کے مرحلے تک لے جانے والا اور دوبارہ زندگی عطا کرنے والا ہے، انسان کو یوں ہی بے کار پیدا کر دیتا ہے؟ کیا اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے؟ کیا اسے یوں ہی برباد ہونے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے؟ کیا اسے نیک کاموں کا حکم دے کر نیکی پر ثواب نہ دیا جائے؟ کیا اسے برے کاموں سے روک کر اس کی برائی پر اسے سزا نہ دی جائے؟

(2) ﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کے درمیان کو برحق پیدا کیا ہے'' اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ ہر چیز کو بنایا اور حق ہی کے لیے بنایا ہے۔ حق سے مراد عدل اور حکمت ہے۔ (3) فراء رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ثواب اور عذاب کے لیے پیدا کیا ہے۔ (فتح القدیر:4/269)

(4) ﴿وَاَجَلٍ مُّسَمًّی﴾ ''اور مدتِ مقررہ تک'' یعنی روز قیامت تک کے لیے پیدا کیا ہے۔

(5) ﴿وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآىِٕ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ﴾ ''اور یقیناً بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کا یقیناً انکار کرنے والے ہیں'' یعنی لوگوں میں سے کثیر لوگ ایسے ہیں جو بعث بعد الموت کا انکار کرنے والے ہیں اور یہ فکر کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نقص اور عقل کی کمی کی دلیل ہے۔ عقل مند وہ ہے جو مستقبل کی فکر کرتا ہے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرتا ہے اور دنیا کی زندگی پر غرور نہیں کرتا۔

﴿اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

''اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا۔

كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ

وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ تھے اور اُنہوں نے زمین کو خوب پھاڑا تھا اور اُسے ان سے زیادہ آباد کیا تھا اور اُن کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ﴾

اُن کے رسول واضح دلائل لائے تو اللہ تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن اپنی جانوں پر وہ خود ہی ظلم کرتے تھے''(9)

سوال: پچھلی قومیں مال و دولت میں کہیں بڑھ کر تھیں لیکن اس کے باوجود ہلاک کر دی گئیں، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا ... یَظْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا'' یعنی وہ زمین پر چل پھر کر دیکھیں اور ان لوگوں کے برے انجام پر غور کریں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی۔

(2)﴿كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''اُن سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا'' یعنی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے ہلاک اور برباد کر دیا جو تم سے پہلے گزرے مثلاً قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط، فرعون اور آل فرعون وغیرہ قومیں مٹ گئیں، ان کے آثار نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

(3)﴿كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ ''وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ تھے'' وہ دولت کی ریل پیل، لمبی عمروں اور صحت اور قوت میں تم سے بڑھ کر ہونے کے باوجود ہلاک کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔

(4)﴿وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا﴾ ''اور اُنہوں نے زمین کو خوب پھاڑا تھا اور اُسے ان سے زیادہ آباد کیا تھا'' یعنی ان سے پہلے کے وہ لوگ جنہوں نے زمین کو خوب آباد کیا، تعمیرات کیں، محلات بنائے، باغات اور کھیتیاں اگائیں، کارخانے بنائے، نہریں کھودیں مگر رسولوں کو جھٹلایا تو ان کی قوت ان کے کسی کام نہ آئی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''اور اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل لائے'' ان کے رسول ان کے پاس معجزات اور آیات لے کر آئے مگر انہوں نے جھٹلا دیا۔

(6)﴿فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن اپنی جانوں پر وہ خود ہی ظلم کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ نے ان پر جو عذاب بھیجا وہ اس کا ظلم نہ تھا۔ انہوں نے اپنی ہلاکت کے اسباب پیدا کر کے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات، اس کے رسولوں کو، آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے، رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے ان ہی کاموں نے انہیں عذاب میں مبتلا کروا دیا۔

﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾

''پھر جن لوگوں نے برے کام کیے تھے، ان کا انجام بہت ہی برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے'' (10)

ع 1 10 4

سوال: برے کاموں کا برا انجام ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا﴾ ''پھر جن لوگوں نے برے کام کیے'' جن لوگوں نے شرک اور نافرمانی کے کام کیے، رسولوں کو جھٹلایا اور آخرت کی ملاقات کا انکار کیا۔

(2)﴿السُّوْٓاٰۤى﴾ ''ان کا انجام بہت ہی برا ہو'' یعنی ہلاکت اور خسارہ۔

(3)﴿فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ ''پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔'' (الصف:5)

(4)﴿وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسے پہلی بار وہ اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں گے۔'' (الانعام:110)

(5)﴿اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے'' ان کے برے انجام کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہ اُس کا اِعادہ کرے گا پھر اُس کی طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے''(11)

سوال: بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا لوٹانے پر قادر ہے، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ﴾ ''اللہ تعالیٰ تخلیق کی ابتداء کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ بغیر نمونے کے تخلیق کی ابتدا کرنے والا ہے۔ وہ مخلوق کی ابتدا کرنے میں تنہا ہے۔

(2) ﴿ثُمَّ یُعِیْدُهٗ﴾ ''پھر وہ اُس کا اِعادہ کرے گا'' وہ ساری مخلوقات کو لوٹائے گا۔ وہ مخلوق کا اعادہ کرنے میں بھی تنہا ہے جیسے اس نے شروع میں پیدا کیا تھا ویسے ہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

(3) ﴿ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''پھر اُس کی طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے'' قیامت کے دن اسی کے پاس تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ وہ اس لیے لوٹائے گا تا کہ سب کو ان کے اعمال کی جزا سزا دے۔

﴿وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾

''اور جس دن قیامت قائم ہوگی، مجرم سخت مایوس ہوں گے''(12)

سوال: قیامت کے دن مجرم سخت مایوس ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿وَیَوْمَ ... یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ﴾ ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی'' اور لوگ اٹھائے جائیں گے۔

(2) ﴿یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''مجرم سخت مایوس ہوں گے'' یعنی گناہ گار قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جائیں گے۔ (3) قیامت کے دن گناہ گاروں کی حجت ختم ہو جائے گی وہ بات نہ کر سکیں گے اور نجات سے مایوس ہو جائیں گے۔ (ایسر التفاسیر:1154)

(4) جن لوگوں نے زندگی میں گناہوں کے سوا کچھ نہیں بھیجا ہوگا جو نیکیوں میں مفلس ہوں گے سخت مایوس ہو جائیں گے۔

(5) مبلس وہ ہوگا جسے اپنے مشرکانہ مؤقف کے لیے دلیل نہیں مل رہی ہوگی، جو اپنے مشرکانہ افکار و خیالات کے ساتھ حیران کھڑا ہوگا، جو ہر بھلائی سے مایوس ہو چکا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾

''اور اُن کے شریکوں میں سے کوئی سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں کا انکار کرنے والے ہو جائیں گے''(13)

سوال: قیامت کے دن مشرک اپنے معبودوں کے منکر ہو جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَلَمْ يَكُنْ... كٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا﴾ ''اور اُن کے شریکوں میں سے کوئی سفارشی نہ ہوں گے'' قیامت کے دن جھوٹے معبود ان کی سفارش نہیں کریں گے۔ جن کے بارے میں وہ دنیا میں گمان رکھتے تھے کہ وہ ان کی سفارش کریں گے۔

(2)﴿وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾ ''اور وہ اپنے شریکوں کا انکار کرنے والے ہو جائیں گے'' مشرک قیامت کے دن اپنے شرکاء سے اظہارِ بے زاری کریں گے اور ان کی پرستش کے قائل نہیں رہیں گے۔

(3) مشرک جو بات دُنیا میں نہیں پا سکے کل جب غیب کا پردہ پھٹ جائے گا وہ معبودان باطل کا انکار کر دیں گے کیونکہ وہ دیکھ لیں گے کہ کوئی کسی کا فائدہ پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتا۔ (فتح القدیر)

(4) جھوٹے معبود بھی اپنے پجاریوں سے اظہار بے زاری کرتے ہوئے کہیں گے: ﴿قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ﴾ ''جن پر بات ثابت ہو چکی وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں ویسے ہی بہکایا جیسے ہم خود بہکے ہوئے تھے، ہم آپ کے سامنے برأت کا اظہار کرتے ہیں، یہ ہماری عبادت قطعاً نہیں کرتے تھے۔'' (القصص:63) وہ خود پر لعنت بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے۔

﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ﴾

''اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن لوگ جُدا جُدا ہو جائیں گے''(14)

سوال: قیامت کے دن جنتیوں اور جہنمیوں میں دائمی جدائی ہو جائے گی اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ... يَّتَفَرَّقُوْنَ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ﴾ ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی'' اور لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گے۔

(2)﴿یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ﴾ ''اُس دن لوگ جُدا جُدا ہو جائیں گے'' قیامت کے دن مومنوں اور کافروں میں آخری ملاقات ہوگی۔

(3)رب العزت فرمائیں گے:﴿وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔'' (یٰس:59)

(4)جنتیوں اور جہنمیوں میں جدائی ہو جائے گی اور یہ ایسی جدائی ہوگی کہ پھر کبھی اکٹھے ہونا نصیب نہیں ہوگا۔

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ﴾

''مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، پس وہی عالی شان باغ میں خوش رکھے جائیں گے'' (15)

سوال: ایمان والے جنت کی بہاروں میں ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ ... یُّحْبَرُوْنَ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''مگر جو لوگ ایمان لائے'' جو لوگ سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس کے رسولوں کی تصدیق کی، اس کی کتابوں کو سچا مانا، اس کے فرشتوں پر ایمان لائے اور آخرت کی ملاقات کی تصدیق کی۔

(2)﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جنہوں نے نیکیاں کیں'' جن لوگوں نے نیک اعمال سے قولی، قلبی اور بدنی عبادات اور اطاعت سے اپنے ایمان کی تصدیق کی۔

(3)﴿فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ﴾ ''پس وہی عالی شان باغ میں خوش رکھے جائیں گے'' ایمان والوں کو جنت کی بہاروں میں لذیذ مشروبات، من بھاتے کھانوں، خدمت گاروں، خوب صورت مناظر، خوشبوؤں، لذتوں اور سرور انگیز نعمتوں میں رکھا جائے گا۔ یا اللہ! ہمیں اہل جنت میں سے کر دے۔ ﴿اللھم اجعلنا منھم﴾

﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ

''اور رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، تو یہی لوگ عذاب میں

مُحْضَرُوْنَ﴾

حاضر کیے جائیں گے'' (16)

سوال: کافر جہنم کے عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ ... مُحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾ ''اور رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا، اس کی آیات کا، اس کے رسولوں کا، اس کی ملاقات کا انکار کیا یعنی بعث، حساب اور جزا کا انکار کیا۔

(2)﴿فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ﴾ ''تو یہی لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے'' کافر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں، جہنم میں گرفتار ہوں گے اور ہولناک سزاؤں سے دائمی دوچار ہوں گے۔

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل فرمائیں گے تو موت کو سینہ سے پکڑ کر لایا جائے گا اور ایک ایسی دیوار پر کھڑا کر دیا جائے گا جو اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان واقع ہوگی، پھر پکارا جائے گا، اے جنت والو! وہ گھبرائے ہوئے متوجہ ہوں گے۔ پھر پکارا جائے گا، اے جہنم والو! وہ خوشی سے متوجہ ہوں گے، وہ شفاعت کی امید کر رہے ہوں گے۔ پھر اہل جنت اور اہل جہنم سے پوچھا جائے گا، کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ دونوں فریق جواب دیں گے، ہاں! ہم اسے خوب پہچانتے ہیں، یہ موت ہے جسے (دنیا میں) ہم پر مسلط کیا گیا تھا۔ چنانچہ اسے (سب سے سامنے) دیوار پر لٹا دیا جائے گا، جو جنت اور جہنم کے درمیان ہو گی اور ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اعلان کیا جائے گا، اے جنت والو! تم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے، اب موت نہیں ہے اور اے جہنم والو! تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے، اب موت نہیں ہے۔'' (ترمذی:2557)

(4)﴿وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ﴾ ''اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں، ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔'' (الشوریٰ:7)

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ﴾

''چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ہی تسبیح ہے جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو'' (17)

سوال: پانچ نمازوں کے حکم کی وضاحت ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ...تُصْبِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ہی تسبیح ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرو وہ ہر برائی اور نقص سے پاک ہے اور اس سے بھی پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو۔

(2)﴿حِیْنَ تُمْسُوْنَ﴾ ''جب تم شام کرتے ہو'' جب شام ہو جائے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں اور شام کے اذکار اور تسبیحات مراد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ﴾ ''اور جب تم صبح کرتے ہو'' اس سے مراد صبح کی نماز اور صبح کے اذکار اور تسبیحات ہیں۔

(4) صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے سے مراد ہے کہ مستقل اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں۔

(5)(i) صبح اور شام کے اوقات ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ یہ اوقات اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر دلالت کرتے ہیں۔(ii) شام کے وقت میں تاریکی پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بڑی تبدیلی قدرت والے رب کے کمال کا مظہر ہے اس لیے اس وقت میں تسبیح کرنی چاہیے۔(iii) صبح کے وقت میں روشنی پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ وہ روشنی جو زمین کی نہیں ہے اس کا اتنے وسیع پیمانے پر انتظام اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال کا مظہر ہے اس لیے صبح کے وقت تسبیح کرنی چاہیے۔

﴿وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾

''اور آسمانوں اور زمین میں تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں اور تیسرے پہر کو اور جب تم ظہر کرو'' (18)

سوال: کائنات اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَهُ الْحَمْدُ... تُظْهِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین میں تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں'' یعنی کائنات کے پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہے۔ اس کی حمد آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ نبی ﷺ جب تہجد کے لیے بے دار ہوتے تو اس وقت بھی یہی حمد کرتے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ﴾

''اے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے، تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لیے مناسب ہے آسمان اور زمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لیے ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے، تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء علیہم السلام سچے ہیں۔ محمد ﷺ سچے ہیں اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما، خواہ وہ ظاہر ہوئی ہوں یا پوشیدہ۔ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے۔ یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (بخاری:1120)

(2)﴿وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾ ''اور تیسرے پہر کو اور جب تم ظہر کرو'' یعنی مکمل تاریکی اور ظہر مکمل نور۔ اللہ تعالیٰ ہی تاریکی اور روشنی کا خالق ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ صبح وشام اور ظہر کے وقت اس کی تسبیح بیان کریں۔ یہ پانچ نمازوں کے اوقات ہیں، ان میں فرائض بھی شامل ہیں جیسے پانچ وقت کی فرض نمازیں اور مستحبات بھی شامل ہیں جیسے صبح وشام کے اذکار اور تسبیحات اور فرض نمازوں کے بعد کے اذکار اور فرض نمازوں کے ساتھ سنت مؤکدہ بھی۔

(4) یہ پانچ افضل ترین اوقات ہیں اس لیے ان میں عبادات اور تسبیح وتحمید دوسرے اوقات کے مقابلے میں زیادہ فضلیت کے حامل ہیں۔

(5) ان اوقات میں عبادت سبحان اللہ پر مشتمل نہ بھی ہو تو وہ تسبیح ہوگی کیونکہ عبادت میں اخلاص اور انابت دراصل اللہ تعالیٰ کی اس بات سے تنزیہ ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو۔

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

''وہ مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالتا ہے۔ اور وہ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے

وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾

اور ایسے ہی تم بھی نکالے جاؤ گے'' (19)

ع 2 9 5

سوال 1: اللہ تعالیٰ کمال قدرت والا ہے، اس کی وضاحت ﴿يُخْرِجُ ... تُخْرَجُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ ''وہ مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کمال قدرت والا ہے۔ اس نے اشیاء کو ان کی اضداد کے ساتھ پیدا کیا ہے مثلاً زندگی کے مقابل موت اور جان دار کے مقابلے میں بے جان ہے۔

(2) وہ زندہ نباتات کو مردہ زمین سے نکالتا ہے، درخت کو گٹھلی سے نکالتا ہے، چوزے کو انڈے سے نکالتا ہے اور مومن کو کافر سے نکالتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ ''اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالتا ہے'' یعنی انڈے کو چوزے سے، نطفے کو انسان سے اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے۔

(4)﴿وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ ''اور وہ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی قدرت، اس کے علم اور اس کی رحمت کے دلائل ہیں کہ وہ مردہ زمین کو بارش سے زندہ کرتا ہے۔ وہ بارش برساتا ہے تو بنجر اور خشک زمین خوش منظر نباتات اُگاتی ہے۔

(5)﴿وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ﴾ ''اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے'' یعنی جیسے اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے جیسے وہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے ایسے ہی وہ تمہیں زندہ کرے گا اور تمہاری موت کے بعد تمہیں حساب کتاب اور جزا کے لیے تمہاری قبروں سے نکالے گا۔ جو پہلی بار پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ دوسری بار بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔

(6)﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾﴾ ''اور ان کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے، ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس میں سے اناج نکالا تو اس میں سے وہ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور اناروں کے باغ بنائے اور ہم نے اس میں کئی چشمے پھاڑ کر جاری کر دیے۔'' (یٰس:34,33)

(7)﴿وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾﴾ ''اور آپ زمین کو مردہ پڑی ہوئی دیکھتے ہیں پھر جب ہم اُس پر پانی نازل کرتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور اُبھر آتی ہے اور وہ ہر قسم کی خوش منظر نباتات اُگا دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور بلاشبہ وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور یقیناً وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔'' (الحج:5-7)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد کی زندگی کے لیے کیا مثال دی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے زمین کی زندگی کی مثال دی ہے جیسے ایک بنجر زمین کو اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے پھر اُس سے پودے اگتے ہیں یہ ہریالی زندگی کی علامت ہے اسی طرح تم لوگ زمین سے نکالے جاؤ گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ﴾

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم انسان ہو کہ پھیلتے جا رہے ہو'' (20)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مٹی سے نسل انسانی کا سلسلہ چلایا، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ... تَنْتَشِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے نسل انسانی کے جد امجد کی تخلیق مٹی سے کی۔

(2) مسند احمد میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی مٹی کی لے کر اس سے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پس زمین کے مختلف حصوں کی طرح اولاد آدم کی رنگتیں مختلف ہوئیں کوئی سفید، کوئی سیاہ، کوئی خبیث، کوئی طیب، کوئی خوش خلق، کوئی بد خلق وغیرہ۔'' (ابن کثیر: 173)

(3) ﴿ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ﴾ ''پھر یکا یک تم انسان ہو کہ پھیلتے جا رہے ہو'' پھر اس نے تمہیں زمین کے کناروں تک پھیلا دیا۔ جس ہستی نے مٹی سے پیدا کرنے کے بعد تمہاری نسل کا سلسلہ نطفے سے چلایا وہی تمہارا رب، تمہارا معبود، تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کسی کا حق نہیں کہ تم اس کی عبادت کرو۔

(4) (i) انسان مٹی سے بنا ہے۔ مٹی کی کوئی ذاتی ضروریات نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ جب اُسے مختلف مراحل سے گزار کر انسان بنا دیتے ہیں تو اُس کو ضروریات ٹھہرنے نہیں دیتیں۔ (ii) انسان کا مٹی سے جیتے جاگتے انسان کی صورت وجود میں آنا اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانی ہے۔ انسان اس پر غور و فکر کرتا ہے تو اس کا دل بے ساختہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اُن سے سکون حاصل کر سکو اور اُس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی، بلاشبہ اس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں'' (21)

سوال: رشتہ ازدواج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ... یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں'' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے علم اور حکمت کی دلیل ہے کہ اس نے رشتہ ازدواج بنایا اور تمہاری جنس سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں۔ رب العزت نے فرمایا:﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اُس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اُس کی طرف سکون پائے، پھر جب اس نے اس (بیوی) کو ڈھانپ لیا تو اس نے ایک ہلکا سا حمل اُٹھا لیا، پھر وہ اس کو لے کر چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو ان دونوں نے اللہ تعالیٰ اپنے رب سے دُعا کی: ''اگر تو نے ہمیں تندرست بچہ عطا کیا تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔'' (الاعراف:189) اگر شوہر اور بیوی ایک جنس سے نہ ہوتے تو ان میں وہ پیار، موافقت اور انس پیدا نہ ہوتا۔ ایک ہی جنس سے ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی نشانیوں میں سے ہے۔

(2)﴿لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا﴾ ''تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کر سکو'' رشتہ ازدواج میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کا سکون بیوی کے پاس رکھ دیا ہے۔ یہ رشتہ اس لیے بنایا ہے تا کہ شوہر بیوی کے پاس جا کر سکون حاصل کرے۔

(3)﴿وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾ ''اُس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی'' (i) مودت اس محبت کو کہتے ہیں جو جوانی کی وجہ سے انسان کے دل میں جنس مخالف کے لیے ہوتی ہے جیسے شوہر اپنی بیوی اور بیوی شوہر سے عام طور پر محبت کرتے ہیں۔ (ii) وہ مودت جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہوتی ہے دنیا میں کہیں بھی اس رشتے کے علاوہ لوگوں کے درمیان نہیں ہوتی۔

(4) شوہر اور بیوی میں وہ محبت جو بغیر کسی غرض کے ہوتی ہے بڑھاپے کی محبت ہے جسے رب العزت نے رحمت کہا ہے۔

(5) مودت اور رحمت رشتہ ازدواج کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح جیسی (یعنی نکاح سے بہتر) کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔'' (ابن ماجہ:1847)

(7)﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غور وفکر کرتے ہیں'' بے شک جو لوگ غور وفکر کرتے ہیں ان کے لیے رشتہ ازدواج میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(8)(i) مرد اور عورت کے دل میں ایک دوسرے کے لیے فطری کشش اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔(ii) مرد اور عورت کا ایک دوسرے کے لیے جذباتی میلان رکھنا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔(iii) مرد اور عورت کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔(iv) مرد اور عورت کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے رحمت کے جذبات اُمنڈنا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔(v) مرد اور عورت کا ایک دوسرے سے سکون پانا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف، بلاشبہ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ﴾

علم رکھنے والوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں''(22)

سوال: تخلیق کائنات اللہ تعالیٰ کو پکار رہی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ ۔۔ لِّلْعٰلِمِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے شفاف، وسیع اور بلند آسمان میں۔ اس نے آسمانوں میں گردش کرنے والے اور ٹھہرے ہوئے روشن ستارے بنائے۔

(2) اس کی نشانیوں میں سے زمین ہے جس پر سمندر، صحرا، ریگستان، نخلستان، جنگل، بیابان چٹیل میدان ہیں۔

(3)(i) آسمان کی پیچیدہ تخلیق اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔(ii) آسمان پر ستاروں اور سیاروں کے نظام میں کوئی خلل نہ آنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی نشانی ہے۔(iii) افلاک کے نظام میں کوئی بے قاعدگی نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔

(iv) زمین اس کائنات میں ایک ایسے ذرّے کی طرح ہے جس کا نہ کوئی وزن ہے نہ سایہ اس زمین پر زندگی کے لیے انتظامات اور زندگی کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔

(4)﴿وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ﴾ ''اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف'' تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی اس کی قدرت کی نشانی ہے۔ حروف کے مخارج ایک ہوں تب بھی دو آوازیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ دو رنگ ایک جیسے ہوں پھر بھی ان کے درمیان فرق ضرور ملے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت ہے کہ اس نے زبانوں اور رنگوں کا اختلاف پیدا کیا۔ وہ جو چاہے کرتا ہے۔ وہ اکیلا اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی عبادت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ ہرغور وفکر کرنے والا عظیم قوتوں کے مالک کو پہچان سکتا ہے اس کی صناعی سے اسے جان سکتا ہے۔

(5)﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں علم رکھنے والوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں''(i) زبانوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ سب ہی سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں لیکن کسی کی زبان عربی ہے کسی کی انگریزی کسی کی ترکی وغیرہ۔ زبانیں خود ہی مختلف نہیں ہوجاتیں کوئی زبانوں کا خالق ہے جس کی نشانی یہ زبانوں کا اختلاف ہے۔(ii) ہر زبان کے کئی لہجے ہوتے ہیں۔ لہجوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ زبان ایک ہونے کے باوجود لہجے خود ہی مختلف نہیں ہوجاتے کوئی اس اختلاف کا خالق ہے اُسی کی نشانی یہ لہجے ہیں۔(iii) انسان اپنے لہجوں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں کہ یہ فلاں علاقے اور فلاں ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ یوں زبان پہچان بن جاتی ہے۔ پہچان کا ہوجانا یہ ثابت کرتا ہے کہ کوئی پہچان رکھنے والا ہے اس طرح لہجوں کی وجہ سے ہونے والی پہچان بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے۔

(6)(i) رنگوں کا اختلاف یہ بتاتا ہے کوئی ان رنگوں کا خالق ہے رنگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہیں۔(ii) انسانی رنگوں کے مختلف درجات ہوتے ہیں یہ اس امر کا ثبوت ہے کوئی رنگوں کے درجات رکھنے والا ہے یوں یہ رنگوں کے درجات اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی بن جاتے ہیں۔(iii) ایک ہی رنگ رکھنے والے بہن بھائی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے کہ ایک ملک کے باشندے دوسرے ملک سے الگ پہچان لیے جاتے ہیں۔ بہن بھائیوں کے اختلاف کا اُن کی پہچان بننا اور ملکوں کے باشندوں کا اپنے ملک کے لحاظ سے پہچانا جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا اور تمہارا اُس کے فضل میں سے تلاش کرنا۔ بلاشبہ اس میں یقیناً اُن

لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ﴾

لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں''(23)

سوال: نیند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ ... یَّسْمَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی نیند ہے۔ اس نے نیند کو پیدا کیا۔ تم رات کو بھی سوتے ہو جس سے تمہاری تھکن دور ہوجاتی ہے اور تمہیں آرام ملتا ہے۔ اور تم دوپہر کو بھی سوتے ہو جس سے تمہیں سکون ملتا ہے اور تم دوبارہ تازہ دم ہوجاتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) نیند کیا چیز ہے اس کی کیفیت اور ماہیت کیا ہے؟ یہ ایسا سربستہ راز ہے جس کو انسان آج تک نہیں پا سکا۔ اس نے خواب آور دوائیں بھی دریافت کر لیں اور گولیاں بھی بنالیں مگر وہ اس کی ماہیت کو نہیں پا سکا کہ خواب کے دوران انسان سے کیا چیز کم ہو جاتی ہے اس کے حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر نیند کی حالت میں خواب دیکھنا دوسرا حیران کن مسئلہ ہے کہ یہ خواب انسان کن حواس سے دیکھتا ہے۔ انسان کو بس اتنا معلوم ہے کہ جب وہ زیادہ تھک جائے تو اس کی مرضی ہو یا نہ ہو نیند اسے آدبوچتی ہے۔ کام کاج کے دوران جو سیل انسان کے جسم سے جاتے ہیں ان کی مرمت شروع ہو جاتی ہے اور ان کے بجائے نئے سیل بن جاتے ہیں اور جب یہ سارا کام سرانجام پا جاتا ہے تو انسان کو خود بخود جاگ آجاتی ہے یعنی نیند کا آنا، نیند سے تھکن دور ہونا پھر تھکن دور ہونے پر تازہ دم ہو کر از خود ہی بیدار ہو جانا، یہ سب قوتیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں جو سراسر حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں اور ان میں کسی دوسرے الٰہ کا کوئی عمل دخل نہیں۔ آج کل انسان نے ایسے مصنوعی طریقے ایجاد کر لیے ہیں جن سے انسان رات کو کام کرنے کے قابل ہو گیا ہے اور دن کو بھی آرام کر سکتا ہے لیکن یہ غیر فطری طریقے ہیں اور اس سے دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہے۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ انسان محض طمع اور زیادہ حصول دولت کے لیے رات کو کام کرتا ہے اور مادہ پرستانہ دور کا ہی یہ تقاضا ہے۔ اس سے اتنا ہی انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گیا ہے اور دنیا کا نقصان یہ ہے کہ اس سے انسان کی صحت پر نا خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور قوت انسانی وقت سے پہلے کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ (تیسیر القرآن: 3/508,509)

(3) ﴿وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اور تمہارا اس کے فضل میں سے تلاش کرنا'' یعنی دن میں معاش کے لیے چھوٹے بڑے سفر کرتے ہو اور معاش کے ظاہری اسباب فراہم کرتے ہو۔

(4) انسان کا رزق کے لیے خواہش رکھنا، پلاننگ کرنا، کوششیں کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ کوئی ان صلاحیتوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

(5) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں'' یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے ہیں تاکہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور تاکہ تم اُس کے فضل میں سے تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔'' (القصص: 73)

(6) یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور سے سنتے ہیں اور آیات کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيِ

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں خوف اور اُمید کے ساتھ بجلی دکھاتا ہے اور وہ آسمان سے پانی اُتارتا ہے، پھر اس کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾

ساتھ زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کرتا ہے بلاشبہ اس میں اُن لوگوں کے لیے یقینا نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں" (24)

سوال: بارش اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ ... یَّعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا﴾ "اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں خوف اور اُمید کے ساتھ بجلی دکھاتا ہے" اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت اور اس کی رحمت کی ایک نشانی بارش بھی ہے۔ بارش سے پہلے وہ بجلیاں دکھاتا ہے جس سے تمہیں نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ کبھی تمہیں بارش سے امید ہوتی ہے کہ خشک سالی دور ہوجائے گی، ہر طرف پانی کی ریل پیل ہوجائے گی۔

(2) بجلیوں کی چمک سے پیدا ہونے والا خوف اور اُمید یہ ثابت کرتے ہیں کہ کوئی خوف اور اُمید کا خالق ہے۔

(3) ﴿وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ "اور وہ آسمان سے پانی اُتارتا ہے" وہ آسمان سے بارش کا پانی نازل کرتا ہے جو دراصل آسمان کا پانی نہیں زمین کا پانی ہے۔ کیسے سمندروں کا پانی بھاپ بن کر اوپر پہنچتا ہے۔ ٹھنڈا ہو کر بادلوں کی شکل اختیار کرتا ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ پھر انہی بادلوں سے بارش برساتے ہیں۔ سمندروں کے پانی کے بھاپ بننے میں سورج کی حرارت کا جو دخل ہے اور بارش برسانے میں ہواؤں کا جو تعلق ہے ان سب کے درمیان نظم وضبط کو اللہ تعالیٰ کے سوا کس نے قائم کیا۔

(4) ﴿فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ "پھر اس کے ساتھ زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کرتا ہے" بارش کے پانی سے کس طرح وہ مردہ زمین کو سرسبز وشاداب کرتا ہے اس سے باغات، پھل پھول، اجناس، سبزیاں کیا کچھ اگتا ہے اللہ تعالیٰ نے زمین پر بارش برسا کر زمین کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام مخلوق کو زندہ کیا۔

(5) ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ "بلاشبہ اس میں اُن لوگوں کے لیے یقینا نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں" بارش یعنی watercycle میں، زمین کی روئیدگی میں، اللہ تعالیٰ کے احسانات، اس کی کمال درجے کی مہارت، اس کے لامحدود علم اور عظیم حکمت کی دلیل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح سے مردوں کو زندہ کرے گا۔

(6) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو وہ لوگ سمجھتے ہیں جو کچھ سنتے اور سمجھتے ہیں اور عقل کے ذریعے اسے یاد رکھتے ہیں اور اس پر استدلال کرتے ہیں۔

(7) عقل والے غور وفکر کر کے اشیاء کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں حق کو پہچان لیتے ہیں اس لیے وہی نشانیوں سے رب تک پہنچتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ
''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تمہیں زمین سے ایک ہی بار پکارے

اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ﴾

گا، تب تم اچانک نکل آؤ گے'' (25)

سوال: آسمان وزمین اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ... تَخْرُجُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں'' اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت اور اس کی رحمت کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ اس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ڬ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے یہ کہ وہ دونوں ٹل نہ جائیں اور یقیناً اگر وہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا اُن دونوں کو کوئی تھام نہیں سکتا یقیناً، وہ ہمیشہ سے نہایت بردبار، بے حد بخشنے والا ہے۔ (فاطر:41)

(2) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کوئی تاکیدی قسم کھانا چاہتے تو فرماتے: اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے زمین وآسمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔ (ابن کثیر:175)

(3) ﴿ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ﴾ ''پھر جب وہ تمہیں زمین سے ایک ہی بار پکارے گا، تب تم اچانک نکل آؤ گے'' اللہ تعالیٰ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ جب وہ مخلوق کو پکارے تو وہ زمین سے نکل کر کھڑی ہو جائے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ﴾ ''جس دن یہ اپنی قبروں سے تیز دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی گاڑے ہوئے نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔'' (المعارج:43)

(4) ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ لبیک کہو گے اور تم سمجھو گے کہ تم بہت تھوڑی دیر ہی رہے۔'' (بنی اسرائیل:52)

(5) ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۙ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ (۷) مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (۸)﴾ ''چنانچہ آپ اُن سے منہ پھیر لیں۔ جس دن پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، وہ اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے گویا وہ منتشر ٹڈیاں ہوں۔ گردن اُٹھا کر پکارنے والے کی طرف دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے: ''یہ تو بڑا مشکل دن ہے۔'' (القمر:6-8)

(6) ﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (۱۹) فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ (۱۴)﴾ ''چنانچہ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی پھر اچانک وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔'' (النازعات:13,14)

(7) ﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔'' (یٰس:53)

(8) ﴿يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴾ ''اس دن سب لوگ بلانے والے کے پیچھے چل پڑیں گے، کسی میں کوئی کجی نہ ہوگی اور آوازیں رحمٰن کے لیے دب جائیں گی، چنانچہ آپ سرسراہٹ کے سوا کچھ نہ سنیں گے۔'' (طٰہٰ:108)

(9) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا، جس سے لوگوں کے جسم اس طرح (زمین سے) اگ پڑیں گے جس طرح سبزی اگتی ہے۔'' (مسلم:7414)

(10) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر صور میں پھونکا جائے گا اور جو جو اس کی آواز سنے گا وہ اپنی گردن ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری طرف سے اونچی کر دے گا (یعنی گر پڑے گا) سب سے پہلے صور کی آواز وہ شخص سنے گا جو اپنے اونٹوں کا حوض درست کر رہا ہوگا، وہ بے ہوش ہو جائے گا اور پھر دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا، جو شبنم کا کام دے گی اور اس سے لوگوں کے بدن تیار ہو جائیں گے، پھر دوسری بار صور میں پھونکا جائے گا تو لوگ فوراً اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔'' (مسلم:7381)

﴿وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ﴾

''اور اس کے لیے ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اُسی کے لیے فرماں بردار ہیں'' (26)

سوال: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَهٗ ... قٰنِتُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور اس کے لیے ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے'' یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتے، جن، انسان اور آسمان وزمین کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔

(2)﴿كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ﴾ ''سب اُسی کے لیے فرماں بردار ہیں'' سب اس کے مطیع اور فرماں بردار ہیں، خوشی یا ناخوشی سے سب اسی کے غلام ہیں۔

(3)(i) زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے کوئی زندگی پیدا نہیں کرسکتا لوگ بے بس ہیں۔(ii) موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے کوئی موت کو روک نہیں سکتا لوگ بے بس ہیں۔(iii) صحت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے انسان صحت کے لیے جتنی بھی کوششیں کرلیں۔ اُس کے حکم کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی۔ انسان بے بس ہے۔(iv) انسان کو عزت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے عزت کے لیے جتنی بھی کوششیں کرلے اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو تو ذلت ہی ملتی ہے۔ انسان بے بس ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی

'' اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اُس کا اِعادہ کرے گا اور وہ اُس پر آسان ترین ہے اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾

آسمانوں اور زمین میں سب سے اعلیٰ صفت اُسی کے لیے ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (27)

سوال: مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے، اس کی وضاحت ﴿وَهُوَ الَّذِیْ ... الْحَكِیْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ﴾ ''اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اُس کا اِعادہ کرے گا اور وہ اُس پر آسان ترین ہے'' پہلی بار کی نسبت دوسری بار کام کرنا آسان ہوتا ہے۔

(2)﴿وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ '' اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اعلیٰ صفت اُسی کے لیے ہے'' اللہ تعالیٰ کے لیے ہر صفت کمال ہے اور اس کمال سے مخلص بندوں کے دلوں میں محبت، انابت کامل، ذکر جلیل اور ان کی عبادت میں کمال مراد ہے۔ یہاں ﴿اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰی﴾ سے مراد اس کے بلند ترین وصف اور اس پر مترتب ہونے والے آثار ہیں۔ اس لیے اہلِ علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں قیاس اولیٰ استعمال کرتے ہیں وہ کہا کرتے ہیں کہ مخلوقات کو ہر صفت کمال سے متصف کرنے والا، ان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے اس طرح سے کہ کوئی اس کا اس صفت میں شریک نہیں ہوتا۔ ہر وہ نقص جس سے مخلوق اپنے آپ کو بچاتی ہے خالق کا اس وصف سے منزہ ہونا اولیٰ وانسب ہے۔ (تفسیر سعدی: 2069/3)

(3)(i) اس سے مراد یہ ہے کہ اس جیسا کوئی خالق نہیں۔(ii) دوبارہ پیدائش اُسی کے اختیار میں ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(iii) اللہ تعالیٰ ہی عظیم کمالات والا ہے۔(4) اللہ تعالیٰ ہی عظیم قدرتوں والا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ تمام مثالوں سے اعلیٰ اور برتر ہے۔﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ ''کوئی چیز اُس کی مثل نہیں۔''(الشوریٰ:11)

(6) اللہ تعالیٰ عالی شان والا ہے رب العزت نے فرمایا:﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اُس نے تمہارے لیے خود تم میں سے جوڑا جوڑا بنایا اور جانوروں میں سے بھی جوڑا جوڑا بنایا، وہ تمہیں اس میں پھیلاتا ہے، اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''(الشوریٰ:11)

(7) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اس کی مثل اعلیٰ یہی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی نہیں۔ عبدالرزاق نے بروایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تشریح میں قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ ﴿مَثَلُ الْاَعْلٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کی شہادت ہے۔(تیسیر القرآن:468/3)

(8) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی شان ایسی اعلیٰ ہے کہ اس کے سوا نہ کوئی اور رب ہے نہ معبود۔ وہ ایسا غالب ہے جس کو کوئی شکست نہیں دے سکتا اس کے کسی کام میں آڑے نہیں آسکتا۔ وہ سب پر اپنی قدرت سے اور حکمت سے غالب ہے۔(مختصر ابن کثیر:1523/2)

(9) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابنِ آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں۔''(صحیح بخاری:4482)

(10)﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے پر کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔ اور مخلوق کے بارے میں تدبر اور تصرف میں حکمت سے کام لیتا ہے۔(جامع البیان:49/21)

(11) وہ غلبۂ کامل اور بے پایاں حکمت کا مالک ہے۔ اس نے اپنے غلبے کی بنا پر مخلوقات کو وجود بخشا اور ما موارات کو ظاہر کیا اور اپنی حکمت کی بنا پر اپنی بنائی چیزوں کو مہارت سے بنایا، ان کے اندر اپنی شرع کو بہترین طریقے سے مشروع کیا۔(تفسیر سعدی:2069/3)

(12)(i) اللہ تعالیٰ تخلیق پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ تخلیق کے لیے ہر چیز کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے جس کو وہ پیدا کرنا چاہے اُس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ اُس کے حکم کے آگے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

(ii) اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدائش پر قادر ہے۔ ذرّوں کو سمیٹنے اور دوبارہ زندہ کرنے پر وہ قدرت رکھتا ہے۔ وہ جسے سمیٹنا چاہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ وہ غلبہ رکھتا ہے۔ وہ جسے دوبارہ وجود میں لانا چاہے اُس کے حکم سے کوئی سرتابی نہیں کرسکتا۔

(13)(i) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہ ہر چیز کو وہی شکل دیتا ہے جو اس کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہو۔

(ii) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہ ہر ایک کو وہی کام تفویض کرتا ہے جو کام اُس کے لائق ہو۔

(iii) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہی پہلی پیدائش کے بعد دوسری پیدائش کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

(iv) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے اُسی نے ہر ایک کو جزا دینے کے لیے یہ نظام تخلیق کیا ہے۔

﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری اپنی ذات سے ایک مثال بیان کی ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اُس رزق میں

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ

تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کہ تم اُس میں برابر ہو؟ تم ایک دوسرے سے ڈرنے کی طرح اُن سے بھی

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾

ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم آیات کھول کر بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں'' (28)

سوال: مشرکوں کی مثال کی وضاحت ﴿ضَرَبَ لَكُمْ ... يَّعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری اپنی ذات سے ایک مثال بیان کی ہے'' رب العزت نے شرک کی برائی واضح کرنے کے لیے مشرکوں کو اپنی ذات سے مثال دی ہے۔

(2) ﴿هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ﴾ ''کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اُس رزق میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کہ تم اُس میں برابر ہو'' کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ تمہارا غلام تمہارے مال میں برابر کا شریک ہو جائے اور تمہیں یہ ڈر ہو کہ تمہارا غلام تمہارا آدھا مال بانٹ لے گا۔

(3) ﴿تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ ''تم ایک دوسرے سے ڈرنے کی طرح اُن سے بھی ڈرتے ہو'' یعنی جس طرح حقیقی آزاد شریک اور اس کی تقسیم سے خوف آتا ہے کہ کہیں وہ تمام مال اپنے لیے مختص نہ کرلے۔ معاملہ ایسا نہیں کیونکہ تمہارے غلاموں میں سے کوئی غلام تمہارے اس رزق میں شریک نہیں بن سکتا جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے حالانکہ تم نے ان کو پیدا کیا ہے نہ تم ان کو رزق دیتے ہو نیز وہ بھی تمہاری طرح مملوک ہیں پھر کیونکر تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا شریک بنانے پر راضی ہوتے ہو اور اس کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ہم مرتبہ اور اس کے برابر قرار دیتے ہو حالانکہ تم اپنے غلاموں کو اپنے برابر قرار دینے پر راضی نہیں ہو۔ یہ سب سے زیادہ عجیب چیز ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتا ہے اس کی سفاہت وحماقت پر سب سے بڑی دلیل ہے نیز اس نے جس چیز کو معبود بنایا ہے وہ باطل اور کمزور ہے وہ اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں ہو سکتی اور نہ وہ کسی قسم کی عبادت کی مستحق ہے۔ (تفسیر سعدی:2070/3)

(4) غلاموں کی شراکت تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے کیوں کرتے ہو۔ جس طرح غلام آقا کی پیروی نہیں کر سکتا ٹھیک اسی طرح کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کا ہم سر نہیں ہو سکتا۔ کتنا بڑا ظلم ہے جس سے خود چڑو اور نفرت کرو اسی کو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرو جیسے خود تو بیٹیوں سے چڑتے اور گھبراتے ہو مگر فرشتوں کو جو اللہ تعالیٰ کے مقدس بندے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بناتے ہو۔ (مختصر ابن کثیر:1524/2)

(5) ﴿كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ”اسی طرح ہم آیات کھول کر بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں“ اسی طرح ہم مثالوں کو ان لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہوں جو حقائق میں غور کر کے سمجھ جاتے ہیں۔ (6) اللہ تعالیٰ نشانیاں تو سب کے لیے کھول کر بیان کرتے ہیں مگر اُن سے سبق فقط عقل والے لیتے ہیں۔

(7) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین تلبیہ اس طرح پڑھا کرتے تھے: ﴿لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ﴾ ”اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس کے جسے تو نے اپنا شریک بنا لیا ہو، تو ہی اس کا مالک ہے اور اس کا بھی جس کا وہ مالک ہے۔“ (مسلم:2815)

﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ

”بلکہ جن لوگوں نے ظلم کیا، وہ علم کے بغیر اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ پھر کون اُس شخص کو راستہ دکھائے گا جسے

اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا؟ اور اُن لوگوں کے لیے کوئی مددگار نہیں“ (29)

سوال: شرک خواہش پرستی ہے، اس کی وضاحت ﴿بَلِ اتَّبَعَ ... مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ ”بلکہ جن لوگوں نے ظلم کیا، وہ علم کے بغیر اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں“ ظلم کرنے والے جہالت سے کام لیتے ہیں اور علم کے بغیر، یقین اور دلیل کے بغیر خواہشات نفس کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(2)انسان جب عقل سے ادراک نہیں کرتا تو خواہشات اس کا گھیراؤ کر لیتی ہیں۔انسان پیچھے چلتا ہے اور خواہشات آگے بھاگتی ہیں۔(3)خواہشات کا نہ کوئی اصول ہوتا ہے نہ معیار۔جب انسان اپنے اعمال کو کسی اصول ضابطے کے مطابق نہیں پرکھتا تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

(4)﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ﴾''سن لو! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی قسم کے شریکوں کی پیروی نہیں کر رہے، وہ گمان کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتے اور وہ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔''(یونس:66)

(5)﴿فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ﴾''پھر کون اُس شخص کو راستہ دکھائے گا''جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اسے کوئی ہدایت کا راستہ نہیں دکھا سکتا۔اللہ تعالیٰ کسی کو اس کے ظلم کی وجہ سے گمراہ کر دیتے ہیں۔

(6)﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ﴾''اور اُن لوگوں کے لیے کوئی مددگار نہیں''ان کو عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(7)اس سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ جو شخص خواہش کے پیچھے بھاگتا ہے وہ خدا کے پیچھے نہیں رہتا۔جو لوگ رب کی بات مانتے ہیں اُن کے لیے تو رب مددگار ہوتا ہے۔جو خواہش کی مانتے ہیں تو خواہش میں یہ قوت نہیں ہے۔جب خواہش مدد نہیں کر سکتی تو خدا پرستی کو چھوڑ کر خواہش پرستی کا راستہ کیوں اختیار کریں۔

(8)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے والد کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجیے۔وہ کہیں گے کہ میں آج آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا، آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کونسی رسوائی ہوگی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام قرار دی ہے۔پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم علیہ السلام! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''(بخاری:3350)

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ

''چنانچہ آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین پر قائم رکھیں، اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے" (30)

سوال: توحید ہی پر قائم رہنے کے حکم کی وضاحت ﴿فَاَقِمْ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا﴾ "چنانچہ آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین پر قائم رکھیں" اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنے چہروں کو دین حق یعنی اسلام پر قائم رکھو یعنی توحید اور عمل صالح پر اور کسی باطل دین کی طرف التفات نہ کرو۔

(2) ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ﴾ "چنانچہ آپ اپنا رخ دین پر قائم رکھیں" اپنے آپ کو دین کی طرف متوجہ رکھیے اور اس سے مراد اسلام، ایمان اور احسان ہے یعنی اپنے قلب وقصد اور بدن کے ساتھ ظاہری شرائع کو قائم کیجئے مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ اور اس کے ساتھ ساتھ باطنی شرائع پر عمل کیجئے مثلاً اللہ تعالیٰ سے محبت، اس سے خوف، اس پر امید اور اس کی طرف انابت وغیرہ۔ ظاہری اور باطنی شرائع میں احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو اس طرح اس کی عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے "چہرے کو قائم رکھنے" کا خاص طور پر ذکر کیا ہے؟ کیونکہ قلب کی توجہ، چہرے کی توجہ کی پیروی کرتی ہے اور ان دونوں امور پر بدن کی سعی مترتب ہوتی ہے اس لیے فرمایا: ﴿حَنِيْفًا﴾ "یکسو ہو کر" یعنی ہر طرف سے منہ پھیر کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھتے ہوئے۔ (تفسیر سعدی: 3/2071,2072)

(3) (i) اللہ تعالیٰ نے اس لیے دین پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے کہ دین ہی انسان کو خواہش پرستی سے بچا سکتا ہے۔

(ii) دین علم اور تحقیق کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ خواہش پرستی حق کی بنیاد پر نہیں ہوتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر طرف سے رُخ پھیر کر دین اسلام کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا ہے۔

(4) ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ "اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا" یعنی دین حق کی طرف اپنے چہروں کو جمائے رکھو اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی فطرت پر یعنی ایمان اور توحید پر پیدا کیا ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1161,1162)

(5) رب العزت نے دلوں میں حق کی محبت اور اس کو ترجیح دینا اور شریعت کے ظاہری اور باطنی احکامات کی طرف ساری مخلوقات کا میلان رکھ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔" (بخاری: 4775)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس خصلتیں فطرت سے ہیں: (i) مونچھیں کاٹنا۔ (ii) داڑھی کو چھوڑ دینا۔ (iii) مسواک کرنا۔ (iv) وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا۔ (v) ناخن کاٹنا۔ (vi) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا۔ (vii) بغل کے بال نوچنا۔ (viii) زیر ناف بال مونڈنا۔ (xi) استنجا کرنا۔ راوی مصعب بن شیبہ کہتا ہے کہ دسویں چیز مجھے بھول گئی ہے، شاید کہ وہ کلی کرنا تھی۔ (مسلم:604)

(7) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکوں کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا تو وہ خوب جانتا تھا کہ وہ کیا اعمال کرنے والے ہیں۔'' (بخاری:1383)

(8) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''پھر ہم ایسے باغ میں آئے جو ہرا بھرا تھا، اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے، اس باغ کے درمیان ایک بہت لمبا شخص کھڑا تھا، اتنا لمبا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس کے اردگرد بہت سے بچے تھے کہ اتنے میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے تو ان دونوں (فرشتوں) نے کہا کہ وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا تھا وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اس کے اردگرد جو بچے ہیں وہ تمام بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے۔'' اس پر بعض مسلمانوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں)۔'' (بخاری:7047)

(9) ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں'' اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو نہیں بدل سکتا۔ (جامع البیان:21/52)

(10) ﴿ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ ''یہی سیدھا دین ہے'' یعنی یہی صراط مستقیم ہے جو اللہ تعالیٰ کے عزت والے گھر کی طرف پہنچاتا ہے جو کوئی اس دین پر یکسو ہو کر چلتا ہے وہ صراط مستقیم پر ہے۔

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ آپ کہہ دیں: ''میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے۔'' (الانعام:161)

(12) ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بطور دین پسند کیا ہے۔'' (المائدہ:3)

(13)﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ ''یقیناً دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔'' (آل عمران:19)

(14)﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' (آل عمران:85)

(15)﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' اکثر لوگ یہ نہیں جانتے کہ انسان کو کس فطرت پر پیدا کیا گیا ہے اور دین قیم پر قائم رہنا کیوں ناگزیر ہے؟ ان ہی وجوہات کی بناء پر اسلام سے ناآشنا رہتے ہیں اور سچے دین کا علم حاصل نہیں کرتے۔

﴿مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾

''اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہو کر اور اُسی سے ڈرجاؤ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ'' (31)

سوال: توحید اور نماز کے حکم کی وضاحت ﴿مُنِیْبِیْنَ ... مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ﴾ ''اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہو کر'' اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرو اس کی طرف جھکے رہو، اس سے ڈرتے رہو، اس کی عبادت کرو، اسی کی رضا حاصل کرو۔

(2)﴿وَاتَّقُوْهُ﴾ ''اور اُسی سے ڈرجاؤ'' یعنی اسی سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرو اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رک جاؤ۔ انسان جب ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا شعور ملتا ہے یہی باطنی شعور تقویٰ ہے۔

(3)﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کرو'' یعنی نماز کو اوقات کی پابندی اور شرائط کا اہتمام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت سے ادا کرو۔

(4) انسان جب اللہ تعالیٰ کا شعور حاصل کرتا ہے اُس سے اُمیدیں باندھتا ہے اُسی سے خوف محسوس کرتا ہے تو یہ چیز اُسے صلوٰۃ تک لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مامورات میں سے نماز کا خاص طور پر حکم دیا کیونکہ نماز ہی انابت اور تقویٰ کی طرف بلاتی ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ ''آپ تلاوت کرو اس کتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر یقیناً بہت بڑا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔'' (العنکبوت:45)

(5) سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور کافروں کے درمیان عہد نماز ہے، جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔'' (ترمذی:2621)

(6) عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نماز کے علاوہ اعمال میں سے کسی چیز کو چھوڑنا کفر نہیں سمجھتے تھے۔ (ترمذی:2622)

(7) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ (بخاری:25)

(8) نماز سے انسان کا اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر چیز انسان کے شعور سے مٹتی چلی جاتی ہے۔ یوں انسان توحید پرست بن جاتا ہے۔

(9) ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ'' اللہ تعالیٰ نے منہیات میں سے برائیوں کی جڑ یعنی شرک سے روکا ہے کیونکہ شرک انابت کی ضد ہے اور انابت کی روح اخلاص ہے۔

﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ

''اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور بہت سے گروہ بن گئے ہر گروہ اسی پر خوش ہے

فَرِحُوْنَ﴾

جو اُس کے پاس ہے'' (32)

سوال: مشرکوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اس کی وضاحت ﴿مِنَ الَّذِيْنَ... فَرِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ﴾ ''اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا'' مشرکوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ دین جو ایک ہے یعنی ایک اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دین کو خالص کرنا مطلوب تھا لیکن وہ ایک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھروں، بتوں، سورج اور چاند کو معبود بنا بیٹھے۔

(2) ﴿وَكَانُوْا شِيَعًا﴾ ''اور بہت سے گروہ بن گئے'' یعنی ہر ایک نے تعصب زدہ ہو کر اپنا گروہ بنا لیا۔

(3) ﴿كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ ''ہر گروہ اسی پر خوش ہے جو اُس کے پاس ہے'' یعنی وہ انبیاء علیہم السلام کی لائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی وحی کی مخالفت کرتے ہیں اور اس پر خوش ہیں کہ وہ خود اور انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے حق پر ہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور گروہ گروہ بن گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں، یقیناً ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے ہے، پھر وہی ان کو بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔'' (الانعام:159)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور انبیاء علیہم السلام علاتی بھائیوں (کی طرح) ہیں۔ ان کے مسائل میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن دین سب کا ایک ہی ہے۔'' (بخاری:3443)

(6) ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ ''اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور اپنے پاس واضح احکامات آنے کے بعد بھی اختلاف کیا اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔'' (آل عمران:105)

(7) ﴿فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ ''پھر انہوں نے اپنے معاملے (دین) کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کئی گروہوں میں ہو گئے ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہیں۔'' (المومنون:53)

(8) ہم سے پہلے ادیان والے اختلاف کر کے کئی باطل آراء وافکار میں مبتلا ہو گئے اور کئی فرقوں میں بٹ گئے، ان میں سے ہر ایک فرقہ گمان کرتا تھا کہ وہی حق پر ہے، افسوس کہ ہماری امت بھی کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور ان میں سے ایک فرقے کے سوا باقی سب فرقے گمراہ ہیں، صرف اہل سنت والجماعت حق پر ہیں اور ان سے مراد (موجودہ دور کے اہل شرک وبدعت نہیں بلکہ) وہ لوگ ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے دامن سے وابستہ ہیں اور جن کا عمل صدر اول کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ مسلمین کے عمل کے مطابق ہے جیسا کہ امام حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب یہ دریافت کیا گیا کہ ان مختلف فرقوں میں سے نجات یافتہ کون سا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ (جس کا عمل اس دین کے مطابق ہو) جس پر آج میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔'' (سنن ترمذی:2641)(المصباح المنیر :4/639,638)

﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً

''اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کو اُسی کی طرف رجوع کر کے پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾

اُنہیں چکھاتا ہے تو اچانک اُن میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے‘‘ (33)

سوال: مصیبت میں رب یاد آتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ۔۔۔ يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ﴾ ’’اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے‘‘ جب لوگوں کو کوئی بیماری یا تکلیف پہنچتی ہے۔

(2) ﴿دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ﴾ ’’اپنے رب کو اُسی کی طرف رجوع کر کے پکارتے ہیں‘‘ مصیبت میں لوگ شرک چھوڑ کر رب کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتا۔

(3) ﴿ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً﴾ ’’پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ اُنہیں چکھاتا ہے‘‘ یعنی جب اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے دیتے ہیں اور مصیبت سے نجات عطا کرتے ہیں۔

(4) ﴿اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ﴾ ’’تو اچانک اُن میں سے ایک گروہ‘‘ رجوع الی اللہ کو چھوڑ کر۔

(5) ﴿بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ ’’اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے‘‘ ایسی ہستیوں کو رب کا شریک بنا دیتا ہے جو ان کی صحت، خوش بختی اور خوش حالی پر کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ وہ ناشکری کرتے ہیں حالانکہ شکر اور دائمی اخلاص کو اختیار کر سکتے ہیں۔ خواہش پرست انسان کا عقیدہ مضبوط نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے اس کی شخصیت کے رنگ پکے نہیں ہوتے۔ وہ حالات کی وجہ سے بدلتا ہے۔ جب مصیبت آتی ہے تو رب کو یاد کرتا ہے اور مصیبت دور ہو جاتی ہے تو رب کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔

(6) ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ ’’اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تب تم میں سے ایک گروہ یکا یک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔‘‘ (النحل: 53-54)

﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾

’’تاکہ ہم نے جو کچھ اُنہیں دیا ہے وہ اُس کی ناشکری کریں سو تم مزے اُڑا لو کہ جلد ہی تم جان لو گے‘‘ (34)

سوال: شرک ناشکری ہے، اس کی وضاحت ﴿لِيَكْفُرُوْا ۔۔۔ تَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ ''تاکہ ہم نے جو کچھ اُنہیں دیا ہے وہ اُس کی ناشکری کریں'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرنے کے لیے شرک کرتے ہیں۔

(2)﴿فَتَمَتَّعُوْا﴾ ''سوتم مزے اُڑاؤ'' دنیا میں اور چند دن مزے کرلو۔

(3)﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''کہ جلد ہی تم جان لوگے'' یعنی تم کفر کا اور کفرانِ نعمت کا انجام جلد ہی جان لوگے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ (٥٣) ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (٥٤)﴾ ''اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تب تم میں سے ایک گروہ یکا یک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔'' (النحل:53،54)

(4)﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں عبادت کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے، پھر جب وہ اُنہیں نجات دے کر خشکی میں لے جاتا ہے تب وہ اچانک ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔ (العنکبوت:65)

(5)﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ ''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے، پھر جب وہ اُسے اپنی جناب سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی طرف وہ پہلے پکار رہا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے تاکہ اُس کے راستے سے گمراہ کردے آپ کہہ دیں کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اُٹھالو، یقیناً تم دوزخ والوں میں سے ہو۔'' (زمر:8)

﴿اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ

''کیا ہم نے اُن پر کوئی دلیل نازل کی ہے؟ پھر وہ اُن کے بارے میں بتاتی ہے جنہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

يُشْرِكُوْنَ﴾

شریک ٹھہراتے ہیں'' (35)

سوال: مشرک بلا دلیل شرک کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَمْ اَنْزَلْنَا ... يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا﴾ ''کیا ہم نے اُن پر کوئی دلیل نازل کی ہے؟'' یعنی کیا ان پر ہم نے آسمان سے کوئی ظاہری دلیل اتاری ہے۔

(2)﴿فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ﴾ ''پھر وہ اُن کے بارے میں بتاتی ہے جنہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں'' وہ دلیل انہیں کہتی ہے کہ اپنے شرک پر قائم رہو، اپنے شک پر جمے رہو، تمہارا موقف حق ہے اور جس چیز کی طرف تمہیں انبیاء ومرسلین علیہم السلام دعوت دیتے ہیں وہ باطل ہے۔ کیا کوئی ایسی دلیل تمہارے پاس موجود ہے جو شرک کو سختی کے ساتھ پکڑے رکھنے کی موجب ہے؟ یا اس کے برعکس تمام عقلی ونقلی دلائل، تمام کتب الٰہی، تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور بڑے بڑے لوگ شرک سے نہایت شدت کے ساتھ روکتے ہیں اور ان تمام راستوں پر چلنے سے باز رکھتے ہیں جن کی منزل شرک ہے اور ایسے شخص کی عقل ودین کے فساد کا حکم لگاتے ہیں جو شرک کا ارتکاب کرتا ہے؟ پس ان مشرکین کا شرک، جس پر کوئی دلیل اور برہان نہیں محض خواہشاتِ نفس کی پیروی اور شیطانی وسوسے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2074/3)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''کہہ دو کیا تم نے دیکھا جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، مجھے بھی دکھاؤ کہ اُنہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں میں اُن کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علم کی کوئی نقل شدہ بات ہی میرے پاس لاؤ۔'' (الاحقاف:4)

(4)﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''تم اللہ تعالیٰ کے سوا محض چند ناموں کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نہیں، اُس نے حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔'' (یوسف:40) (5) ان کے پاس شرک کی کوئی عقلی نقلی دلیل نہیں ہے۔

﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

''اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں، وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اُن کے اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے

اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ﴾

آگے بھیجا اُنہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو یکا یک مایوس ہو جاتے ہیں'' (36)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اکثر لوگ نعمتوں پر اتراہٹ اور مصیبت پر مایوسی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا ... یَقْنَطُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا﴾ ''اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں، وہ اس سے خوش ہوجاتے ہیں'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ اکثر لوگ نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہوئے خوشی کا اظہار نہیں کرتے تکبر کے ساتھ اتراتے ہوئے خوش ہوتے ہیں۔

(2) یہ مشرکوں، کافروں اور جاہلوں کی صورت حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں، انہیں مالی وسعت عطا کرتے ہیں، صحت دیتے ہیں تو اتراہٹ کا شکار ہوجاتے ہیں۔

(3) ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ﴾ ''اور اگر اُن کے اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے آگے بھیجا اُنہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو یکایک مایوس ہوجاتے ہیں'' اگر انہیں اپنے اعمال کے باعث کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو مایوس ہوجاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوجاتے ہیں۔

(4) سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قنوط اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرائض کو چھوڑ دینا ہے۔ (فتح القدیر: 282/4)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ﴾ ''اور یقیناً جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اُس پر خوش ہوجاتا ہے اور اگر ان کو کوئی مصیبت آجاتی ہے اس کے سبب جو اُن کے اپنے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو یقیناً انسان بہت ناشکرا ہے۔'' (الشوریٰ: 48)

(6) خوش حالی اور بدحالی میں ایک اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے والا اس کی تقدیر پر یقین رکھنے والا ایک معیار کے مطابق رویہ رکھتا ہے۔ (i) خوش حالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔ (ii) بدحالی میں صبر کرنا۔ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے، اس کا ہر کام اس کے لیے خیر (کا باعث) ہے اور یہ فضیلت سوائے مومن کے کسی اور کو حاصل نہیں، (وہ اس طرح) کہ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔ (مسلم: 7500)

خواہش پرستوں کو یہ معیار نصیب نہیں ہوتا۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے؟ بے شک اس میں اُن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

لوگوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں'' (37)

سوال: رزق میں تنگی اور فراخی کا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا ... يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا﴾ ''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا'' یعنی کیا انہوں نے غور نہیں کیا۔

(2) ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾ ''کہ یقیناً اللہ تعالیٰ رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے۔ فراخی امتحان کے لیے ہے تا کہ وہ دیکھے کہ کون شکر ادا کرتا ہے اور کون ناشکری کرتا ہے تنگی رزق بھی امتحان ہے تا کہ وہ دیکھے کہ کون صبر کرتا ہے اور کون ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اور کون بے صبری کرتا ہے۔ جب ان کی آنکھیں ہیں تو وہ ان سے دیکھ سکتے ہیں، جب ان کے پاس دل ہیں تو وہ ان سے سمجھ سکتے ہیں تا کہ وہ تنگی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اور کشادگی اور فراخی میں اتراہٹ اور تکبر میں مبتلا نہ ہوں۔

(3) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''بے شک اس میں اُن لوگوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں'' یقیناً رزق کی فراخی اور تنگی میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کہ وہ تقدیر کا مالک ہے وہی رزق کو مقدر کرتا ہے۔ پھر جب خیر اور شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو مایوسی کیوں؟

(4) ایمان والے ہی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق تنگی اور کشادگی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی رحمت کو دیکھتے ہیں۔

(5) ایمان والے نشانیوں پر غور و فکر کر کے اسباب پر نہیں مسبب الاسباب پر نظر رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ''آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، وہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور وہی تنگ بھی کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (الشوریٰ:12)

(7) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھوایا کہ نبی کریم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ﴾ ''اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تعالیٰ جسے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے تو نہ دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی مالدار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔'' (بخاری:844)

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

''چنانچہ رشتہ دار کو اور مسکین اور مسافر کو اُس کا حق دے دو اُن لوگوں کے لیے یہی بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھتے

وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' (38)

سوال: صلہ رحمی کے حکم کی وضاحت ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى ... الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾ ''چنانچہ رشتہ دار کو اُس کا حق دے دو'' اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ قرابت دار کو اس کی قرابت اور ضرورت کے مطابق اس کا حق ادا کرو جو شارع نے واجب قرار دیا ہے یا اس کی ترغیب دی ہے مثلاً نفقاتِ واجبہ اور صدقات کی ادائیگی کرنا، ہدیہ دینا، نیک سلوک کرنا، سلام کرنا، عزت وتکریم کرنا، دوسرے کی لغزش کو معاف کرنا اور اس کی بدکلامی پر رواداری سے کام لینا۔ (تفسیر سعدی:3/2076,2077)

(2) رشتے داروں کا حق رشتے کی وجہ سے مقدم رکھا گیا اسی وجہ سے رشتے دار کے ساتھ احسان کرنا دُہرے اجر کا باعث ہے۔

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اس کی عمر دراز کر دی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری:5986)

(4) ﴿وَالْمِسْكِيْنَ﴾ ''اور مسکین'' مسکین کا حق ادا کرو مسکین وہ ہے جس کے پاس یا تو کچھ نہ ہو یا ہو تو اس کے کھانے پینے اور لباس کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں۔

(5) سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین پر صدقہ کرنے کا تو ایک ثواب ہے یعنی صرف صدقے کا، جب کہ رشتہ دار پر صدقہ کرنے کا دوہرا ثواب ہے، صدقے کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی۔'' (ترمذی:658)

(6) ﴿وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾ ''اور مسافر کو'' مسافر جس کا زادِ راہ ختم ہو گیا ہو، اپنے شہر سے دور ہو جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ انتہائی ضرورت مند ہوگا۔ اس کے پاس مال ہے نہ ہاتھ میں کوئی کسب جس کے ذریعے سے وہ دورانِ سفر اپنی ضروریات کا انتظام کر سکتا ہو برعکس اس شخص کے جو اپنے شہر میں رہتا ہے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غالب حالات میں اس کے بارے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ کسی صنعت وحرفت کا کام کرتا ہوگا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہوگی۔ بنابریں اللہ تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے زکوٰۃ میں مسکین اور مسافر کا (الگ الگ) حصہ رکھا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2077,2076/3)

(7) وہ مال جو انسان دوسروں پر خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے دوسروں کا حق قرار دیا ہے۔ مال کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان کے پاس تو وہ رب کی امانت ہے جس کا مال ہے جہاں وہ چاہے خرچ کروالے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مال کو دوسروں کا حق اس لیے قرار دیا کہ اگر رب نے مال والے کو مال دیا تو دوسرے کو محروم رکھا۔ اس لیے جو مال مال والے کے پاس ہے اس پر دونوں کا حق قائم ہے۔

(8) ﴿ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ﴾ ''اُن لوگوں کے لیے یہی بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں'' یعنی ان حقوق کو اخلاص سے ادا کر کے جو کہ بہترین اعمال ہیں، جن کا دوسروں کو نفع پہنچتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔

(9) ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' یہی لوگ دنیا و آخرت میں عذاب سے نجات پائیں گے اور آخرت میں جنت میں داخل ہوں گے۔

(10) (i) اللہ تعالیٰ نے یہ شعور دلایا ہے کہ رزق تو اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ جب وہ انسان کو نصیب ہو جاتا ہے تو وہ محض اُس کا ذاتی حق نہیں ہوتا اس مال میں رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا بھی حق ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے ترغیب دلائی ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہوں۔ (iii) اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں کے بارے میں واضح کیا ہے کہ ایسے لوگ نجات پانے والے ہیں۔

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

''اور سود پر جو تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو جائے سو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾

اور جو تم زکوٰۃ سے دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کرتے ہو تو یہی لوگ ہیں جو کئی گنا بڑھانے والے ہیں'' (39)

سوال: عزت وجاہ اور ریا اور زیادتی کے خیال سے تحفہ دینے کی حقیقت کو ﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ ... الْمُضْعِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''اور سود پر جو تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو جائے سو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا'' یعنی اپنی ضروریات سے زائد مال جو تم عطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو اور اس سے تمہارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمہارے مال میں اضافہ ہو جائے۔ تم انہی لوگوں کو مال عطا کرتے ہو جن سے تمہیں عطا کردہ مال سے زیادہ معاوضے کی امید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عمل کے اجر میں اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اخلاص کی شرط معدوم ہے۔ اس قسم کے اعمال کے زمرے میں وہ اعمال آتے ہیں جو لوگوں کے ہاں عزت وجاہ اور ریا کے لیے کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان اعمال کے اجر میں اضافہ نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی: 2077/3)

(2) جس نے کسی کو اس خیال سے تحفہ بھیجا کہ وہ بدلے میں اس سے زیادہ دے گا، ایسے تحفے کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ نہیں اگرچہ ایسا کرنا جائز ہے حرام نہیں، اس طرح سے دینا لینا جائز ہے۔ مگر رحمت عالم ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1528)

(3) ﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ﴾ ''اور جو تم زکوٰۃ سے دیتے ہو'' یعنی جو مال تم زکوٰۃ میں دیتے ہو وہ مال تمہیں بخل سے پاک کرتا ہے اور وہ مال جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دیا جاتا ہے اس میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ (4) ﴿تُرِيْدُوْنَ﴾ ''تم ارادہ کرتے ہو'' یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی سے تم ارادہ کرتے ہو۔

(5) ﴿وَجْهَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی رضا'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے مال دیتے ہو۔

(6) ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾ ''تو یہی لوگ ہیں جو کئی گنا بڑھانے والے ہیں'' اللہ تعالیٰ ان کے مال کو کئی گنا بڑھا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔

(7) صرف مال عطا کرنا بھلائی نہیں ہے جب تک کہ مقصد پاک نہ ہو رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى﴾ ''جو اپنا مال دیتا ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔'' (اللیل: 18)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۲۶۱)﴾ ''جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک دانے جیسی ہے جو سات خوشے اگاتا ہے، ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے کئی گنا بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (البقرہ: 261)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے، پھر صدقہ دینے والے کے لیے اس کو پالتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنا بچھڑا پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' (بخاری: 1410)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود زیادہ بھی ہو تو اس کا انجام بالآخر قلت ہی ہے۔'' (مسند احمد: 3753، ابن ماجہ: 2279، مستدرک حاکم: 2262)

(11) سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیچنے والا اور خریدنے والا (سودا قائم رکھنے یا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار رکھتے ہیں، جب تک کہ وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں۔ اگر وہ سچ بولیں اور (سودے کی حقیقت کو) واضح کریں تو دونوں کو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ (کوئی عیب وغیرہ) چھپالیں (اور ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کریں) اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت مٹ جاتی ہے۔ (بخاری: 2114)

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ

''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا کیا

مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی بھی کام کرتا ہو؟ پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے اُن سے جنہیں

یُشْرِكُوْنَ﴾

یہ شریک بناتے ہیں'' (40)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں پیدائش، رزق اور موت وحیات ہے، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ... یُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا'' اللہ تعالیٰ ہی انسان کا خالق اور رازق ہے وہ بھوکا، ننگا اور ناسمجھ پیدا کرتا ہے پھر وہ رزق فراہم کرتا ہے تاکہ تم غذا کے ذریعے اپنی زندگی کا تحفظ کرسکو، قیامت کے دن حساب اور جزا کے لیے پھر وہ موت دے دیتا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کون ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو جلد ہی وہ کہیں گے "اللہ تعالیٰ" کہو: "تو کیا تم ڈرتے نہیں؟" (یونس:31)

(2)﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا﴾ "اور لوگوں نے اس کے سوا ایسے معبود بنائے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کیے جاتے ہیں اور نہ وہ اپنے کسی نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ہی نفع کا اور جو نہ موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زندگی کا اور نہ اٹھائے جانے کا۔" (الفرقان:3)

(3)﴿هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ "کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی بھی کام کرتا ہو" یعنی تمہاری تخلیق، تمہارے رزق، تمہاری زندگی، تمہاری موت اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے میں کوئی اور بھی شریک ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

(4)﴿سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ "پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے اُن سے جنہیں یہ شریک بناتے ہیں" اللہ تعالیٰ تخلیق، رزق، زندگی، موت دینے اور جلد اٹھانے میں یکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شریکوں سے پاک ہے جن کو لوگ اللہ تعالیٰ کے شریک قرار دے رہے ہیں کوئی ان کا افعال میں کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ

"لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہو گیا تا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعض کاموں کا اُنہیں

عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾

مزہ چکھائے تا کہ وہ پلٹ آئیں" (41)

سوال: دنیا گناہوں سے بھر گئی، اس کی وضاحت ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ... يَرْجِعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ "خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہو گیا" گناہوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا ہے یعنی پیداوار میں کمی بارشوں کا نہ برسنا جس کے نتیجے میں خوفناک قحط آجاتا ہے اور لوگ بھوکے مرنے لگتے ہیں۔ پانی کے جانوروں کا مرجانا جس کی وجہ سے غذائی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں، وباؤں کا پھیلنا، نئے نئے امراض کا وجود میں آنا گناہوں کی پاداش میں ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نے زمین خراب کر دی ہے زمین و آسمان کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: "زمین پر ایک حد کا قائم ہونا چالیس دن کی عبادت سے بہتر ہے۔" (ابوداؤد) (سنن ابن ماجہ:2538)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) حد جاری کرنے کی وجہ سے لوگ گناہوں سے ڈرنے لگ جاتے ہیں اور حرام کام چھوڑ دیتے ہیں۔ گناہوں کا چھوڑنا زمین و آسمان کی برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1529/2)

(5) ﴿لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعض کاموں کا اُنہیں مزہ چکھائے'' اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی اعمال کی جزا کا نمونہ دکھایا ہے۔ شرک گناہوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں جنگیں، قحط، وبائیں امراض اعمال کا بدلہ ہی تو ہیں۔

(6) ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ ''تاکہ وہ پلٹ آئیں'' شاید کہ وہ اپنے معاملات سیدھے کرلیں۔ شاید کہ وہ توبہ کرلیں۔

(7) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی آزمائش کے ذریعے سے انعام کیا اور اپنے عذاب کے ذریعے سے احسان کیا ورنہ اگر وہ ان کے تمام کرتوتوں کی سزا کا مزہ چکھاتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار نہ چھوڑتا۔ (تفسیر سعدی: 2078/3)

(8) سیدنا قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ﴿مستريح﴾ یا ﴿مستراح منه﴾ ہے یعنی اسے آرام مل گیا'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ﴿المستريح﴾ یا ﴿المستراح منه﴾ کا مطلب کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے وہ ﴿مستريح﴾ ہے اور ﴿مستراح منه﴾ وہ ہے کہ فاجر بندے سے اللہ تعالیٰ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔'' (بخاری: 6512)

(9) یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور وہ اس وقت ہماری شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلے فرمائیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور اسلام یا تلوار کے سوا کچھ قبول نہیں کریں گے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس زمانے میں دجال اور اس کے پیروکاروں کو ہلاک کر دے گا اور یاجوج ماجوج کو بھی ختم کرے گا تو زمین سے کہا جائے گا کہ اب تو اپنے پھل اگا اور اپنی برکت کو لوٹا دے تو اس وقت اتنے بڑے بڑے انار ہوں گے کہ ایک انار کو لوگوں کی ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے ساتھ سایہ حاصل کریں گے اور ایک اونٹنی کا دودھ لوگوں کی ایک جماعت کے لیے کافی ہوگا۔ (مسلم: 7373)

(10) سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدکار انسان سے (جب وہ مرجاتا ہے تو) بندے، شہر، درخت اور جانور سب ہی راحت محسوس کرتے ہیں۔'' (بخاری: 6512)

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ

''آپ کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اس سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟ اُن میں سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ﴾

اکثر مشرک تھے" (42)

سوال: نافرمانوں کے انجام پر غور کرو، اس دعوت کی وضاحت ﴿قُلْ سِيْرُوْا ... مُّشْرِكِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ "آپ کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو" زمین میں چلنے پھرنے کے حکم میں بدنی سیر اور قلبی سیر دونوں شامل ہیں۔ قلبی سیر کا مقصد گزرے ہوئے لوگوں کے انجام پر غور وفکر ہے۔ (تفسیر سعدی: 2078/3)

(2) ﴿فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ﴾ "پھر دیکھو کہ اس سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟" یعنی دنیا میں چل پھر کر لوگوں سے واقعات سن کر غور وفکر کرو کہ پہلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان کا انجام کیا ہوا؟ عذاب نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ رسوائی اور لعنت ان کا پیچھا کرتی رہی۔

(3) ﴿كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ﴾ "اُن میں سے اکثر مشرک تھے" یعنی ہلاک ہونے والے کثیر لوگ مشرک تھے۔

(4) آپ ان لوگوں جیسے اعمال سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے اُن بستیوں کے شرک کی طرف توجہ دلا کر یہ بات چلنے پھرنے والوں پر چھوڑ دی ہے کہ اب وہ غور وفکر کریں کہ آخر کس وجہ سے شرک پر قائم رہنا ہے۔

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

"پس آپ اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا قائم رکھیں اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دن آئے جس کا ٹل جانا نہیں

يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ﴾

ہے، اُس دن وہ الگ الگ ہو جائیں گے" (43)

سوال: قیامت سے پہلے مسلمان ہو جاؤ، اس حکم کی وضاحت ﴿فَاَقِمْ ... يَّصَّدَّعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ﴾ "پس آپ اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا قائم رکھیں" دین قیم، مستقیم دین ہے یعنی صراط مستقیم پر جم جائیں۔ دین کے ظاہری باطنی تمام اعمال کو ثابت قدمی سے ادا کریں۔ دل، زبان اور اعضاء کے اعمال کو درست کر لیں۔ نیکیاں کرنے میں جلدی کر لیں۔ اپنی جوانی، اپنے زمانے میں نیک اعمال کر لیں۔

(2) ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ﴾ "اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دن آئے جس کا ٹل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانا نہیں ہے" اس سے پہلے کہ قیامت آجائے۔ جب وہ دن آجائے گا تو عمل کرنے والوں کو مہلت نہیں ملے گی۔

(3)﴿یَوْمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ﴾ "اس دن وہ الگ الگ ہو جائیں گے" اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ نیک لوگ جنت میں جائیں گے اور برے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ﴾ "ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔" (الشوریٰ:7)

(4) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ "چنانچہ آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین پر قائم رکھیں، اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (الروم:30)

(5)(i) دین قیم کی طرف رُخ کرنے کے لیے قرآن مجید یہ واضح کرتا ہے کہ اس کے لیے چہرے کو، اپنے رُخ کو مضبوطی سے دین قیم پر جمانا ہے۔ یہی نجات کا راستہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب کوئی اور راستہ تلاش نہیں کرنا اس راستے سے پھسلنا بھی نہیں ہے اور مضبوط قدم جمانا ہے۔ (ii) دین قیم کی طرف مضبوطی سے رُخ جمانے کے لیے یہ احساس دلایا گیا کہ وہ دن قریب ہے جس کے لیے ٹل جانا ممکن نہیں۔ جس دن سب جدا جدا ہو جائیں گے اس کے آنے سے پہلے اپنا رخ اپنے رب کی طرف کر دو اپنے آپ کو دین پر جما دو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا راستہ اختیار کر لو۔

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ﴾

"جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر اُسی پر ہے اور جس نے نیک عمل کیا تو وہ اپنے لیے سامان تیار کر رہے ہیں" (44)

سوال: اعمال ہی کام آئیں گے، اس کی وضاحت ﴿مَنْ كَفَرَ ... یَمْهَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ﴾ "جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر اُسی پر ہے" یعنی کفر کا وبال کفر کرنے والے پر ہے اس کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ رب العزت نے فرمایا:﴿مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ "جو ہدایت پاتا ہے وہ اپنی ذات کے لیے ہدایت پاتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوا وہ اپنے آپ پر گمراہ ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسری کا بوجھ نہیں اُٹھاتی اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ ہم کوئی رسول نہ بھیجیں۔" (بنی اسرائیل:15)

(2)﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ﴾ "اور جس نے نیک عمل کیے تو وہ اپنے لیے ہی سامان کر رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں'' جس نے نیک اعمال کیے قیامت کے دن ان ہی کے کام آئیں گے۔ وہ اپنی جنت آباد کر رہے ہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ ''اور جو بھی نیک اعمال میں سے کوئی عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔'' (النساء:124)

(4) ﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ (۳۵) مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (۳۶) اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ (۳۷) اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ (۳۸)﴾ ''تو کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟ یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟ کہ بلاشبہ تمہارے لیے اُس میں وہی ہو گا جو تم پسند کرتے ہو۔'' (القلم:35-38)

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾

''تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، یقیناً وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا'' (45)

سوال: جزا صرف اعمال پر منحصر نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں فضل سے جزا دے گا، اس کی وضاحت ﴿لِيَجْزِيَ ... الْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں'' اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے ان کو ایسی جزا دے گا جہاں تک اعمال کی رسائی ہی نہیں۔

(2) اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جزا صرف اعمال پر منحصر نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں فضل سے جزا دے گا جہاں تک اعمال نہیں پہنچا سکتے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی، کیا آپ ﷺ کے اعمال بھی (آپ ﷺ کو جنت میں نہیں لے جائیں گے)؟ فرمایا: ''ہاں! (میرے اعمال بھی مجھے جنت میں نہیں لے جائیں گے) الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور اپنی رحمت سے مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھانپ لے۔'' (بخاری:5673) (4) اللہ تعالیٰ مومنوں سے محبت کرتا ہے اس لیے انہیں انعامات سے نوازے گا۔

(5) ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''یقیناً وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ کافروں سے ناراض ہے اس لیے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور انہیں سزا دیتا ہے۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بشارت دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے اور تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ رحمت کا مزہ چکھائے

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اُس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو'' (46)

سوال: بشارت دینے والی ہوائیں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ ... تَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بشارت دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے'' اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بارش سے پہلے ہواؤں کا بھیجنا ہے جو خوش خبری دیتی ہیں کہ عنقریب بارش ہونے والی ہے وہی بادلوں کو اکٹھا کرتی ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اور وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے آگے آگے خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب وہ بھاری بادل اُٹھا لیتی ہیں، ہم اُسے کسی مُردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اس سے پانی اُتارتے ہیں پھر اس سے ہر قسم کے کچھ پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔'' (الاعراف:57)

(2) ﴿وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ﴾ ''اور تاکہ وہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے'' جب اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے تو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے۔ بارش سے زمین اور زمین کے رہنے والوں میں خوشی اور زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور بندے جان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بندوں کو رزق فراہم کرتا ہے۔ بندوں کو نیک اعمال کا مشتاق ہو جانا چاہیے کیونکہ نیک اعمال اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے کھولتے ہیں۔

(3) ﴿وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ﴾ ''اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے، اس کے ارادے، اس کی حکیمانہ تدابیر سے کشتیاں چلیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)اس سے مراد یہ ہے کہ کشتی کا چلنا، رُکنا، ٹھہرنا اور ڈوب جانا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ وہ رب ہی چلانے پر قدرت رکھتا ہے۔

(5)﴿وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اور تا کہ تم اُس کا کچھ فضل تلاش کرو'' یعنی تم کشتیوں اور جہازوں میں تجارتی سامان لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاؤ اور رزق حاصل کرو۔

(6)﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور تا کہ تم شکر گزار بنو'' اس ہستی کے شکر گزار بنو جس نے تمہارے لیے یہ اسباب مہیا کیے اور تمہارے لیے رزق کے ذرائع پیدا کیے۔ نعمتوں سے مقصود یہ ہے کہ ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور زیادہ نعمتوں سے سرفراز کرے اور ان نعمتوں کو تمہارے پاس باقی رکھے۔ رہا نعمتوں کے مقابلے میں کفر اور معاصی کا ارتکاب کرنا تو یہ اس شخص کا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایات کے بدلے ناشکری کرتا ہے۔ اس کے اس رویے سے نعمتیں اس شخص سے کسی دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2080)

(7)﴿وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾ ''اور اُس نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جس کا بھی تم نے اُس سے سوال کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو انہیں شمار نہیں کر پاؤ گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔'' (ابراہیم:34)

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تھے پھر وہ اُن کے پاس واضح نشانیاں لائے تھے

الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

تو ہم نے اُن سے انتقام لیا جنہوں نے جُرم کیا اور مؤمنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے'' (47)

سوال: نبی ﷺ کو جو تسلی دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ... نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تھے'' رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دی ہے کہ اگر آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو جھوٹا کہتی ہے تو آپ غم نہ کریں یہ لوگوں کی عادت ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے۔

(2)﴿فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''پھر وہ اُن کے پاس واضح نشانیاں لائے تھے'' وہ معجزات لے کر آئے لیکن ان کی قوموں نے رسولوں کو جھٹلا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا﴾ ''تو ہم نے اُن سے انتقام لیا جنھوں نے جُرم کیا'' جن لوگوں نے توحید کا انکار کیا اور رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(4)﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور مؤمنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے'' یعنی اہلِ ایمان کی نصرت ہم نے خود اپنے آپ پر واجب کی اہلِ ایمان کی نصرت کو جملہ متعین حقوق میں شامل کیا اور ان کے ساتھ اس نصرت کا وعدہ کیا۔ پس اس کا واقع ہونا ضروری ہے۔ محمد مصطفی ﷺ کی تکذیب کرنے والو! اگر تم تکذیب کی روش پر قائم رہے تو تم پر عذاب نازل ہوگا اور ہم تمہارے خلاف محمد ﷺ کو فتح و نصرت سے سرفراز کریں گے۔ (تفسیر سعدی:2081/3)

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور جب آپ کے پاس وہ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کہہ دیں تم پر سلام ہو، تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت لازم کر رکھی ہے، یقیناً وہ جو تم میں سے نادانی میں کوئی بُرائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو یقیناً وہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الانعام:54)

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل اُٹھاتی ہیں پھر وہ جس طرح چاہتا ہے اُنہیں آسمان میں پھیلا دیتا ہے

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ

اور انہیں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے چنانچہ آپ بارش کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے درمیان سے نکل رہی ہے، پھر وہ اپنے بندوں

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾

میں سے جس پر چاہتا ہے بارش برساتا ہے تب وہ بہت خوش ہوتے ہیں'' (48)

سوال 1: بادل کیسے اٹھتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ... يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل اُٹھاتی ہیں'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ وہ کیسے بادل اٹھاتا ہے؟ ہوائیں کیسے بادل اٹھاتی ہیں۔

(2)﴿فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ﴾ ''پھر وہ جس طرح چاہتا ہے اُنہیں آسمان میں پھیلا دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ بادلوں کو جیسے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا﴾ ''اور انہیں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے'' تھوڑے سے بادل تمام آسمان پر چھا جاتے ہیں جو ایک دوسرے پر جمے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بادلوں کو کبھی تہ بہ تہ کر دیتے ہیں کبھی ٹکڑے ٹکڑے۔ آسمان پر بادلوں کی مختلف کیفیتیں ہوتی ہیں کبھی چل پڑتے ہیں کبھی ٹھہر جاتے ہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔

(4)﴿فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ﴾ ''چنانچہ آپ بارش کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے درمیان سے نکل رہی ہے'' پھر آپ بادلوں کے درمیان سے چھوٹے چھوٹے قطرے گرتے دیکھتے ہو۔

(5)﴿فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ﴾ ''پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بارش برساتا ہے'' پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بارش برسا کر طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔

(6)﴿اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''تب وہ بہت خوش ہوتے ہیں'' بارش برسنے پر لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔

(7) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ ابر کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ ﷺ کبھی آگے آتے کبھی پیچھے جاتے، کبھی گھر کے اندر تشریف لاتے کبھی باہر آ جاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت نہ رہتی۔ ایک بار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نہیں جانتا، ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہو جس کے بارے میں قوم عاد نے کہا تھا جب انہوں نے بادل کی وادیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تھا۔ آخر آیت تک، کہ ان کے لیے رحمت کا بادل آیا ہے حالانکہ وہ عذاب کا بادل تھا۔'' (بخاری:3206)

﴿وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ﴾

''حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے کہ ان پر برسائی جائے اس سے پہلے ہی یقیناً وہ مایوس تھے'' (49)

سوال: جہاں بارش ہوگئی وہاں کے لوگ پہلے بارش سے ناامید تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ كَانُوْا ... لَمُبْلِسِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ﴾ ''حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے کہ ان پر برسائی جائے اس سے پہلے ہی یقیناً وہ مایوس تھے'' یعنی جہاں بارش ہوگئی ہے وہاں کے لوگ بارش سے پہلے ناامید تھے۔

(2) ناامیدی کے بعد بارش آئی تو لوگ کھل اٹھے۔

﴿فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھیں کہ کس طرح وہ زمین کے مُردہ ہو جانے کے بعد اُسے زندہ کرتا ہے؟ بلاشبہ وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

مُردوں کو یقیناً زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' (50)

سوال: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار سے قدرت تک کے سفر کی وضاحت ﴿فَانْظُرْ... قَدِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھیں'' اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار سے مراد بارش ہے۔ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ سے کہا کہ بارش کی طرف دیکھو۔

(2) ﴿كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ ''کہ کس طرح وہ زمین کے مُردہ ہو جانے کے بعد اُسے زندہ کرتا ہے؟'' کیسے رب العزت نے بارش برسا کر مردہ زمین زندہ کر دی۔ اسی سے مردوں کو زندہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(3) ﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی﴾ ''بلاشبہ وہ مُردوں کو یقیناً زندہ کرنے والا ہے'' یعنی جو رب زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔

(4) ﴿وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ ''اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' یعنی اس کی قدرت سے کچھ بھی باہر نہیں۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنی قدرت کو انسانوں کی عقل اور فہم کے قریب لانے کے لیے مثالوں سے سمجھاتا ہے۔

(6) (i) عبرت کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کا قائل ہو جاتا ہے۔ (ii) اس کی وجہ سے انسان یہ یقین کر لیتا ہے کہ جیسے رب زمین کو زندہ کرتا ہے ایسے ہی وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔

﴿وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ﴾

''اور یقیناً اگر ہم ہوا بھیج دیں، پھر وہ کھیتی کو زرد پڑی ہوئی دیکھیں تو اس کے بعد یقیناً وہ ناشکری کرتے رہ جائیں'' (51)

سوال: اللہ تعالیٰ اگر تند ہوائیں چلا دیں تو لوگوں کا رویہ کیسا ہو جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا... یَكْفُرُوْنَ﴾ کی وضاحت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا﴾ ''اور یقیناً اگر ہم ہوا بھیج دیں، پھر وہ کھیتی کو زرد پڑی ہوئی دیکھیں'' اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کا یہ حال بیان کرتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کے سایہ کناں ہونے، زمین کے مر جانے کے بعد اس کے زندہ ہونے پر بہت خوش ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس بارش کے بعد اگنے والی نباتات اور ان کی کھیتیوں پر نقصان دہ اور انہیں تلف کر دینے والی ہوا بھیج دے ﴿فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا﴾ ''پھر وہ کھیتی کو زرد پڑی ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں'' جو تلف ہونے کی حالت کو پہنچ چکی ہے۔ (تفسیر سعدی:2082/3)

(2)﴿لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ﴾ ''تو اس کے بعد یقیناً وہ ناشکری کرتے رہ جائیں'' یعنی اگر ہرے بھرے کھیتوں پر خشک ہوائیں چلا دیں تو لوگ پچھلی نعمتیں بھول کر ناشکری پر اتر آتے ہیں جیسا کہ فرمایا:﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ (۶۳) ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ (۶۴) لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ (۶۵) اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ (۶۶) بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (۶۷)﴾ ''پھر کیا تم نے دیکھا جو کچھ تم بوتے ہو؟ کیا تم ہی اُس کو اُگاتے ہو یا اُگانے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو ضرور اُس کو ریزہ ریزہ کر دیں۔ پھر تم تعجب سے باتیں ہی بناتے رہ جاؤ۔ یقیناً ہم پر تو ضرور تاوان ڈال دیا گیا۔ بلکہ ہم بالکل ہی محروم رہ گئے۔'' (الواقعہ:63-67)

(3)(i) تند ہواؤں سے ہریالی زردی میں بدل جاتی ہے۔(ii) لوگ مایوس ہو کر اللہ کی ناشکری پر اُتر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے کیسے صبر اور حوصلے سے محروم ہوتے ہیں۔ ذرا سی خوشی پر پھولے نہیں سماتے اور ذرا سی آزمائش پر نا اُمید ہو جاتے ہیں۔ اہل ایمان کا معاملہ مصیبت میں صبر کرنے کا اور خوشی میں شکر کرنے کا ہوتا ہے۔

﴿فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾

''پس یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ ہی بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر لوٹ جائیں'' (52)

سوال: مُردوں اور بہروں کو پکار نہیں سنا سکتے، اس کی وضاحت ﴿فَاِنَّكَ ... مُدْبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ ''پس یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے'' یعنی قبروں میں مردوں کو آپ سنا نہیں سکتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے مردے فہم اور شعور سے خالی ہوتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ دعوت حق کو قبول کرنے اور سمجھنے سے قاصر ہیں۔

(2)﴿وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ ''اور نہ ہی بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر لوٹ جائیں'' بہروں کو آواز پہنچانا آپ کے بس میں نہیں۔

(3) جب انہیں حق کی دعوت پہنچائی جائے، انہیں اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں سے نصیحت کی جائے اور انہیں آخرت کی یاد دلائی جائے۔ (فتح القدیر:290/4)

(4) یعنی کافروں کو ہدایت دینا آپ کے بس میں نہیں کیونکہ وہ حق سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ ''یا آپ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں سے اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ وہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ وہ راستے سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔'' (الفرقان:44)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''کیا جو کچھ تمہارے رب نے تم سے وعدہ کر رکھا تھا اسے تم نے سچا پالیا؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں یہ اس وقت اسے سن رہے ہیں۔'' اس حدیث کا ذکر جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ، رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ''انہوں نے اب جان لیا ہوگا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ ''یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں اور نہ ہی آپ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے والے ہوں۔'' (النمل:80) اور یہ آیت بھی تلاوت کی: ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ''اور آپ اُن کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔'' (فاطر:22) (بخاری 3980)

﴿وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

''اور نہ ہی آپ اندھوں کو بھی اُن کی گمراہی سے ہدایت دینے والے ہیں آپ کسی کو نہیں سنا سکتے اُن کے سوا جو ہماری آیات پر

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

ایمان لاتے ہیں، چنانچہ وہی اطاعت کرنے والے ہیں'' (53)

سوال: اندھوں کو راستہ دکھانے پر آپ قادر نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اَنْتَ... مُّسْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ﴾ ''اور نہ ہی آپ اندھوں کو بھی اُن کی گمراہی سے ہدایت دینے والے ہیں'' جو لوگ دل کی بینائی سے محروم ہوتے ہیں گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس گمراہی سے کوئی کیسے باہر لا سکتا ہے جب کہ دل دیکھنا نہیں چاہتے یعنی دل غور و فکر کرنا نہیں چاہتے۔

(2) اندھوں میں دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ایسے ہی گمراہوں میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔

(3) ﴿اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ''آپ کسی کو نہیں سنا سکتے اُن کے سوا جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں، چنانچہ وہی اطاعت کرنے والے ہیں'' یعنی ہدایت کا سنوانا صرف انہی لوگوں کو فائدہ دے سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے، ہمارے احکام کی تعمیل کرتے اور ہمارے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں کیونکہ ان کے اندر وعظ و نصیحت کو قبول کرنے کا قوی داعیہ موجود ہے اور وہ ہے ہر آیت پر ایمان لانے اور مقدور بھر اللہ تعالیٰ کے احکام

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو نافذ کرنے کے لیے مستعد رہنا۔ (تفسیر سعدی:2083/3)

(4) اطاعت وہ لوگ کرتے ہیں جو پیغام سن کر غور وفکر کرتے ہیں بات اُن کے دل کو اپیل کرتے ہی وہ اپنا طرز عمل بدلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ﴾ ''بلاشبہ قبول تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مُردوں کو تو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔'' (الانعام:36)

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا، پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی پھر قوت کے بعد

قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ﴾

کمزوری اور بڑھاپا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' (54)

سوال: انسانی پیدائش کے مختلف مراحل کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ ... الْقَدِیْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے نطفے سے پیدا کیا اور وہ کمزور پانی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ﴾ ''کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟'' (المرسلات:20) اللہ رب العزت انسان کو پیدائش کے مختلف مراحل سے گزارتے ہیں وہ نطفے سے جمے ہوئے خون میں پھر اس سے گوشت کے لوتھڑے سے پھر ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے پھر اس پر گوشت چڑھایا جاتا ہے پھر روح پھونک دی جاتی ہے پھر وہ کمزور اور نحیف پیدا ہوتا ہے۔ تمام قویٰ کمزور ہوتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:2/1537)

(2) ﴿ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً﴾ ''پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی'' اللہ تعالیٰ انسان کی قوت میں اضافہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے ظاہری اور باطنی قویٰ مکمل ہو جاتے ہیں اور انسان جوان ہو جاتا ہے۔

(3) ﴿ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً﴾ ''پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا'' یعنی جوانی کے بعد بڑھاپے میں لے جاتے ہیں تو قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ﴾ ''اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اُسے ساخت میں اُلٹ دیتے ہیں۔'' (یٰس:68)

(4) ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۟ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو لوٹا دیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔" (النحل:70)

(5)﴿یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ﴾ "وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے" اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق بندوں میں تصرف کرتا ہے۔

(6)﴿وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ﴾ "اور وہی سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے" بندوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت دائمی ہے۔ وہ اپنی قدرت سے جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔ اپنی قدرت سے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے، اسے تھکن لاحق ہوتی ہے، نہ کمزوری اور نہ کسی طرح اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2083/3)

(7)﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ (۱۰) هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۱۱)﴾ "اُس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا تم اُن کو دیکھتے ہو۔ اور اُس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اُس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اگائی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔" (لقمان:10،11)

﴿وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ﴾

"اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسمیں کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے۔ اسی طرح وہ بہکائے جاتے تھے" (55)

سوال: کافروں کی دنیا اور آخرت میں جہالت کی وضاحت ﴿وَیَوْمَ ... یُؤْفَكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ﴾ "اور جس دن قیامت قائم ہوگی" رب العزت نے قیامت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب قیامت قائم ہو جائے گی۔

(2)﴿یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ "مجرم قسمیں کھائیں گے" مجرم اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے اور کہیں گے۔

(3)﴿مَا لَبِثُوْا﴾ "نہیں ٹھہرے" یعنی دنیا میں نہیں رہے تھے۔

(4)﴿غَیْرَ سَاعَةٍ﴾ "ایک گھڑی کے سوا" یعنی دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) کافر دنیا میں بھی جاہل رہے اور آخرت میں بھی محروم رہیں گے۔ آخرت میں بھی علم سے محروم رہیں گے۔ آخرت میں قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف گھڑی بھر ٹھہرے تھے۔ اس کا مقصد یہ ہوگا کہ ان پر حجت قائم نہیں ہوئی انہیں معذور سمجھا جائے۔

(6)﴿كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ﴾ ''اسی طرح وہ بہکائے جاتے تھے'' چونکہ ان کی یہ بات یعنی وہ دنیا کے اندر بھی ہمیشہ حقائق کو چھوڑ کر کذب بیانی کرتے رہے اور جھوٹ گھڑتے رہے دنیا کے اندر انہوں نے حق کی تکذیب کی جسے انبیائے کرام علیہم السلام لے کر آئے تھے اور آخرت میں وہ دنیا کے اندر طویل مدت تک رہنے کا انکار کریں گے۔ یہ ان کا بدترین خلق ہے اور بندہ اسی عادت اور ہیئت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرے گا۔ (تفسیر سعدی:2084/3)

(7)﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا﴾ ''جس دن وہ اُسے دیکھ لیں گے تو (سمجھیں گے) گویا کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر ایک شام یا اُس کی ایک صبح'' (النازعات:46)

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ

''اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو بلاشبہ یقیناً تم اٹھائے جانے کے دن تک ٹھہرے

فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

ہو تو یہ اٹھائے جانے کا دن ہے لیکن تم جانتے نہ تھے'' (56)

سوال: ایمان والے اہل علم ہوشیاری سے جو جواب دیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ... تَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ﴾ ''اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے'' نسفی رحمہ اللہ نے کہا: ''وہ انبیاء علیہم السلام فرشتے اور ایمان والے ہوں گے۔'' (البحر المحیط:402/8)

(2)﴿لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو بلاشبہ یقیناً تم اٹھائے جانے کے دن تک ٹھہرے ہو'' کتاب اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی کتاب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق بعث کے دن تک ٹھہرے ہو۔ تمہیں اتنی عمر ملی تھی کہ جس میں نصیحت حاصل کر سکتے تھے۔ ایمان والوں نے دنیا میں بھی ان پر حجت قائم کی تھی، قیامت کے دن بھی وہی بتا رہے ہوں گے کہ تم بعث کے دن تک ٹھہرے ہو۔

(3)﴿فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ﴾ ''تو یہ اٹھائے جانے کا دن ہے'' یعنی آج قیامت کا دن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن تم جانتے نہ تھے'' یعنی دنیا میں بھی تم نے موت کے بعد کی زندگی کا انکار کیا اسی لیے توبہ نہ کی اور آج بھی تم نہیں جانتے۔

﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾

''تو اُس دن جن لوگوں نے ظلم کیا اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور نہ ہی اُن سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا'' (57)

سوال: قیامت کے دن کوئی عذر قبول نہ ہوگا، اس کی وضاحت ﴿فَيَوْمَئِذٍ... يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَيَوْمَئِذٍ﴾ ''پھر اُس دن'' یعنی بعث کے دن۔

(2)﴿لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ﴾ ''اُن لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی'' اس دن اپنے رویوں کی غلطی کا احساس ہو جائے گا اور معذرت کرنا چاہیں گے تو معذرت قبول نہیں کی جائے گی، نہ یہ موقع دیا جائے گا کہ توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اے لوگو جنہوں نے کفر کیا آج معذرت نہ کرو یقیناً تم اسی کا بدلہ دیے جاؤ گے جو تم عمل کرتے تھے۔'' (التحریم:7)

(3)﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ﴾ ''جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا۔'' (المؤمن:52)

(4)﴿وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾ ''اور نہ اُن سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا'' قیامت کے دن عذر کام نہیں آئیں گے، توبہ قبول نہ ہوگی یعنی وہ ہمیشہ عتاب میں رہیں گے۔

(5) توبہ دارالامتحان کے لیے ہے۔ جب غیب کا پردہ پھٹ جائے گا اس دن تو حقیقت سب پر کھل جائے گی۔ اُس دن اپنے رویوں کی غلطی کا احساس ہو جائے اور معذرت کرنا چاہیں تو معذرت قبول نہیں کی جائے گی، نہ یہ موقع دیا جائے گا کہ توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ

''اور بلاشبہ یقیناً ہم اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کر چکے ہیں اور یقیناً اگر آپ اُن کے پاس کوئی معجزہ بھی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ﴾

لائیں تو جن لوگوں نے کفر کیا وہ ضرور کہیں گے کہ تم یقیناً باطل پرست ہو'' (58)

سوال: کافر ایمان لانے والے نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا... مُبْطِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم بیان کر چکے ہیں'' یعنی ہم نے بیان کی ہیں۔

(2)﴿لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ ''اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں'' یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں لوگوں کے لیے طرح طرح کی مثالیں دی ہیں۔(i) جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات ہوتا ہے۔

(ii) جن سے رسولوں کی سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔(iii) جن سے شرک کی حقیقت کھلتی ہے۔

(iv) جن سے آخرت کی حقیقت کھلتی ہے۔(v) جن سے زندگی کی حقیقت اور اس کا مقصد واضح ہوتا ہے۔

(3)﴿وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ اُن کے پاس کوئی معجزہ بھی لائیں'' یعنی آپ ﷺ ان کے پاس کوئی معجزہ لے آئیں جو اس بات کی دلیل ہو کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔

(4)﴿لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ﴾ ''تو جن لوگوں نے کفر کیا وہ ضرور کہیں گے کہ تم یقیناً باطل پرست ہو'' کافر حق کو باطل ہی کہیں گے کیونکہ ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور وہ جہالت میں بہت بڑھ گئے ہیں۔

(5) انسان جب حقیقت کا ایک بار انکار کر دیتا ہے تو اُس کے دل میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ایمان لانے کی توفیق نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کے سامنے نشانیاں پیش کی جائیں تو وہ انہیں جھوٹا قرار دیتے ہیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں پر تیرے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' (یونس:96)

(7)﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ(۱) وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ(۲)﴾ ''بہت قریب آگئی قیامت اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ''یہ ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔'' (القمر:2,1)

﴿كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

''اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے جو نہیں جانتے'' (59)

سوال: علم نہ رکھنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دی جاتی ہے، اس کی وضاحت ﴿كَذٰلِكَ ... یَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے جو نہیں جانتا'' اللہ تعالیٰ علم نہ رکھنے والوں کے دلوں پر اس طرح مہر لگا دیتا ہے کہ نہ بھلائی ان میں داخل ہو سکتی ہے، نہ وہ حقیقت کا ادراک کر سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) کسی کے دل پر اس وقت مہر لگا دی جاتی ہے جب اُس کا کفر اور سرکشی آخری حدوں کو پہنچ جاتی ہیں۔ اس کے بعد حق کی طرف جانے والے سارے راستے بند ہو جاتے ہیں۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے (سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے) اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے، اور یہی وہ "رَانَ" ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ "ہرگز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان اعمال نے زنگ لگا دیا ہے جو وہ کماتے تھے" (المطففین: 14) میں کیا ہے۔" (ترمذی: 3334)

ع 6 7 9

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾

"پس آپ صبر کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور آپ کو وہ لوگ ہرگز ہلکا نہ پائیں جو یقین نہیں رکھتے" (60)

سوال: نبی ﷺ کو دی جانے والی تسلی کی وضاحت ﴿فَاصْبِرْ ... يُوْقِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاصْبِرْ﴾ "پس آپ صبر کریں" یعنی اے ہمارے رسول ﷺ لوگوں کی مخالفتوں، دشمنیوں اور ایذاؤں پر صبر کریں۔ (الاساس: 4296/8)

(2) ﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ سچا ہے۔

(3) اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ چیز صبر میں مدد دیتی ہے کیونکہ جب بندے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا عمل رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ اس کا اجر اسے کامل طور پر مل جائے گا تو اسے اس راستے میں جو تکالیف اور مصائب پہنچتے ہیں وہ اسے معمولی نظر آتے ہیں اس کے لیے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور اسے ہر بڑا اور زیادہ عمل کم نظر آتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2086/3)

(4) ﴿وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ "اور آپ کو وہ لوگ ہرگز ہلکا نہ پائیں جو یقین نہیں رکھتے" یعنی وہ لوگ آپ ﷺ کو ہرگز ہلکا نہ پائیں گے جن کا ایمان کمزور اور یقین بہت کم ہے، بنابریں ان کی عقل بہت خفیف اور ان میں صبر بہت کم ہے۔ پس یہ لوگ آپ ﷺ کو ہرگز کمزور نہ پائیں۔ آپ ان سے بچتے رہیں اور ان کی پرواہ نہ کریں ورنہ وہ آپ کو بہت کمزور اور ہلکا سمجھیں گے اور آپ کو اوامر ونواہی میں عدم ثبات پر محمول کریں گے۔ اس بارے میں نفس ان کی معاونت کرتا ہے اور مشابہت اور موافقت تلاش کرتا ہے۔" (تفسیر سعدی: 2086/3)

(5) (i) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو یقین نہ رکھنے والے لوگ غصہ دلا کر صبر وتحمل ترک کرنے کے لیے مجبور نہ کریں۔ (ii) آپ ﷺ حق پر ڈٹے رہیں، ثابت قدمی اختیار کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُهَا 34 | 31- سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ -57 | رُكُوْعَاتُهَا 4

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں 4 رکوع اور 34 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 31 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 57 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿الٓمّٓ﴾

''الم''(1)

سوال: ﴿الٓمّٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿الٓمّٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معانی اور مراد کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ﴾

''یہ کمال حکمت والی کتاب کی آیات ہیں''(2)

سوال 1: کتاب حکمت والی ہے، اس کی وضاحت ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ﴾ ''یہ کتاب کی آیات ہیں'' یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی آیات ہیں۔

(2) ﴿الْحَكِيْمِ﴾ ''حکمت والی'' یعنی کمال حکمت والی کتاب، محکم کتاب ہے۔

(3) یہ کتاب اپنے احکامات، اپنے معالجات میں، اپنی آیات کی ترتیب میں، سورتوں کی ترتیب میں، اپنے الفاظ میں، مخاطب کرنے کے طریقے میں اور اس میں جو آیات ہیں، جو کچھ بوجوہ بیان کیا گیا، اپنے الفاظ کی روانی میں حتیٰ کہ زماں و مکاں میں فرق آ گیا، ہر چیز کو اپنی جگہ رکھنے میں، اور جو اس کتاب کے حامل ہیں انہیں ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھنے کے قابل بنانے میں حکمت والی ہے۔ (الاساس فی التفسیر: 4309/8)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی آیات کے محکم ہونے سے کیا مراد ہے، وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اللہ تعالیٰ ان آیات کی تعظیم کے لیے ان کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محکم آیات ہیں جو ایک حکمت والی اور باخبر ہستی سے صادر ہوئی ہیں۔ ان آیات کے محکم ہونے سے مندرجہ ذیل امور مراد ہیں:

(1) یہ آیات نہایت واضح جلیل ترین اور فصیح ترین الفاظ میں آئی ہیں جو نہایت جلیل القدر اور بہترین معانی پر دلالت کرتی ہیں۔

(2) یہ آیات تغیر و تبدل، کمی بیشی اور تحریف سے محفوظ ہیں۔

(3) ان آیات میں گزشتہ زمانے اور آنے والے زمانے کے واقعات اور امور غیبیہ کے بارے میں خبریں دی گئی ہیں۔ وہ واقعات کے مطابق اور واقعات ان کے مطابق ہیں۔ کتب الٰہیہ میں سے کسی کتاب اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی نے ان اخبار کی مخالفت نہیں کی۔ اب تک کوئی علمی، حسی یا عقلی تحقیق ان امور کے متناقض نہیں جن پر یہ آیات دلالت کرتی ہیں۔

(4) ان آیات نے جس چیز کا بھی حکم دیا ہے وہ خالص یا راجح مصلحت پر مبنی ہوتی ہے اور جن امور سے روکا ہے وہ واضح یا راجح مفاسد پر مبنی ہوتے ہیں۔ بہت سے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی حکمت اور ان کے فوائد کا بھی ذکر کیا ہے اسی طرح کسی چیز سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ضرر اور مفاسد سے آگاہ کیا ہے۔

(5) قرآن کریم کی آیات میں ترغیب و ترہیب اور مواعظ بلیغہ اس انداز میں جمع ہیں کہ نیک نفس لوگ اس کے ذریعے سے اعتدال اختیار کرتے ہیں، اس کو اپنا فیصل بناتے ہیں اور نہایت جزم و احتیاط کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ اس کی آیات، اس کے قصص اور احکامات وغیرہ میں تکرار پایا جاتا ہے مگر ان کے مضامین میں اتفاق ہے اور ان میں کوئی تناقض اور کوئی اختلاف نہیں۔ صاحب بصیرت جتنا زیادہ اس کے اندر تدبر اور غور و فکر کرتا ہے اس کی آیات و احکام میں توافق و تطابق کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ اس کو یقین ہو جاتا ہے جس میں شک و ریب کا کوئی شائبہ نہیں کہ یہ قرآن حکمت والی اور قابل تعریف ہستی کی طرف سے ہے۔ وہ حکمت سے لبریز ہے، وہ تمام اخلاق کریمہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور بُرے اخلاق سے روکتا ہے مگر اکثر لوگ اس کی راہ نمائی سے محروم ہیں اس پر ایمان لانے اور عمل کرنے سے روگردانی کرتے ہیں البتہ وہ لوگ روگردانی نہیں کرتے جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق سے سرفراز کر کے روگردانی سے بچایا۔ وہ اپنے رب کی عبادت میں احسان سے کام لیتے ہیں اور اس کے بندوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2088,2087/3)

﴿ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''نیکی کرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے'' (3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1: قرآن مجید اخلاص والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے، اس کی وضاحت ﴿هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُدًى﴾ ''ہدایت'' قرآن مجید ہدایت ہے ان کے لیے جو احسان کی صفت رکھتے ہیں۔ یہ کتاب ان کی ہر معاملے میں راہ نمائی کرتی ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پہنچتے ہیں اور ہر تاریکی اور عذاب سے نکل آتے ہیں۔ حیرت اور شک جیسا کوئی عذاب نہیں۔ (الاساس فی التفسیر: 4309/8)

(2) یہ کتاب ہدایت ہے سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرتی ہے اور جہنم کی راہوں سے بچاتی ہے۔

(3) ﴿وَّرَحْمَةً﴾ ''اور رحمت'' یہ کتاب رحمت ہے۔ اس کے ذریعے گمراہی اور بدبختی دور ہو جاتی ہے۔ اس کے ذریعے خیر کثیر نصیب ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے سکون اطمینان اور خوشی نصیب ہوتی ہے۔ قرآن کے ذریعے دنیا اور آخرت کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

(4) ﴿لِّلْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''نیکی کرنے والوں کے لیے'' جو اپنے رب کی عبادت اخلاص سے کرتے ہیں جس میں شرک اور ریاکاری نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کی کیفیات اور ان کے افعال اور ادائیگی کی پیروی کرتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1173,1172)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے اور احسان کے متعلق پوچھا (مَا الْإِحْسَانُ؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ﴾ احسان یہ کہ ''تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔'' (بخاری: 50)

(6) مخلص وہ ہیں جو شریعت کے مطابق خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے عمل کرتے ہیں۔

(i) پابندی سے وقت پر نماز پڑھتے ہیں۔

(ii) فرائض اور سنتوں کے ساتھ نفل نمازیں بھی پڑھتے رہتے ہیں۔

(iii) اور حق تعالیٰ نے ان پر جو زکوۃ فرض کر دی ہے اسے مستحق لوگوں کو برابر ادا کرتے ہیں۔

(iv) صلہ رحمی قائم رکھتے ہیں، عزیزوں سے تعلقات میں کشیدگی پیدا نہیں ہونے دیتے۔

(v) آخرت کی جزا کا یقین کر کے ثواب کی خاطر ذوق وشوق سے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب رہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(vi) ریاکاری سے بچتے ہیں۔ (vii) نہ عملوں کا لوگوں سے بدلہ طلب کرتے ہیں اور نہ شکریہ کے امیدوار رہتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:2/1535)

سوال2: یہ کتاب احسان کرنے والوں کے لیے کیسے ہدایت کا ذریعہ بنتی ہے؟

جواب:(1) یہ کتاب ہدایت دیتی ہے کہ پہلے نماز قائم کر کے رب سے جڑ جاؤ۔

(2) یہ کتاب ہدایت دیتی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرو اور اس کے ذریعے اہل ایمان کے دل جوڑ دو۔

(3) یہ کتاب ہدایت دیتی ہے کہ آخرت کے لیے زندگی گزارو۔

﴿الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾

''جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں'' (4)

سوال1: محسنین، مخلصین کی صفات کی وضاحت ﴿الَّذِیْنَ ... یُوْقِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) ﴿الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ﴾ ''جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں'' محسن، مخلص وہ ہیں جو پانچ نمازیں شرائط اور ان کے ارکان کی پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اس کی سنن واجبہ اور مستحبات کو پورا کرتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1173)

(2) نماز اخلاص، اللہ تعالیٰ سے مناجات، قلب و زبان اور جوارح کے تعبُّد عام کو شامل ہے اور باقی اعمال میں معاون ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2088)

(3) نماز کو خلوص اور خشوع کے ساتھ ادا کرنے سے نماز کی حکمت نصیب ہوتی ہے جس کا اثر بندے کے شعور اور طرز عمل پر مرتب ہوتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہوتا ہے۔ یہی اخلاص ہدایت اور کامیابی کا سبب بنتا ہے۔

(4) نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور بندے کا حقیقی تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اسی اُنس سے مٹھاس پیدا ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے انسان رب کی رضا کے لئے ہر کام کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ رب کی رضا کے لیے کام کرنے والا ہی ہدایت کے راستے پر گامزن ہوتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔

(5) ﴿وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ﴾ ''اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں'' یعنی وہ اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں سونے چاندی، سامان تجارت، کھیتی سے، کھجور زیتون اور دوسری اجناس، بکریوں، گائیوں اور اونٹوں وغیرہ سے۔ (ایسر التفاسیر:1173)

(6) زکوٰۃ ادا کرنے والا بری صفات سے پاک ہو جاتا ہے مثلاً حرص اور بخل پر قابو پا لیتا ہے۔

(7) زکوٰۃ کی وجہ سے انسان اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس طرح بندہ اسلام کے نظام کا حصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن کر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

(8) زکوٰۃ کی وجہ سے بندہ مسلمانوں کو نفع پہنچاتا ہے ان کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

(9) زکوٰۃ یہ واضح کر دیتی ہے کہ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی محبت کو مال کی محبت پر ترجیح دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے محبوب مال کو خرچ کرتا ہے۔

(10) ﴿وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ ''اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے جزا اور ثواب کے وعدوں پر یقین رکھتے ہے۔

(11) (i) آخرت پر یقین تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ (ii) اس سے انسان کا شعور روشن اور دل بیدار ہوتا ہے۔

(iii) انسان کی نظریں دنیا سے بہت آگے آخرت پر ہوتی ہیں اس لیے دنیا کے عارضی سامان کے مقابلے میں انسان کی نظریں بہت بلند ہو جاتی ہیں۔ یوں انسان کی نظریں رب پر لگ جاتی ہیں تو اس کے اعمال میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

''یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' (5)

سوال: مخلص لوگوں کے لیے کامیابی کی بشارت ہے، اس کی وضاحت ﴿اُولٰٓئِكَ ... الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُولٰٓئِكَ﴾ ''یہی لوگ'' یعنی مخلص لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (2) وہ لوگ جو کامل علم رکھتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں۔

(3) ﴿عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ ''اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں'' وہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ انہیں ایک واضح اور روشن راستہ مل گیا ہے جس پر وہ سوچ سمجھ کر ثابت قدمی سے چل رہے ہیں۔

(4) ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' جن لوگوں نے آگ سے نجات پائی۔

(5) جنہوں نے اپنے رب کی رضا، اس کے دنیاوی اور اخروی ثواب کو پالیا اور اس کی ناراضی اور عذاب سے بچ گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فلاح کے راستے پر گامزن ہو گئے جس کے سوا فلاح کا کوئی اور راستہ نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2088/3)

(6) جو لوگ جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل ہوں گے۔ الٰہی! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما دینا تو کریم ہے، رحیم ہے، عظیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا، دوزخ نے کہا، مجھ میں بڑے بڑے زور آور اور مغرور لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا، مجھ میں ناتواں اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا، تو میرا عذاب ہے، میں جس کو چاہوں گا تجھ سے عذاب دوں گا اور جنت سے فرمایا، تو میری رحمت ہے۔ میں جس پر چاہوں گا تجھ سے رحم کروں گا اور تم دونوں کو بھر دیا جائے گا۔'' (مسلم:7172)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو غافل کر دینے والی بات خریدتا ہے تا کہ وہ علم کے بغیر ہی (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے

وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

بہکا دے اور اس (اللہ کی راہ) کا مذاق بنائے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے'' (6)

سوال 1: غافل کر دینے والی مصروفیات اللہ تعالیٰ کے راستے کو گم کروا دیتی ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمِنَ النَّاسِ ... مُّهِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو'' لوگوں میں سے کوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی تائید اور توفیق سے محروم ہے۔

(2) ﴿يَّشْتَرِيْ﴾ ''خریدتا ہے'' یعنی جو خود اسے اختیار کرتا ہے اور لوگوں کو اس میں خرچ کرنے کی رغبت دلاتا ہے۔

(3) ﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ ''غافل کر دینے والی بات'' یعنی دلوں کو غافل کرنے اور ان کو جلیل القدر مقاصد سے روکنے والے قصے کہانیاں۔ اس آیتِ کریمہ میں ہر حرام کلام، ہر قسم کی لغویات، ہر قسم کے باطل بذیانی اقوال جو کفر و فسوق اور عصیان کی ترغیب دیتے ہیں، ان لوگوں کے نظریات جو حق کو ٹھکراتے ہیں اور باطل دلائل کے ساتھ حق کو نیچا دکھانے کے لیے جھگڑتے ہیں، غیبت، چغلی، جھوٹ، سب و شتم، شیطانی گانا بجانا اور غفلت میں مبتلا کرنے والے قصے کہانیاں جن کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہیں، داخل ہیں۔ لوگوں کی یہ صنف ہدایت کی باتوں کو چھوڑ کر کھیل تماشوں پر مشتمل قصے کہانیاں خریدتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2089/3)

(4) یعنی وہ باتیں جو خیر اور معروف کاموں سے روک دیتی ہیں اور وہ ہے گانا بجانا۔ (ایسر التفاسیر:1173)

(5) جرجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ''لہو'' وہ چیز جس سے انسان لذت لیتا ہے پھر وہ اسے غافل کر دیتی ہے۔ پھر وہ روک لیتی ہے۔ (التعریفات:204)

(6) امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ہر لہو'' باطل ہے جب انسان اس میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے رک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔(فتح الباری:93/11)

(7)لہوولعب کے نقصانات:(i)لہوولعب آہستہ آہستہ بندے کا تعلق اپنے رب سے ایسے کاٹ دیتے ہیں جہاں سے اسے محسوس بھی نہ ہو۔

(ii)لہوولعب میں مشغول رہنے والا شیطان کے گھیرے میں آجاتا ہے اور رحمٰن کے ذکر سے دور چلا جاتا ہے۔

(iii)لہومسلمان کو باطل کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔

(iv)لہوولعب مال کے ضیاع اور ناحق خرچ کرنے کا باعث بنتا ہے۔

(v)لہومسلمان کے وقت کو بے فائدہ کاموں میں لگواتا ہے اور اسے اطاعت اور بھلائی کے کاموں سے روک لیتا ہے۔

(vi)لہوقلب میں نفاق کی کھیتی بو دیتا ہے اور اس کو شیطان نشوونمائی دیتا ہے اور اس کو خوب صورت اور مزین بناتا ہے حتیٰ کہ وہ خالص منافق بن جاتا ہے۔(نضرۃ النعیم:5539/11)

(8)اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:قسم اللہ تعالیٰ کی اس سے مراد گانا اور راگ ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا: کہ اس سے مقصد گانا اور راگ راگنیاں ہیں۔یہی قول سیدنا ابن عباس، سیدنا جابر رضی اللہ عنہم، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب، ولی بن ہزیمہ رحمہم اللہ کا ہے۔

(9)امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت گانے بجانے باجوں گاجوں کے بارے میں اتری ہے۔

(10)سیدنا قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد صرف وہی نہیں ہے جو اس لہوولعب میں پیسے خرچے یہاں مراد خرید سے، اسے محبوب رکھنا اور پسند کرنا ہے۔(ابن کثیر:188/4)

(11)﴿لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ ''تاکہ وہ علم کے بغیر ہی (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے'' یعنی اپنے فعل میں خود گمراہی کا راستہ اختیار کر کے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔اس کا گمراہ کرنے کا عمل خود اس کی اپنی گمراہی سے جنم لیتا ہے۔اس کا اس لہوالحدیث سے گمراہ کرنے سے مراد اس کا فائدہ مند بات، عمل نافع، حق مبین اور صراطِ مستقیم سے روکنا ہے اور یہ سب اس وقت تک اس کے لیے تکمیل نہیں پاتا جب تک کہ وہ ہدایت اور حق میں (جسے اللہ تعالیٰ کی آیات لے کر آئی ہیں) جرح وقدح نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق نہیں اڑاتا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور ان کو لانے والے کا تمسخر اڑاتا ہے۔جب ایسے شخص میں باطل کی مداح، اس کی ترغیب، حق میں جرح وقدح، حق اور اہلِ حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ استہزاء وتمسخر اکٹھے ہوجاتے ہیں تو وہ بے علم آدمی کو گمراہ کرتا ہے اور اسے ایسی بات بیان کر کے دھوکا دیتا ہے، جس میں گمراہ شخص امتیاز کر سکتا ہے نہ اس کی حقیقت معلوم کر سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2090,2089/3)

(12) ﴿وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا﴾ ''اور اس (اللہ تعالیٰ کی راہ) کا مذاق بنائے'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے راستے اسلام کو مذاق کا نشانہ بناتے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کا مومنوں کا اور آیات کا مذاق اڑاتے ہیں وہ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے، جہالت سے تمسخر اڑاتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1174)

(13) یعنی گانا بجانا اس لیے اچھا سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں اس بہانے سے اپنی راہ سے رک جانا لکھا ہے۔

(14) ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے'' دردناک عذاب کا سبب یہ ہے کہ وہ خود گمراہ ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا اور واضح طور پر انہیں جھٹلایا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''بلاشبہ جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی پھیلے بلاشبہ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (النور: 19)

(15) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گانے والیوں کی خرید وفروخت نہ کرو اور ان کو یہ (لغو امور) مت سکھاؤ، ان کی تجارت میں کوئی خیر نہیں ہے، بلکہ ان کی قیمت حرام ہے، اسی مسئلہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''کچھ لوگ غافل کر دینے والی بات خریدتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کریں۔'' (صحیحہ: 2922)

(16) نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنا لیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے، ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سؤر کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔'' (صحیح بخاری: 5590)

(17) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر انگور وغیرہ کی شراب، جوا، مکئی وغیرہ کی شراب، طبلہ اور طنبورہ کو حرام قرار دیا ہے۔'' (صحیحہ: 1210)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(18) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرج (ایک گاؤں ہے ۷۸ میل پر مدینہ سے) مقام پر جارہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک شاعر گزرا جو شعر پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شیطان کو پکڑلو، یا فرمایا: ''اس شیطان کو (اس کام سے) روکو، اگر کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو تو یہ بات اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ اس کا پیٹ (یعنی دماغ) شعروں سے بھرا ہو۔'' (مسلم:5895)

(19) سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ﴾ ''میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اسے پئیں گے اور گانے والیاں ساز بجا کر گانے سنائیں گی، تو اللہ تعالیٰ انہیں (اس جرم کی وجہ سے) زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنا دے گا۔'' (ابن ماجہ:4020)

(20) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو طرح کی آوازوں پر دنیا میں بھی (اللہ تعالیٰ کی) لعنت ہے اور قیامت کے دن بھی ان پر پھٹکار ہوگی، (پہلی قسم کی آواز) خوشی کے وقت مزمار (یعنی بانسری اور دیگر آلات موسیقی) کی آواز اور (دوسری قسم کی آواز) مصیبت کے وقت بین کرنا۔'' (السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی:427)

(21) سیدنا محمد بن حامد حجمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرام اور حلال (نکاح) کے درمیان فرق صرف دف بجانے اور اعلان کرنے کا ہے۔'' (ترمذی:1088)

(22) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں کی دو قسمیں میں نے نہیں دیکھیں، ایک تو وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو (اپنی دھاک بٹھانے کے لیے) ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی جنہوں نے لباس تو پہنا ہوگا لیکن وہ ننگی ہوں گی (یعنی وہ لباس مختصر، باریک اور تنگ ہوگا)، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود (خود ان کی طرف) مائل ہوں گی۔ ان کے سر بخت نصر کے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے، وہ نہ تو جنت میں جائیں گے اور نہ انہیں اس کی خوشبو نصیب ہوگی، حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے تک مہکتی ہوگی۔ (مسلم:5582)

سوال 2: میوزک کے بارے میں اسلام کا کیا مؤقف ہے، وضاحت سے بیان کریں؟

جواب: (1) منتخب کنز العمال میں ہے ابوملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب شیطان زمین پر اترا تو اس نے اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے عرض کی: اے میرے رب! تو نے مجھے زمین پر اتار دیا اور مجھے مردود ٹھہرایا میرا کوئی گھر مقرر کر؟ فرمایا: غسل خانہ۔ بولا: میرے بیٹھنے کی جگہ کونسی ہوگی؟ فرمایا: بازار اور چوک۔ کہنے لگا: میرا کھانا؟ فرمایا: وہ کھانا جسے کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ بولا: اور میرے پینے کی چیز کیا ہوگی؟ فرمایا: ہر نشہ آور چیز۔ کہنے لگا: میرا ڈھنڈورچی، اعلان کرنے والا کون ہوگا؟ فرمایا: باجے۔ بولا: میری تلاوت مقرر فرما دیجئے۔ فرمایا: برے شعر۔ شیطان نے کہا: میری تحریر کیا ہوگی؟ فرمایا: انسانی جسم میں گود کر اس میں سرمہ بھرنا۔ بولا: میری باتیں؟ فرمایا: جھوٹ۔ کہا: میرا پیغام رساں کون ہوگا؟ فرمایا: نجومی۔ کہا: میرا جال کون سا ہوگا؟ فرمایا: عورتیں۔ (حاشیہ مسند احمد: 1241)

(2) میوزک جادو کی طرح انسان پر غلبہ پانے والی چیز ہے جیسے جادو غلبہ پاتا ہے لیکن جادو کا انسان کو پتہ نہیں چلتا میوزک کا پتہ چلتا ہے وہ میوزک کو برتتا ہے، اس کو انجوائے کرتا ہے اور میوزک کے اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن اثرات ایک جیسے ہیں۔ میوزک کے اثرات زیادہ سخت قسم کے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔'' (بخاری: 5146)

(3) جیسے جادو کا اثر ہوتا ہے ایسے ہی کسی کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جو ہمیں اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے۔ یہ آواز کا سحر ہے، جادو ہے کسی کی باتیں اتنی اچھی لگتی ہیں جیسے قرآن حکیم میں آتا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جس کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو پسند آتی ہے اور جو اس کے دل میں ہے اس پر وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ (جھگڑے میں) سخت جھگڑالو ہے۔'' (البقرہ: 204)

(4) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو طرح کی آوازوں پر دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور قیامت کے دن بھی ان پر پھٹکار ہوگی۔ پہلی قسم کی آواز، لحن اور سُروں سے گانا اور دوسری قسم کی آواز مصیبت کے وقت بین کرنا ہے۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ: 427)

(5) نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دور ہو گئے اور مجھ سے کہا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے میں نے کہا: نہیں، تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں، اور فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، اس جیسی آواز سنی تو آپ نے بھی اسی طرح کیا۔ (ابوداؤد: 4924)

(6) اسلام نے میوزک کو شیطانی اور بے ہودہ کام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک بار ایک گانے والی عورت گا رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب یہ گا رہی تھی تو شیطان اس کے دونوں نتھنوں میں پھونک مار رہا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے پھونکنی سے لکڑیوں کی آگ جلانے کے لیے اس کو بھڑکایا جاتا ہے ایسے ہی نتھنوں میں پھونک مار کر شیطان اور زیادہ شہوت کو ابھارتا ہے۔'' (مسند احمد)

(7) میوزک شیطانی آواز ہے۔(i) سورہ بنی اسرائیل میں رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ ''اور بہکا دے ان میں سے جن کو تو اپنی آواز سے بہکا سکے۔'' (بنی اسرائیل:64)

(ii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھنٹا شیطان کا باجا ہے۔'' (مسلم) (iii) جب نبی ﷺ غزوہ بدر کے لیے نکلے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں اتار دی جائیں۔ (نسائی، ابن کثیر)

(8) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: لہوالحدیث سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے تین بار زور دے کر کہا: ''اللہ کی قسم! وہ گانا بجانا ہے، اللہ کی قسم! وہ گانا بجانا ہے، اللہ کی قسم! وہ گانا بجانا ہے۔'' (ابن کثیر:4/188)

(9) یزید بن ولید کا قول ہے، انہوں نے نصیحت کے طور پر کہا: اے بنو امیہ! راگ سے دور رہو کیونکہ اس سے شرم وحیا ختم ہو جاتی ہے، جنسی ہیجان بڑھتا ہے، وقار اور عزت ختم ہو جاتی ہے۔ شراب سے پیدا ہونے والی قباحتیں راگ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر تم اس قباحت سے باز نہیں آ سکتے تو کم از کم یہ ضرور کرو کہ تمہارا راگ عورتوں کے کانوں تک نہ پہنچے کیونکہ یہ زنا کا زبردست سبب ہے۔ (البدایہ والنہایہ)

(10) میوزک باعثِ عذابِ الٰہی ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اسے پئیں گے اور گانے والیاں ساز بجا کر گانے سنائیں گی، تو اللہ تعالیٰ انہیں (اس جرم کی وجہ سے) زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنا دے گا۔'' (ابن ماجہ:4020)

(11) راگ کی کمائی حرام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ گانے بجانے والی لونڈی کی قیمت اور آدمی کا گانا دونوں حرام ہیں، آلاتِ موسیقی کی خرید وفروخت حرام ہے۔ (نیل الاوطار)

(12) موسیقی رحمت کے راستے کی رکاوٹ ہے۔ جہاں موسیقی ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ گھنٹا یا کتا ہو۔'' (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینہ)

(13) سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تابعی تھے۔ انہوں نے اپنے صاحبزادے کے استاد کو لکھا کہ آپ سے آداب سکھانے میں پہلی توقع یہ ہے کہ لڑکے کو ساز اور باجے سے نفرت ہونی چاہیے۔ یہ شیطانی اقتداء ہے جس کا انجام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناراضگی ہے۔ مجھے معتبر اہل علم سے معلوم ہوا ہے کہ ساز باجوں کی مجلسوں میں شرکت کرنا، راگ گانے سننا اور ان کا دلدادہ ہونا دل میں نفاق بڑھاتا ہے جیسے پانی گھاس کو بڑھاتا ہے اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں دل میں نفاق قائم رکھنے کی نسبت ایسی مجلسوں سے دور بھاگنا سمجھدار انسان کے لیے زیادہ آسان ہے۔(تلبیس ابلیس:235)

(14) امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا: ﴿لُعِنَ الْمُغْنِیُ وَالْمُغْنٰی لَهٗ﴾ ''گلوکار پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس پر بھی جس کے لیے گانا گایا جائے۔''(تلبیس ابلیس:235)

(15) قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے گانے کے بارے میں پوچھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''حق کے علاوہ سب باطل ہے'' تم ہی بتاؤ گانا حق ہے؟(تفسیر قرطبی:14/52)

سوال 3: میوزک کے انسانی عقل، روح اور جسم پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: میوزک کے بارے میں ایک quote ہے:

Earphones in	Depressed?
Ignore the world.	Volume up

یعنی اگر آپ مایوس ہیں تو کانوں میں ہیڈ فونز لگائیں، والیوم اونچا کریں اور دنیا کو نظر انداز کر دیں۔ یہ میوزک کی حقیقت ہے۔ میوزک آپ کو دنیا سے کاٹ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی تو یہی فرماتے ہیں: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو غافل کر دینے والی بات خریدتا ہے تاکہ وہ علم کے بغیر ہی (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے۔'' جب آپ ائیرفون لگاتے ہیں تو آپ پوری دنیا سے اپنا رشتہ کاٹ لیتے ہیں۔ آپ صرف اسی آواز کے سحر میں ہوتے ہیں۔ وہ آواز آپ کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے؟ بظاہر تو آپ کو لگتا ہے کہ آپ ہلکے پھلکے ہو گئے، غموں سے آزاد ہو گئے، آپ کو اپنے اردگرد کا کوئی ہوش نہیں رہا لیکن آپ اپنی انسانیت میں بھی تو نہیں رہے۔ آپ کی زندگی کا توازن تب ہی قائم رہ سکتا ہے جب آپ کا جسم، آپ کا ذہن، آپ کی روح متوازن انداز میں کام کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔ توازن خراب کرنے والی چیزوں میں جیسے شراب ہے، جادو ہے، ایسے ہی میوزک بھی ہے۔

میوزک انسان کے حواس پر قابو پالیتا ہے۔ انسان کا بے ساختہ دل چاہتا ہے کہ میوزک کے سُر کے ساتھ سُر ملائے۔ واقعتاً اگر آپ ایک لمحے کے لیے غافل ہوں اور آپ کو اپنے ماحول میں کام کرتے ہوئے یہ احساس نہ رہے کہ کوئی ہلکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھلکا میوزک لگا ہے تو کچھ دیر کے بعد آپ کی زبان پر بھی وہی الفاظ ہوں گے۔ آپ کو بھی بھول جائے گا کہ یہاں پر میوزک ہے، یاد ہی نہیں رہے گا کہ میوزک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے۔

میوزک کا ایک اور طاقتور کردار یہ ہے کہ میوزک کے ساتھ انسان کے ہاتھ پاؤں حرکت کرنے لگتے ہیں اور جسم کی ایسی ہی حرکت کا نام رقص ہے۔ اگر میوزک چل رہا ہے، کچھ بول ایسے ہیں، ردھم ہے تو آپ کی انگلیاں چلنا شروع ہو جائیں گی، آپ کمپیوٹر پر کام کر رہے ہیں، لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہے ہیں آپ کی انگلیاں آپ کی مرضی سے نہیں بلکہ میوزک کے ردھم کے ساتھ چلنا شروع ہو جائیں گی۔ آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا ٹانگیں ہلنا شروع ہو جائیں گی۔ یہ غیر اختیاری حرکت ہے۔ اسی طرح جب میوزک لگا ہو تو انسان کا تالی یا سیٹیاں بجانے کو جی چاہتا ہے۔ اور یہ ایسی بات نہیں جو کچھ لوگوں کے ساتھ خاص ہو یہ تو تمام انسانوں کے ساتھ پیش آنے والا معاملہ ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ کوئی نیک ہے یا برا انسان، جس لمحے بھی وہ غافل ہوا اس کے اندر یہ تبدیلی آجاتی ہے اور اتنی تیزی کے ساتھ آتی ہے جتنا تیز زہر جسم کے اندر سرایت کرتا ہے۔ اس کا معاملہ ایسے ہی ہے جیسے سانپ کاٹے تو آپ کو کچھ نہیں کرنا پڑتا، پھر زہر خود ہی ہر جگہ، ہر مقام پر پہنچتا ہے اور بعض اوقات کچھ سیکنڈز میں کسی انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے جس وقت کسی کو شہد کی مکھی کاٹ لے تو اگلا کام کسی نے خود نہیں کرنا ہوتا، اگلے مراحل خود سے طے ہو جاتے ہیں، جسم ردعمل ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح جب anesthesia دیا جاتا ہے تو یہ ایک ہلکی پھلکی کوشش ہوتی ہے۔ تھوڑا سا anesthesia دیتے ہیں آپ کا جسم قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد آپ کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

میوزک anesthesia جیسا تو نہیں ہے لیکن anesthesia کو اگر آپ تھوڑا lighter level پر لے آئیں جس میں بظاہر انسان کے ہوش وحواس برقرار ہوں تو ایک چیز دونوں میں مشترک ہے جیسے جسم نشے کو قبول کرتا ہے ایسے ہی میوزک کو بھی قبول کرتا ہے۔ جیسے جسم جادو کو قبول کر لیتا ہے اسی طرح سے میوزک کا اثر قبول کر لیتا ہے۔ آپ کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ کون ہے جو یہ چاہتا ہو کہ مجھ پر جادو کا اثر ہو جائے؟ اثر ڈالنے والے کا پتہ نہیں چلتا اور اثر ہو بھی جاتا ہے اور اتنا برا اثر ہوتا ہے کہ انسان اس حصار سے نکل ہی نہیں پاتا۔ میوزک کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ انسان کی عقل کو پوری طرح باندھ لیتا ہے، گرہیں (knots) لگتی چلی جاتی ہیں اور انسان گم ہوتا چلا جاتا ہے۔

میوزک کا اثر کتنا ہوتا ہے؟ کیا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی تجربہ کیا کہ میوزک کے اثرات صرف اس دوران نہیں رہتے جس دوران آپ کوئی گانا سن رہے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بھی آپ کے جسم، ذہن اور روح پر اس کے اثرات مرتب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں اور آپ اسی سحر میں رہتے ہیں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میوزک میں کوئی ایسی قوت ضرور ہے، جو انسان کی عقل اور اس کے ہوش وحواس پر قابو پالیتی ہے اور یہی صفت جادو میں بھی ہے۔ میوزک، جادو اور شراب تینوں کے معاملات ایک جیسے ہیں۔

جادو کرنے والا جس پر چاہتا ہے غلبہ پالیتا ہے اور اس سے جو کروانا چاہتا ہے کرواسکتا ہے۔ جادو کرنے والا جس پر جادو کرتا ہے اس کو بیمار کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر تو کچھ نہیں ہوسکتا لیکن جادو کا جب اثر ہوتا ہے تو کوئی شدید بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے ہوسکتا ہے کوئی کینسر میں مبتلا ہو جائے، ہوسکتا ہے کہ کوئی Hepatitis C میں مبتلا ہو جائے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کون سی بیماری ہو جائے لیکن بیماری ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی انسان کی قوتِ حافظہ ختم ہو جاتی ہے، اسے کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔ کوئی جادو کے زیرِ اثر پاگل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے شوہر اور بیوی کے تعلق میں خرابی پیدا کردی جاتی ہے اور وہی محبت کرنے والا جوڑا آپس میں شدید نفرت کرنے لگتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو جب دیکھتے ہیں تو انہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی سب سے مکروہ چیز کو دیکھ رہے ہیں، ایک دوسرے کی شکل بری لگتی ہے، ایک ایک حرکت بری لگتی ہے اور دوسرے فرد کا وجود برداشت نہیں ہوتا، محبت نفرت میں بدل جاتی ہے۔ اسی طرح جادو کے ذریعے سے اپنی مرضی کے خیالات منتقل کیے جاتے ہیں یعنی جس پر جادو کیا جاتا ہے وہ وہی کچھ سوچتا ہے جو کچھ جادو کرنے والا چاہتا ہے کہ وہ سوچے۔

آپ تصور کرسکتے ہیں کہ جادو کتنی خطرناک چیز ہے! اور پھر جب جادو آنکھوں پر کیا جاتا ہے نظریں پھر وہی کچھ دیکھتی ہیں جو جادو کرنے والا چاہتا ہے کہ مسحور شخص دیکھے۔ جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جب جادوگروں سے مقابلہ ہوا تو رسیاں اور لاٹھیاں سانپ دکھائی دینے لگیں۔ جادوگر کا یہی کام ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے فرعون نے بھی جب لاٹھی کو بڑے اژدھا میں بدلتے دیکھا تو کہا کہ یہ جادو ہے کیونکہ جادو نظروں پر کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جادو کو کفر کہا گیا کیونکہ یہ دل اور دماغ کو خالق کی اطاعت سے روکتا ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ صرف دل اور دماغ رکتا ہے، جسم بھی رک جاتا ہے۔ اس کی ابتدائی سٹیج میں لوگ ڈپریشن میں جاتے ہیں۔ ڈپریشن میں جانے والا فرد بھی عبادت نہیں کرپاتا۔ اس کو اپنا وجود بوجھل لگتا ہے، اس سے کوئی کام ہوتا نہیں ہے کیونکہ امید کا رشتہ کٹ جاتا ہے۔ عقل خراب ہوتی ہے تو انسان کی امید کا رشتہ کٹتا ہے۔ اسی طرح سے شیطان میوزک کے ذریعے سے انسان کا اختیار چھین کر اس سے اپنے مقصد، اپنی چاہت کے مطابق کام کرواتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میوزک کے اندر قوت ہے۔ آپ نے تان سین کے بارے میں سنا ہوگا، جب وہ گیت گاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا تو پانی میں بھی آگ لگ جاتی تھی۔ اثر تو ہے، قوت بھی ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ قوت یا انرجی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک مثبت انرجی (positive energy) ہوتی ہے اور ایک منفی۔ منفی انرجی ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ میوزک انسان کے جسم کے اندر ہمیشہ منفی انرجی (negative energy) پیدا کرتا ہے جسکی وجہ سے انسان کبھی مثبت کام نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ منفی کام کرتا ہے۔ pop music کے بارے میں آپ نے بھی سوشل میڈیا پر یہ quote پڑھا ہوگا: ''music is my pain killer'' یعنی جیسے pain killer سے میری pain دور ہو جاتی ہے ایسے ہی میوزک سے میں اپنے غموں اور اپنے درد سے بے گانہ ہو جاتا ہوں۔ اسی طرح سے میوزک کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے:

Music has healing power.It has the ability to take people out of themselves for few hours.(Elton John)

یعنی میوزک شفا دینے کی قوت رکھتا ہے اور میوزک کی وجہ سے بیماریاں بھی ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ میوزک کا کم از کم اثر یہ ہوتا ہے کہ کچھ گھنٹوں کے لیے انسان اپنی تکالیف سے بے گانہ ہو جاتا ہے۔ یوں جادو کی طرح ہی انسان پر غلبہ پانے والی چیز میوزک بھی ہے۔ لیکن جادو کا انسان کو پتہ نہیں چلتا، میوزک کا پتہ چلتا ہے۔ وہ میوزک کو برتتا ہے، انجوائے کرتا ہے تو میوزک کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شراب، میوزک اور جادو تینوں کے اثرات ایک جیسے ہیں۔ شراب اپنے آپ میں گم کر دیتی ہے، میوزک بھی اور جادو بھی لیکن میوزک کے اثرات شاید باقی دو سے بھی زیادہ شدید نوعیت کے ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ (بخاری، کتاب النکاح:5146) جیسے جادو کا اثر ہوتا ہے ایسے ہی کسی کی گفتگو بھی ہمیں اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے۔ جیسے کسی نے کہا:

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

یہ آواز کا سحر ہے، جادو ہے۔ کسی کی باتیں اتنی اچھی لگتی ہیں جیسے قرآن حکیم میں آتا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جس کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو پسند آتی ہے'' (البقرہ:204) یہ سچ ہے کہ کچھ بیان جادو ہوتے ہیں اور انسان پر جیسے سحر اثر کرتا ہے، شراب اثر کرتی ہے، ایسے ہی گانے اثر کرتے ہیں، کچھ لوگوں کی باتیں بھی اثر کرتی ہیں، میوزک بھی اثر کرتا ہے۔ کچھ چیزوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جادو ہیں جیسے کسی بھی چیز کا حسن۔ جیسے آپ کسی ایسے مقام پر پہنچتے ہیں جہاں بہت ہی خوب صورت آبشار ہے، جھیل، برف سے ڈھکے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ ہیں، منظر دیکھ کر آپ کو لگتا ہے جیسے سحر طاری ہو گیا۔ جیسے اگر آپ اس موسم میں سیف الملوک جائیں جب ابھی برف پگھلی نہ ہو لیکن اس کا پانی نیچے سے بہنا شروع ہو چکا ہو تو دریا جہاں جہاں بھی جا رہا ہوتا ہے اوپر پوری برف کی تہہ بچھی ہوئی ہوتی ہے۔ نیچے سے دریا کے اچھلنے، مچلنے، پھسلنے کی آواز بھی آتی ہے۔ اردگرد کے ماحول میں کہیں کہیں جہاں سے برف ہٹ جاتی ہے وہاں سے سبزہ بھی اپنے وجود سے لوگوں کو مسحور کر رہا ہوتا ہے۔ ایسا منظر دیکھ کر انسان پر سحر طاری ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی گلاب کے پھولوں میں بھی سحر ہوتا ہے، بعض اوقات خوشبو میں بھی سحر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حسن، میوزک اور گلاب کا پھول یہ جادو ہیں۔ ساز، آواز اور لہجہ تین چیزیں ہیں۔ انسانی کیفیات کو تینوں چیزیں متاثر کرتی ہیں۔ انسان کتنا ہی غم کی کیفیت میں ہو ان چیزوں کی وجہ سے اپنی کیفیت سے باہر آ جاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میوزک کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تب ہی تو اللہ رب العزت نے میوزک کو حرام قرار دیا ہے۔ کیا آپ کو پانی کے گرنے کی آواز اچھی نہیں لگتی؟ آبشار سے جب پانی گر رہا ہو تو کون اس آواز کو اچھا محسوس نہیں کرتا؟ کیا آپ کو مچلتے دریاؤں کی آواز اچھی نہیں لگتی؟ ایسے ہی میوزک انسان کے جذبات کو بھی اسی پوزیشن میں لے آتا ہے۔ بسا اوقات جب تیز آندھیاں ہوتی ہیں تو ہواؤں میں سیٹیوں کی سی آواز ہوتی ہے اور لوگ خوف بھی کھاتے ہیں۔ اسی طرح سے درختوں سے گرنے والے پتوں کی بھی آواز آتی ہے۔ اسی طرح بارش کی بھی آواز ہوتی ہے۔ رم جھم کی آواز یا بوندا باندی کی آواز اور تیز بارش ہو تو بھی آواز آتی ہے۔

ایک تو بارش کے آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے آواز آتی ہے اور دوسرے جس جگہ پر وہ گرتی ہے اس کی وجہ سے بھی آواز آتی ہے۔ یہ آواز بھی کتنی بھلی لگتی ہے۔ ایسے ہی چٹکی، تالی اور سیٹی کی آواز ہے۔ یہ سب آوازیں انسان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ ہمارے ہی ہاتھ ہیں لیکن اگر ہم ہاتھ سے چٹکی بجائیں اور سب ہی چٹکی بجانے لگ جائیں تو کیفیت بدل جائے گی، ماحول ہی بدل جائے گا۔ سب تجربہ کرتے ہیں کہ یہ چیزیں انسان پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کی کیفیت کو بدل دیتی ہیں۔

آپ کو اپنے بچپن کا کوئی واقعہ یاد ہو گا کہ آپ کو ماں نے لوری دی اور آپ سنتے سنتے سو گئے۔ اگر اپنا بچپن یاد نہیں تو کسی بچے کو دیکھا ہو گا کہ کسی ماں نے اپنے بچے کو لوری دی تو وہ سو گیا۔ لوری میں کیا ہوتا ہے؟ بچے کی کیفیت کیوں بدل جاتی ہے؟ بچے کے ساتھ کوئی logical reasoning تو نہیں ہوتی؟ شاید logical reasoning ہو تو بچہ کبھی نہ سوئے لیکن خاص ردھم سے ایک چیز پڑھی جاتی ہے تو بچہ سو جاتا ہے۔

جس وقت آپ بہت خوب صورت آواز سنیں جیسے اللہ تعالیٰ کے نام، تو کیفیت بدلتی ہے۔ میرا بیٹا جب چھوٹا تھا تو ہمیشہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہوتا کہ رات کو میں یا میرے شوہر اسے اللہ تعالیٰ کے نام سناتے تھے۔ وہ روز اسے سننے کا عادی ہو گیا پھر جب ہم اسے ایک خاص لَے میں پڑھتے تو وہ سو جاتا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کے نام ہم پڑھنے لگتے تو وہ کہتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام ابھی نہیں سنوں گا، مجھے نیند آجائے گی۔ آپ جس لَے میں پڑھتے ہیں اس کا اثر ہوتا ہے۔ جیسے لوری کا اثر ہے ایسے ہی گانوں کی دھن کا بھی اثر ہوتا ہے۔

اسی طرح فوجی دھنیں بھی اثر رکھتی ہیں۔ فوجی دھنوں کی وجہ سے فوجیوں کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ بیدار کیا جاتا ہے۔ دھن سے انہیں ایک خاص ٹرانس میں لایا جاتا ہے، فوجیوں میں لڑنے مرنے کا جذبہ بھی ان دھنوں کی وجہ سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اب تو لوگ شادی کے موقع پر فوجی دھنوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں کیونکہ اس کی وجہ سے لگتا ہے کہ لوگ خوشی کی ٹرانس میں زیادہ آجائیں گے اور واقعی ایسا ہوتا ہے۔

اسی طرح نوحے کیے جاتے ہیں یا مرثیے پڑھے جاتے ہیں تو مرثیے کی وجہ سے پورا مجمع ایک ٹرانس میں آجاتا ہے۔ محرم میں آپ نے کبھی تجربہ کیا ہو مرثیے سن کر سب ماتم کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کتنا ہی خوشی کی حالت میں ہو مرثیہ سن کر وہ خوش نہیں رہ پاتا اور کتنا ہی وہ غم کی حالت میں ہو خوشی کے گانے سن کر غم کی حالت میں رہ نہیں پاتا۔ پتہ یہ چلا کہ اثر ہوتا ہے۔ بیماریاں دور کرنے میں بھی کچھ گھنٹوں تک میوزک کا اثر ہوتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انسان کا موڈ بھی تبدیل ہوتا ہے اور انسان کی کیفیات بھی بدلتی ہیں، انسان کے مزاج پر بھی میوزک اثر انداز ہوتا ہے۔

میوزک کے بارے میں کسی نے کہا:

Music washes away from the soul the dust of everyday life

''میوزک روح پر پڑی ہوئی روزمرہ کی گرد کو صاف کر دیتا ہے۔'' (نعوذ باللہ)

یعنی جس روح نے پہلے سے نیکی کے اثرات قبول کئے ہیں وہ نیکی بری روح کے لیے گرد کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب انسان میوزک سنتا ہے تو وہ گرد بھی ہٹ جاتی ہے۔ اُسے لگتا ہے کہ اب میں بالکل خالصتاً برائی کی ٹرانس میں آگیا ہوں کیونکہ میوزک کے ذریعے ایک خاص ٹرانس میں لانا ہی تو مطلوب ہوتا ہے۔

شاعر، گلوکار، موسیقار، آڈیوز، ویڈیوز پر کام کرنے والے، فلم بنانے والے اور ذرائع ابلاغ کے توسط سے ہم تک کچھ نہ کچھ پہنچانے والے جتنے بھی افراد ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ہم تو نوجوان نسل کو ان کی پسند کی دھنیں سنواتے ہیں اور اس طرح سے ہم ان کی دماغی تھکن کو دور کرتے ہیں۔ لوگ تھک جاتے ہیں تو میوزک سن کر ان کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اس چیز کو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کی خدمت کا نام دیتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کمر توڑ محنت کرنے والے مزدور اور کھیتوں میں کام کرنے والے افراد جب اپنی مایوس کن حالت میں انتہائی تھک چکے ہوتے ہیں تو ان کو اس فضا سے نکال کر ان کی پسندیدہ دھنیں سنوا کر ہم انہیں نیا ولولہ دیتے ہیں۔ دیہاتوں میں جب ہل چلایا جاتا ہے، جب ٹریکٹرز چلتے ہیں تو اس قدر تیز میوزک لگا ہوا ہوتا ہے اور کام کرنے والوں کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کاٹ رہے ہیں اور کیا بنا رہے ہیں۔ بس تیزی سے وہ اپنا کام کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی عقل تو کام نہیں کرتی بس انہیں یہ پتہ ہے کہ جیسے میوزک تیز چل رہا ہے ہمارا بھی پہیہ تیزی سے گھومنا چاہیے۔

اسی طرح رات کو گاڑیاں، ٹرک اور ٹرالر چلانے والے اور بس ڈرائیورز جنہوں نے ساری رات بس چلانی ہے، وہ میوزک سن کر گاڑی چلاتے ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بغیر ہمیں نیند آجائے گی، ہم جب میوزک سنتے ہیں تو ہمارے اعصاب کی تھکن دور ہو جاتی ہے۔ موسیقار، گلوکار اور شاعر کہتے ہیں کہ ہم تو مددگار ہیں۔ مزدور طبقے کے افراد کے لیے ہم ان کی پسندیدہ دھنیں فراہم کرتے ہیں۔ انہیں کبھی ہجر کے کبھی وصال کے گیت سنواتے ہیں، کبھی انہیں ٹھمریاں کبھی قوالیاں سنواتے ہیں اور اس طرح وہ اپنی نیند سے بھی دور رہ لیتے ہیں اور ان کے اعصاب بھی نہیں تھکتے۔

کبھی آپ نے کسی پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کیا ہو تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ڈرائیور ساری رات میوزک سنتے رہے لیکن جوں ہی فجر کا وقت ہونے لگتا ہے تو قوالیاں لگا لیتے ہیں اور وہ قوالی ایسی ہوتی ہے جس میں کوئی مسافر بھی صحیح معنوں میں امن سے نہیں رہ سکتا۔ ڈرائیورز اس وقت کوئی بھی میوزک یا کوئی بھی گانا بند کرنے سے انکار کر دیتے ہیں کہ اگر ہم نے بند کیا تو ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ میوزک، ٹھمریوں، قوالیوں، گیتوں کے اتنے گہرے اثرات ہیں۔

سوال 4: میوزک کے انسانی جذبات پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: شعر، آواز، لہجہ اور میوزک جب انسان کے کانوں سے ٹکراتے ہیں تو جذبات میں طلاطم پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طلاطم سے لذت ملتی ہے۔ انسان اس طلاطم سے لطف اندوز ہوتا ہے کیونکہ وہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو جاتا ہے، اس کی عقل اس کے قابو میں نہیں رہتی، جذبات بے لگام ہو جاتے ہیں اور جب جذبات بے لگام ہو جائیں تو پھر معاشرے میں ایسی وارداتیں ہوتی ہیں کہ کسی کی عزت محفوظ نہیں رہتی۔ خواہ کم سے کم، چھوٹی سے چھوٹی حرکت ہو، کوئی نہ کوئی عزت کا سودا کر ہی بیٹھتا ہے۔ کسی کے انگوٹھے کر بیٹھتے ہیں، کسی کی انگلیاں، کسی کی آنکھیں کوئی پیغام پڑھ لیتی ہیں، کوئی نہ بھی چاہے تو پیغامات پہنچائے جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے دیکھیں تو میوزک ہے۔ آپ نہیں چاہتے کہ آپ کے موبائل پر کوئی tone بجے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو موبائل کمپنیز نہیں مانتیں۔ایک بار کہیں کوئی ٹون لگا دیتا ہے اس کے بعد اس tone لگانے کے پیسے بھی وصول کیے جاتے ہیں اور اس کو ختم بھی نہیں کیا جاتا۔ایسا لگتا ہے کہ انسانوں کی عقل خراب کرنے کے لیے سب کا ایکا ہو گیا ہے۔

میوزک کی وجہ سے جو جذبات اُبھرتے ہیں بعض اوقات بہت بڑی جنگ کا پیش خیمہ بھی بن جاتے ہیں کیونکہ لوگوں کے درمیان دشمنیاں اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں خاص طور پر جب لوگ میوزک کے ساتھ ساتھ محبت (جسے بظاہر محبت کا نام دیا جاتا ہے، دراصل وہ مکروہ حیوانی جنسیت ہے) کے پیچھے بھاگتے ہیں تو اس کے نتائج بہت خطرناک نکلتے ہیں۔کبھی لڑکیوں کے چہروں پر تیزاب پھینکا جاتا ہے، کبھی اغوا ہوتے ہیں، کبھی انڈیا جیسا ملک ہو تو سفر کرنے والی لڑکی کو قابو میں لا کر اس کے جسم سے سریوں کو آر پار کر دیا جاتا ہے۔یہ ہیں میوزک کے اثرات۔

سوال 5: موسیقی کے نقصانات کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) موسیقی مقاصد زندگی اور حق کی تلاش سے غافل کر دیتی ہے۔انسان اگرچہ بنیادی طور پر حیوان ہے لیکن وہ عام حیوانات سے بہت مختلف بلکہ بہتر ہے۔عام حیوانات کا کام ساری زندگی کھانا پینا اور نسل میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔اس کے برعکس انسان اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک ہے جن کو استعمال کر کے اس نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں۔

انسان کو جو صلاحیتیں دی گئی ہیں ان کی وجہ سے وہ کائنات کا مرکزی نقطہ محسوس ہوتا ہے۔سوچنے کی بات ہے کہ آخر انسان کو یہ سب صلاحیتیں کیوں دی گئی ہیں؟ انسان میں اور دیگر جانداروں میں اتنا فرق کیوں ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا ان بے پناہ قوتوں اور صلاحیتوں سے مالا مال ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی پیدائش کا مقصد دوسرے جان داروں سے مختلف ہے۔انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ جہانوں کے بادشاہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔'' (الذاریات: 56) یہی وجہ ہے کہ پیدائشی طور پر ہر انسان کے اندر ''مذہب کی تڑپ'' موجود ہوتی ہے۔

قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا شناسی کا جذبہ انسان کی روح میں پیوست کر دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یوم ازل میں تمام انسانی ارواح کو جمع کر کے سوال کیا تھا: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟﴾ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' سب نے ایک آواز میں کہا تھا: ﴿بَلٰى﴾ کیوں نہیں، ضرور ہیں۔(الاعراف: 172) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، یہ اس کے ماں باپ ہیں جو اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔'' (بخاری، کتاب الجنائز) خیر و بھلائی اور اسلام ہر انسان کی پیدائشی میراث ہے۔انسان خیر کا کام کرتا ہے تو اسے اچھا لگتا ہے اور برائی کرتا ہے تو اس کا ضمیر ملامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔یہی فطری میراث ہے جوانسان میں یہ جذبہ پیدا کرتی ہے کہ وہ ''خیرکل'' کوتلاش کرے اوراپنی زندگی کواس کے مطابق ڈھالے۔یہ جذبہ اسے غوروفکر کی دعوت دیتا ہے اوراس میں ایک بے چینی اوراضطراب پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں اگرصحیح غوروفکر کیا جائے اوراس بے چینی اوراضطراب کونظرانداز نہ کیا جائے توانسان صراط مستقیم تک پہنچ سکتا ہے۔

سرودوموسیقی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ وہ انسان کو عارضی لذتوں میں گم کردیتے ہیں اورتلاش حق کے جذبے کودبا دیتے ہیں۔اس میں لذت کوشی، دنیا کی محبت، مادہ پرستی جگہ پکڑ لیتی ہے، پھراس کوفرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ غور کرے، اس کی حقیقت کیا ہے؟اس کوکیوں پیدا کیا گیا؟اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟اس نے مرنا ہے یانہیں؟مرنے کے بعداس کا کیاانجام ہوگا؟اسی وجہ سے آلات موسیقی کوعربی میں ''ملاھی'' غافل کردینے والی چیزیں کہا جاتا ہے۔

(2)موسیقی انسان کوبے کار بنادیتی ہے۔موسیقی کولوگ امرت سمجھتے ہیں حالانکہ وہ زہر ہے جورگ وریشے میں سما جاتا ہے۔ جب موسیقی اثرانداز ہوتی ہے پھرانسان رب کے کام کانہیں رہ جاتا، وہ تعمیری کام نہیں کرپاتا، وہ تعمیری کام سے رکتا ہے۔ اس سے ایسے کام ہوتے ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ بے لگام ہوجاتا ہے۔تاریخی طور پر دیکھیں کیا کبھی کسی موسیقار نے کسی مملکت کے لیے کوئی بڑا کام کیا ہے؟کبھی کسی گانے والے یاشاعر نے؟کسی جنگ میں حصہ لیا ہو؟اپنے ملک کی، قوم کی خدمت کی ہو،کبھی اس نے جرأت اور بہادری والے کام کئے ہوں؟آخراس کی جرأت، اس کی شجاعت، اس کی قوت کہاں چلی جاتی ہے؟یوں لگتا ہے کہ موسیقی سننے والے، موسیقی بنانے والے شاعر،گلوکاراس وصف سے محروم رہتے ہیں۔

(3)موسیقی کی وجہ سے انسان مادی لذتوں میں گم ہوجاتا ہے۔انسان محض مادی جسم نہیں، اس میں روح بھی ہے جس کا تعلق عالم بالا سے ہے۔سرودوموسیقی انسان کو مادی جسم کی لذتوں میں گم کردیتے ہیں اوراسے روح کی ضروریات سے غافل کردیتے ہیں۔شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ موسیقی کی ممانعت کی حکمت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے عجمیوں کی عادات پرنظرڈالی اوردیکھا کہ وہ دنیاوی لذتوں میں مگن ہونے کے لئے کس درجہ تکلفات سے کام لیتے ہیں، چنانچہ آپ نے ان میں اصولی اوربنیادی چیزوں کوحرام قرار دیا، اورجوکم درجہ کی چیزیں تھیں انہیں مکروہ ٹھہرایا، اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ یہ چیزیں آخرت کوبھلاتی ہیں اوران سے دنیا کی ہوس میں اضافہ ہوتا ہے۔انہی اصولی چیزوں میں ایسی غم غلط کرنے کی اشیاء بھی شامل ہیں جوانسان کودنیااورآخرت کی فکروں سے غافل کردیتی ہیں، اورآدمی کا وقت برباد کرتی ہیں، جیسے باجے، تاشے، شطرنج، اورکبوتربازی، وغیرہ۔(حجۃ اللہ البالغہ:192/2)

(4)موسیقی صرف دینی امور سے نہیں، دنیوی امور سے بھی غافل کردیتی ہے۔مفسرین ومحدثین نے واقعہ نقل کیا ہے کہ مکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایک دولت مند مشرک تاجر نضر بن حارث تھا، اس نے کچھ باندیاں خرید رکھی تھیں اور جب کسی شخص کے بارے میں اسے علم ہوتا کہ وہ قرآن کریم میں دلچسپی لے رہا ہے یا اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو اس کے پاس جاتا اور اسے اپنی باندیوں کے پاس لے آتا اور باندیوں کو ہدایت کرتا کہ اس شخص کو خوب کھلاؤ پلاؤ اور اچھے اچھے گانے سناؤ اور اس کے بعد اس شخص سے کہتا کہ بتاؤ یہ شراب و کباب اور رقص و سرود بہتر ہیں یا وہ کام جن کی محمد ﷺ دعوت دیتا ہے یعنی جہاد نماز، روزہ وغیرہ۔ (روح المعانی:67/21)

(5) سرود و موسیقی دولت مندوں اور حکمرانوں کا ہتھیار رہے۔ یہ ذہنیت صرف نضر بن حارث کی نہیں تھی، بلکہ ہمیشہ ہی دولت مندوں اور حکمرانوں کی یہ ذہنیت رہی ہے کہ وہ عوام کو رقص و سرود میں لگا دیتے ہیں تاکہ وہ ان کے کرتوتوں سے غافل ہو جائیں۔ اسلام دشمن قوتیں آج بھی یہی حکمت عملی اختیار کر کے مسلمانوں کو مقصد حیات سے غافل کرنے میں مصروف ہیں۔ امریکہ اور لبنان کی فلمی صنعت نے عرب دنیا پر کیا اثر ڈالا ہے اس سے کون واقف نہیں، ہندوستانی گلوکاراؤں اور اداکاراؤں نے برصغیر کے مسلمانوں پر جو جادو چلایا ہے اس کے اثرات کس نے نہیں دیکھے! (اسلام اور موسیقی)

(6) میوزک اسلامی سلطنتوں کے زوال کا باعث ہے۔ جو قومیں سرود و موسیقی میں لگ جاتی ہیں وہ کسی کام کی نہیں رہتیں۔ روم و یونان جیسی قوموں کی مثال سب کے سامنے ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کا اقتدار بھی اسی وقت تک مستحکم رہا جب تک وہ لہو و لعب اور رقص و سرود میں نہ لگے، پھر جب مسلمان ان میں مشغول ہو گئے تو اسلام دشمنوں نے اسلامی معاشرے کو تلپٹ کر کے رکھ دیا۔ انگریزوں نے مغلوں کی سلطنت اس وقت چھینی جب وہاں محمد شاہ رنگیلے جیسے حکمران پیدا ہونے لگے جو دن بھر سرود و غنا میں مصروف رہتے، فن موسیقی کے امام اور عالم سمجھے جاتے اور اس وقت تک دربار نہ جاتے جب تک حرم سرا کی عورتیں انہیں زبردستی دربار میں نہ دھکیل دیتیں۔

(7) موسیقی قوم کے لیے دیمک ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ حدیث ''مجھے احمقوں کی دو آوازوں سے منع کیا گیا ہے'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عوام و خواص دونوں ہی جانتے ہیں کہ غناء و معازف کا فتنہ نوحہ کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہے چنانچہ جس امر کا ہم نے اور دوسروں نے مشاہدہ کیا ہے اور جسے ہم تجربات کی بنیاد پر جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس قوم میں معازف و آلات کا رواج پھیلا، اور جس قوم نے بھی ان چیزوں میں مشغولیت اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیا، اور اسے جوع و قحط میں مبتلا کر دیا، اور بدترین لوگوں کو ان کا حاکم بنا دیا۔ (مدارج السالکین:498/1) پھر ان مفاسد کے پیدا ہو جانے کی وجہ بتاتے ہوئے حافظ ابن قیم حاشیے میں لکھتے ہیں: یہ اس وجہ سے کہ لہو و غنا میں لگ جانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ان کی زندگی کا رخ سنجیدہ اور حقیقی امور کے بجائے کھیل کود اور ہنسی مذاق کی طرف مڑ جاتا ہے اور رشد و ہدایت کی جگہ حماقت و ضلالت اور قوت و شوکت کی جگہ ضعف و وھن لے لیتے ہیں اس لیے کہ لہو و لعنا اور کھیل کود میں انہماک کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ قوموں کی علم و عمل جیسی گراں بہا قوتوں اور صلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتے ہیں، جن کے بغیر کوئی قوم بھی زندہ نہیں رہ سکتی، چنانچہ جس قوم میں یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں، وہ صنعتی، زراعتی، اقتصادی اور عسکری ہر اعتبار سے کمزور ہو جاتی ہے اور اس کی قوت و شوکت اللہ تعالیٰ کی لعنت و پھٹکار کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جب دل اللہ تعالیٰ کی نشانیوں، اس کی آیات اور حکمتوں سے غافل ہو جائیں اور خواہشات کی پیروی کرنے لگیں تو ان میں لازماً بزدلی اور کمزوری ہی پیدا ہو گی۔ یہی بات شاعر مشرق علامہ اقبال نے ان الفاظ میں کہی:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے؟
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

(8) موسیقی سے دلوں میں نفاق اگتا ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ''اغاثۃ اللہفان'' میں لکھتے ہیں:

(i) سرود و موسیقی کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ قرآن کریم کے مخالف ہیں اور ایک حدیث میں انہیں شیطان کا قرآن قرار دیا گیا ہے اور شیطان کا قرآن تو نفاق ہی پیدا کر سکتا ہے نہ کہ ایمان۔ بظاہر اس تقابل کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ

(الف) سرود و موسیقی میں اشتغال اس درجہ غفلت پیدا کر دیتا ہے کہ آدمی میں قرآن کریم کو سمجھنے، اس پر غور و فکر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ اور شوق ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات تلاوت قرآن بھی بے لذت معلوم ہونے لگتی ہے۔ اس طرح آدمی قرآن کریم کے انوار سے محروم ہو جاتا ہے۔

(ب) قرآن کریم انسانوں کو جو کچھ سکھاتا ہے اور جس قسم کی صفات ان میں پیدا کرتا ہے، سرود و موسیقی اس کے بالکل برعکس تعلیم دیتے ہیں اور بالکل ہی متضاد صفات پیدا کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور سرود و موسیقی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ قرآن کریم خواہشات نفسانی کی پیروی سے روکتا ہے، عفت و پاکدامنی کا حکم دیتا ہے، شہوانی جذبات میں کنٹرول پیدا کرتا ہے، زنا اور دواعی زنا سے باز رکھتا ہے اور شیطان کی ہر قسم کی اتباع سے منع کرتا ہے جب کہ سرود و موسیقی خواہشات نفسانی اور اتباع ہویٰ کی دعوت دیتے ہیں، جسم میں ہیجان پیدا کرتے ہیں، سفلی جذبات کو بھڑکاتے ہیں، آتش شہوات کو ہوا دیتے ہیں اور نفس کو زنا و بدکاری پر ابھارتے ہیں۔

(ج) سرود و موسیقی آدمی کا حزم و وقار ختم کر دیتے ہیں حالانکہ حزم و وقار ایک مسلمان کی زندگی کا لازمہ ہے، جب کہ اوچھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرکتیں اور بے وقاری صرف منافق ہی کا خاصہ ہے چنانچہ جو لوگ سرود و موسیقی سے اشتغال رکھتے ہیں وہ کبھی ترنگ میں آ کر ہاتھوں سے اشارے کرتے ہیں، کبھی انگلیاں بجاتے ہیں اور کبھی پیر زمین پر مارتے ہیں، کبھی سر نوچتے ہیں، کبھی کندھے ہلاتے ہیں، کبھی پاس پڑی چیزیں بجاتے ہیں اور کبھی گدھے کی طرح مستاتے ہیں، کبھی تالیاں بجاتے ہیں، کبھی اف و آہ کرتے ہیں، کبھی پاگلوں کی طرح چیختے چلاتے ہیں اور بے سری آوازیں نکالتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سفلہ پن اور حیوانیت قرآن کے تعلیم کردہ اخلاق کے بالکل خلاف ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا کہ اسی قسم کی بے وقاری اور سفلہ پن شراب نوشی سے بھی پیدا ہوتا ہے اس لیے موسیقی کو شراب سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ شراب بھی آدمی میں غفلت پیدا کرتی ہے، سفلی جذبات کو بھڑکاتی ہے، زنا و بدکاری کی داعی بنتی ہے، انسان پر مدہوشی طاری کرتی ہے، عقل میں نقص پیدا کرتی ہے، شرم و حیا میں کمی کرتی ہے، اخلاق و مروت کو ختم کرتی ہے اور حزم و وقار کو لے جاتی ہے۔

(ii) نفاق کی حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں کچھ ہو اور باطن میں کچھ اور سرود و موسیقی میں اشتغال رکھنے والا شخص بھی اسی صفت کا مالک ہوتا ہے کیونکہ وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ نماز، روزے اور دوسری عبادتوں کا تارک ہوگا اور کھلم کھلا اس گناہ کو کرے گا اور علی الاعلان بے حیائی کا مرتکب ہوگا تو ایسی صورت میں وہ شخص بدترین قسم کا فاسق و فاجر انسان ہے اور کسی مومن سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ خدا کی نافرمانی اس قدر جرأت سے کرے۔ یا پھر وہ بظاہر نماز بھی پڑھتا ہوگا، روزے بھی رکھتا ہوگا، اور دوسری عبادتیں بھی کرتا ہوگا مگر چوری چھپے موسیقی و غنا سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوگا تو اس صورت میں وہ جیسا نظر آتا ہے ویسا نہیں ہے کیونکہ ظاہر تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر کو کرتا ہے مگر اس کے دل میں شہوات کا دریا موجزن ہے اور وہ ایسی چیزوں کی محبت میں مبتلا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ناپسند کرتے ہیں۔ اس کے دل میں گانے اور موسیقی کی محبت بھری ہوتی ہے اور شدت محبت کی وجہ سے وہ خدا اور رسول کی کراہیت کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں سرود و موسیقی کی محبت خدا اور رسول سے زیادہ ہے اور یہ خالص نفاق ہے۔

(iii) نفاق کی ایک بڑی علامت یہ بھی ہے کہ ذکر و عبادت میں کمی ہو، نماز میں سستی ہو اور اسے یوں ادا کیا جائے جیسے کوا ٹھونگیں مارتا ہے۔ سرود و موسیقی میں اشتغال کی وجہ سے ذکر و عبادت بے لطف و بے جان ہو کر رہ جاتے ہیں، اذکار میں بھی دل نہیں لگتا اور طبیعت بھی ہر وقت معاصی اور آثم کی طرف مائل رہتی ہے۔ چنانچہ سرود و موسیقی میں مبتلا بہت کم لوگ آپ ایسے پائیں گے، جن میں یہ صفات نہ ہوں۔ (iv) منافق برا کام کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اچھا کام کر رہا ہوں یہی خوش فہمی موسیقی سے اشتغال رکھنے والوں کو ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگ قوالی سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اپنے دل کی اصلاح کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں، بعض گانے اور موسیقی سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اپنے دل میں رقت پیدا کر رہے ہیں اور اپنے لطیف و نازک احساسات کو ابھار کر اپنا ارتقائی فریضہ خود انجام دے رہے ہیں حالانکہ اس عمل سے وہ اپنے قلب اور اپنے اخلاق و کردار کا گلا گھونٹتے ہیں۔ اسی طرح مغنی اور منافق میں بھی بڑی مشابہت ہوتی ہے کیونکہ منافق دین و دنیا ایمان کے خلاف شبہات کے فتنے میں مبتلا کرتا ہے تو مغنی عفت و پاکدامنی کے برخلاف شہوات کے فتنہ میں ڈبو دیتا ہے۔ (اسلام اور موسیقی:57-71)

(9) موسیقی قرآن سے بے تعلقی کا باعث بنتی ہے۔ موسیقی کے بارے میں آپ جان لیجئے! موسیقی تلاوت قرآن سے دور کر دیتی ہے۔ جب لوگ موسیقی کو اپنی زندگی کی ضرورت بنا لیتے ہیں، جب پوری سوسائٹی موسیقی کو رواج دینے کے لیے ایک ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجے میں اللہ رب العزت کی طرف سے آئی ہوئی وحی کی تلاوت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ گھروں میں اب فجر کے وقت تلاوت نہیں ہوتی۔ کہاں گئی یہ تلاوت؟ کتنے گھر ہیں جہاں پر صبح تلاوت کی آواز آتی ہے؟ کوئی ایک گھر ایسا ہو جہاں فجر کے بعد کی تلاوت باقاعدگی سے ہوتی ہو؟ یہ ہیں موسیقی کے اثرات، جس کو کبھی کسی نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا لیکن کیا دین دار گھرانے بھی ایسے نہیں ہو گئے کہ وہاں صبح کی تلاوت نہیں ہوتی پھر صبح کیا ہوتا ہے؟ صبح کے وقت سب سو جاتے ہیں۔ تلاوت ہر دو صورت میں گم ہو گئی! اب لوگ کہتے ہیں کہ ہم جرم کرتے ہیں، گناہ کرتے ہیں لیکن ہماری پکڑ تو نہیں ہوتی۔ یہ غیر محسوس پکڑ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا سب لوگ گھروں میں ٹی وی نہیں دیکھتے؟ خبریں تو سنتے ہوں گے تو خبریں سننے والا میوزک سے کیسے بچ سکتا ہے؟ کمپیوٹر، موبائل پر جو ٹیونز بجتی ہیں اس کے بعد کتنے گھر ہیں جہاں پر صبح کی تلاوت کی آواز آتی ہے؟ جس سے تلاوت کی لذت چھین لی جائے کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے؟ کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہیں ہے؟ جس کو تلاوت سے محبت نہ رہ جائے، جس کو اللہ تعالیٰ کے کلام سے دلچسپی نہ رہ جائے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ کا کلام، جو اتنا خوب صورت ہے کہ کافروں کے دلوں کو بھی پکڑ لیتا تھا، آج ہماری امت کے افراد اس لذت سے محروم ہیں۔ وہ لذت جو نالہ نیم شب میں ہوتی ہے اور وہ لذت جو فجر کی تلاوت میں ہوتی ہے، وہ لذت کہاں چلی گئی؟ پانچ سال کی عمر سے لے کر دس سال کی عمر تک کے کتنے فیصد بچے ہیں جو فجر کے وقت تلاوت کرتے ہیں؟ آپ اگر دس سال سے لے کر بیس سال تک کے لوگوں کو دیکھیں، کتنے لوگ ہیں جو تلاوت کرتے ہیں؟ ہم تلاوت سے میوزک تک کیسے آن پہنچے؟ یہ میوزک کے اثرات نہیں تو اور کیا ہیں؟ لوگ سمجھتے ہیں میوزک کی وجہ سے ہماری زندگی محفوظ ہے۔ اس سے بڑی اور کیا غلط فہمی ہو سکتی ہے! میوزک نے جو اثرات چھوڑنے تھے چھوڑ دیئے۔ یہ بتائیں نیکی کی محبت کہاں چلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی؟ نیکی کرنے والے بھی نیکی پر جم نہیں پاتے۔ایک نیکی کا کام کرنا شروع کرتے ہیں، پھر بھول جاتے ہیں۔

کسی خاتون نے کہا کہ ہم نیکی کے بہت سے کاموں کے ارادے کرتے ہیں۔جب ہم ارادے کرتے ہیں تو ہمیں بہت اچھا لگتا ہے لیکن مدتیں گزر جاتی ہیں، ہم مسلسل نیکی کے پیغامات بھی سنتے ہیں، لیکن جانے کیا ہوتا ہے ہم جو کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، پھر بھول جاتے ہیں، ہمیں یاد ہی نہیں رہتا۔پھر کہیں کوئی یاد دلاتا ہے پھر یاد آتا ہے۔پھر دوبارہ بھول جاتے ہیں۔بھول جانا، نیکی کے کاموں کا یاد نہ آنا غیر محسوس عذاب نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا بھول جانے والا اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہیں ہے؟ کیا نیکی کے کاموں کا یاد نہ آنا اللہ تعالیٰ کی گرفت نہیں ہے؟ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ ''اور تم ان جیسے نہ بن جاؤ جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی جانیں بھلا دیں، یہی لوگ نافرمان ہیں۔'' (الحشر:19)

آپ سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی بڑی پکڑ ہے کہ انسان کو اپنا مستقبل یاد ہی نہیں آتا! آپ سوچیں کہ یہ ہمارے دل ہیں، ان دلوں کی بستیاں رب کی یاد سے آباد ہونی تھیں۔یہ دل کی بستی تو اس الٰہ کی بستی ہے، اس دل میں ہم نے کیا بسا لیا؟ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے کلام سے کیوں نہیں پگھلتے؟ ہمارے دلوں پر حیات بخش کلام اثر انداز کیوں نہیں ہوتا؟ جب اس کلام میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ ہو تو ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے قابل کیوں نہیں ہوتے؟ جب اس کلام میں اللہ رب العزت کے عذاب کا تذکرہ ہو تو ہماری زبان سے استغفار کیوں نہیں نکلتی؟ کیا یہ غیر محسوس عذاب نہیں ہے؟ کیا یہ غیر محسوس پکڑ نہیں ہے؟ ہاں! ہر وہ شخص جو گناہ کرتے ہوئے، خطائیں کرتے ہوئے محسوس کرتا ہے کہ ہم پر تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہیں آتی، اس کو جان لینا چاہیے کہ یہ غیر محسوس پکڑ محسوس عذاب سے بہت زیادہ سخت ہے۔جس سے نیکی کی توفیق چھن جائے، جس سے نیکیوں کی لذت چھن جائے کیا وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں نہیں ہے؟ کیا اس پر استغفار کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا اس پر اپنے دلوں کی پاکیزگی کے لیے اپنے رب سے معافیاں مانگنے کی ضرورت نہیں ہے؟

(10) موسیقی قرآنی تعلیمات سے انحراف کا باعث بنتی ہے۔(11) موسیقی کی وجہ سے ذکر اور عبادت میں لذت نہیں ملتی۔

(12) موسیقی فحاشی اور عریانیت پھیلانے کا سبب بنتی ہے۔(i) اسلام شہوانی قوت کو تعمیری کاموں میں استعمال کرتا ہے اور اس کے بے جا اور غلط استعمال کو حرام قرار دیتا ہے اسی لیے اسلام میں زنا بدترین جرم ہے۔اسلام نہ صرف زنا کو حرام قرار دیتا ہے بلکہ ان چیزوں کو بھی حرام قرار دیتا ہے جو زنا کا سبب بن سکتی ہوں جیسے نامحرم عورتوں یا مردوں کو دیکھنا، ان کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا وغیرہ۔(ii) غنا و مزامیر کی حرمت کی بڑی وجہ بھی یہ ہے کہ یہ زنا کا داعیہ پیدا کرتے ہیں، سفلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جذبات کو ابھارتے ہیں اور شہوانی قوتوں کے انتشار کا سبب بنتے ہیں۔ ماہر نفسیات ہیولاک ایلس کہتا ہے: انسان کے جنسی جذبات کو بیدار کرنے میں آواز نیز موسیقی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس موضوع پر موٹ (Moot) کی رائے سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ قوت سامعہ کے ذریعے جنسی اکساؤ جتنا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، اس سے کہیں زیادہ واقع ہوتا رہتا ہے۔ (تفسیر قرآن انگریزی مولانا عبدالماجد دریابادی: 2/672) (iii) اسی حقیقت کے پیش نظر قرآن حکیم نے اولاً ازواج مطہرات اور ثانیاً مسلمان خواتین کو یہ حکم دیا ہے: ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو بات میں نرمی اختیار نہ کیا کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ میں پڑ جائے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔'' (الاحزاب: 32) (iv) علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مسلمان عورتوں کو گفتگو کے اس طریقے سے روک دیا گیا جو کہ زمانہ جاہلیت میں عرب عورتوں کی عادت بن چکا تھا، کہ جب وہ مردوں سے بات کرتیں تو ان کی آواز اور لب و لہجے کی بناوٹ مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی، ان کا لب ولہجہ بالکل ایسا ہوتا جیسا زانی اور بدکار عورتوں کا ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی: 4/174) اجنبی مردوں کی آواز سننا عورتوں کے لیے بھی خطرناک ہے۔ مشہور مغربی مفکر فاربیٹ کا کہنا ہے: آواز کا سر، اس کی کیفیت اور قوت، اس کا اتار چڑھاؤ، اس کی نفاست اور تیزی، غیر معمولی سرعت سے محبت کا باعث ہو جاتی ہے، آواز کی اس درجہ اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کی خاصی بڑی تعداد اچھے گویوں پر عاشق ہوتی رہتی ہے۔ (تفسیر قرآن انگریزی، مولانا عبدالماجد دریابادی: 2/672)

(v) ایک مسلمان بادشاہ سلیمان بن عبدالملک عورتوں پر مرد مغنی کی آواز کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی بے خود ہو جاتی ہے، بکرا جوش شہوت میں آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے، کبوتر غٹرغوں کرتا ہے تو کبوتری مزے میں آجاتی ہے اور جب مرد گانا گاتا ہے تو عورت طرب میں آجاتی ہے۔ (تلبیس ابلیس، ص: 305) شاید اسی بات کے پیش نظر نبی ﷺ نے سیدنا انجشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ﴿وَیْحَكَ یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ﴾ ''افسوس، انجشہ! شیشوں کو آہستگی سے لے چل۔'' (بخاری: 6149) (اسلام اور موسیقی: 72-78)

(13) زنا اور گانے کا خاص تعلق ہے۔ گانا سننے سے زنا میں مبتلا ہونے یا اس کی طرف مائل ہونے کا خدشہ ہے۔ علامہ ابن جوزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جاننا چاہئے کہ گانے میں دو باتیں جمع ہو جاتی ہیں: (i) یہ دل کو اللہ تعالیٰ کی عظمت پر غور کرنے اور اس کی خدمت میں قائم رہنے سے غافل کر دیتا ہے۔ (ii) یہ دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ہر قوم میں حسی شہوتیں پیدا کرتا ہے جن میں سب سے بڑی شہوت جنسی خواہشات کی ہے، جس کی کامل لذت نئی نئی عورتوں میں ہے (کہ کل جدید لذیذ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ) نئی نئی لذتیں حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے، لہٰذا یہ انسان کو زنا پر ابھارتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زنا اور غنا میں ایک خاص مناسبت ہے، اسی جہت سے غنا روح کی لذت ہے اور زنا لذات نفسانی کا بڑا حصہ ہے۔ (تلبیس ابلیس، ص:291) (اسلام اور موسیقی:79-80)

(iii) واقعہ یہ ہے کہ کوئی بھی گناہ کدہ موسیقی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ موسیقی ان تمام کے اندر روح کا کام کرتی ہے اور شہوت کو اُبھارنے کا زبردست ذریعہ بنتی ہے، موجودہ دور کے اندر تو موسیقی تفریحات کا لازمہ بن کر رہ گئی ہے اور معاشرے میں شہوانیت، عریانیت اور بے حیائی پھیلانے میں اس نے زبردست کردار ادا کیا ہے۔ موسیقی میں بتدریج شہوانیت کے بڑھتے ہوئے غلبہ کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر سوردکن اپنی تصنیف SANE SEX ORDER میں لکھتے ہیں: ابتدائی مغربی ادب کی طرح قرون وسطیٰ کی موسیقی بھی زیادہ تر مذہبی تھی، یہ خدا سے لو لگانے کا ذریعہ تھی، اور اس میں جنس کا کوئی عنصر نہ تھا۔ بارہویں صدی سے غیر مذہبی (سیکولر) موسیقی کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ مذہبی موسیقی کم ہوتی گئی اور سیکولر موسیقی بڑھتی گئی یہاں تک کہ سیکولر نغمہ نگاروں کا تناسب جو سولہویں صدی میں تقریباً 47 فیصد اور سترھویں صدی میں 54 فیصد تھا انیسویں صدی میں بڑھ کر 52 فیصد ہو گیا اور سیکولر تخلیقات کا تناسب سترھویں صدی میں 58 فیصد سے بڑھ کر انیسویں صدی میں 95 فیصد ہو گیا۔ جب موسیقی زیادہ سیکولر ہو گئی تو جنس مخالف کے رومان اور عاشقی کی رنگین داستان کی طرف زیادہ توجہ دی جانے لگی۔ جب ہم بیسویں صدی کی موسیقی کی طرف آئے تو ہم دیکھتے ہیں جنسی رومان بھی اصل موضوع ہو گیا ہے۔ اب یہ مسلسل ایک اہم مقام حاصل کرتا جا رہا ہے اور جدید موسیقی زیادہ سے زیادہ شہوانی، غیر شائستہ اور وحشیانہ ہوتی جا رہی ہے۔ جنس پرستی کا یہ رجحان مقبولِ عام موسیقی میں بالخصوص زیادہ نمایاں ہے۔ پاپولر جاز (jazz) نائٹ کلب، ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی موسیقی انتہائی عریاں، پُرشہوت، اغواء کی ترغیب دینے والی، نیز گمراہ کن ہوتی ہے۔ ایسے گانوں کے ریکارڈ لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں کا خاصا بڑا حصہ ایسے گندے ریکارڈوں کی تکرار کی نظر ہوتا رہتا ہے۔ ایسے نغمہ نگاروں کی پرستش لاکھوں افراد کرتے ہیں اور انہیں مالی معاوضہ سنجیدہ نغمہ نگاروں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔ (ص:24-27، فریب تمدن، ص:121)

ہمارے موجودہ دور میں موسیقی معاشرے کے بگاڑ میں جتنا حصہ لے رہی ہے اتنی کوئی اور چیز نہیں، فلمیں ہوں یا ڈرامے، ناچ ہوں یا گانے، شراب خانے ہوں یا نائٹ کلب، جب کوئی چیز ایسی نہیں جو موسیقی سے خالی ہو، کیا یہ سب دیکھنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد بھی اس سے انکار کرنا ممکن ہے کہ موسیقی شہوانیت کو ہوا دیتی اور زنا کا داعیہ بنتی ہے؟(اسلام اور موسیقی:81-83)

سوال6: خوب صورت، ترنم والی آواز کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام فطری جذبات کے بہاؤ کو نہیں روکتا، ایسا کرنا اس کی سرشت میں داخل ہی نہیں ہے۔ ہاں اسلام فطری بہاؤ کا رخ ضرور متعین کر دیتا ہے جیسے سارا پانی سمندر سے بھاپ بن کر جب اٹھتا ہے اور اوپر جا کر جب ٹھنڈا ہوتا ہے تو بارشوں کے ذریعے سے پہاڑوں پر بھی برستا ہے اور اسی طرح سے میدانی علاقوں میں بھی برستا ہے۔ پھر پہاڑوں سے برف پگھلتی ہے، ندی نالوں میں آتی ہے، ندی نالے دریا میں گرتے ہیں اور باقی پانیوں کو دریا پھر سمندر میں لے جاتے ہیں۔ زمین میں کتنی نہریں نکالی جاتی ہیں۔ کتنے انسان، کتنی مخلوقات اس پانی کو استعمال کرتی ہیں۔ کتنا ہی پانی ہے جو زمین کے اندر جذب بھی ہو جاتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ waterlevel بس اتنی جگہ پر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی کھدائی کے بعد زمین میں فلاں علاقے میں، فلاں جگہ پانی ذخیرہ ہے اور کبھی ہم کہتے ہیں کہ فلاں جگہ زمین پر پانی موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی اوپر کی جگہ اتنی سخت ہے جس کی وجہ سے پانی زمین کے اندر جذب نہیں ہو سکا اور زمین کے اندر پانی نہیں ہے۔ یہ زمین کے اندر کا پانی اس خشکی کا پانی نہیں ہے، یہ تو سمندروں کا پانی ہے جو بارشوں کے ذریعے پہنچتا ہے۔ پھر زمین کے اندر ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ انسان اگر ٹیوب ویل کے ذریعے بھی نکال رہا ہے تو وہی پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا کریم ہے پہاڑوں کو اس نے اونچے مقام پر رکھا، میدانوں کو نیچا رکھا اور سمندر سب سے نیچے رکھے اور یوں بہاؤ کا رخ متعین ہو گیا۔ اللہ پاک نے نالوں کا رخ متعین کیا، نالے دریا میں جا کر گرتے ہیں، دریا سمندروں میں جا کر گرتے ہیں یوں water cycle چلتا ہے۔ اسی طرح سے انسانی جذبات کا بھی بہاؤ ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے اس بہاؤ کا رخ ضرور متعین کیا۔ ایسا نہیں ہے کہ رخ کو متعین کیے بغیر چھوڑ دیا۔ اسلام صرف رخ متعین نہیں کرتا۔ وہ رب اتنا کریم، اتنا مہربان ہے رخ بھی بتاتا ہے منزل تک بھی پہنچاتا ہے، انگلی پکڑ کر چلاتا بھی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ''ہمیں سیدھے راستے پر چلا دے۔'' شرعی اصطلاح میں ہدایت سے مراد ہے نیکی کا الہام اور نیکی کی توفیق۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی کے دل میں جو نیکی کا خیال آتا ہے یہ نیکی کی طرف چلانے کے لیے، جذبات کے بہاؤ کا رخ متعین کرنے کے لیے ہوتا ہے اور جب نیکی کی توفیق ملتی ہے تو راستے پر پکڑ کر چلایا بھی جاتا ہے اور یوں منزل تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایسا نہیں ہے کہ رب العزت نے محض عقل پر چھوڑ دیا ہو یا جذبات کا رخ متعین کر دیا ہو، صرف اندر برائی بھلائی کی پہچان دے دی ہو۔ اس کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب العزت نے رسول بھیجے، کتابیں بھیجیں۔ اگرچہ ہمارے اندر کی عقل نے ہماری بڑی مدد کی جو ہماری supporter کے طور پر کام کرتی ہے اور بھلائی، برائی کی پہچان بھی supporter کے طور پر کام کرتی ہے، یہ اندر کے دو supporters ہیں لیکن باہر بھی دو supporters ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور انبیاء علیہم السلام کے راستے پر چلنے والے لوگ ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے برائی اور نیکی کا الہام کر رکھا ہے۔ ہر انسان کے اندر فطری طور پر یہ صلاحیت موجود ہے کہ باہر سے برائی کی دعوت دی جائے گی تو برائی ابھر آئے گی اور اگر باہر سے نیکی کی دعوت دی جائے گی تو نیکی ابھر آئے گی۔ اندر سے برائی کی دعوت کو ابھر آنے سے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں اور نیکی کے راستے پر چلنے والوں کو اس جانب لگا دیا کہ نیکی کی دعوت دیتے رہو، فرمایا: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ جو نیکی کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے۔'' (آل عمران:104) نیکی کی دعوت باہر سے دی جائے تو اندر سے ابھر آتی ہے۔ یہ دعوت قرآن کی ہے، اللہ تعالیٰ کی وحی کی ہے، یہ دعوت محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔'' (ترمذی:2682) اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ بہاؤ کو سیلاب بننے سے روکنے کے لیے اور صحیح رخ پر بہاؤ کو لے جانے کے لیے اللہ پاک نے نبی بھیجے، کتابیں بھیجیں اس طرح سے انسانوں نے اپنے جذبات کا رخ بدلتا ہوا محسوس کیا۔ ہر دور میں جو بھی نیکی کی دعوت دینے کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ اسی طرح سے اس بہاؤ کا رخ بدلتا ہے۔ لیکن کتنے کم لوگ ہیں جو اس کا ساتھ دیتے ہیں کیونکہ نیکی کسی کا بزنس نہیں بنتی، ہر کوئی نیکی کے لیے volunteer کرتا ہے، اور جب میوزک کسی کے لیے بزنس بن جاتا ہے تو لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ بزنس کی ترقی اسی کے ساتھ ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ رزق میں اضافے کا سبب میوزک ہے۔ کتنے اذکار ہیں، کتنی دعائیں ہیں، کتنے ہی قرآن کے حصے ایسے ہیں جو رزق میں اضافے کا سبب بنتے ہیں لیکن سمجھانے والا کوئی نہیں، دعوت دینے والا کوئی نہیں۔ خوب صورت آواز، خوبصورت پیغام انسان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ ایسا اثر ہوتا ہے جس کے تحت انسان ارادے کرنے کے لیے اور اپنے جذبات کو صحیح رخ دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ جذبات کے اظہار کے لیے مختلف پیرائے اختیار کرنا فطری تقاضا ہے۔ یہ ہماری فطرت کی طلب ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت بھی ہے۔ اسلام اس سے منع نہیں کرتا لیکن اگر کوئی فرد یا معاشرہ ہمارے کسی طرز عمل سے نقصان اٹھا رہے ہوں تو اسلام ایسے طرز عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روکتا ہے۔ عام زندگی میں جب تک اظہار محبت کا تعلق صرف اچھی آواز تک محدود ہو تو اسلام اس سے کوئی تعارض نہیں کرتا شرط یہ ہے کہ جذبات پاکیزہ ہوں، بے ضرر ہوں، جن کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچے، اس کی وجہ سے معاشرے میں بے حیائی رواج نہ پائے۔ نہ خرابی حسنِ صوت میں ہے، نہ خرابی شعری حسن میں ہے، نہ خطابت میں، نہ تقریر میں، خرابی اس پیغام میں ہے جو ان کے توسط سے دیا جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی ﷺ تک کسی نے آواز کے حسن سے منع نہیں کیا۔

نکاح کے وقت، عیدین پر یا عورتوں کی خاص نجی محفلوں میں آپ ﷺ نے حسن صوت کی، کچھ پڑھنے کی، کچھ گانے کی اجازت دی ہے لیکن شرط رکھی ہے کہ آوازیں مردوں تک نہ پہنچیں اور مضامین فحش نہ ہوں، کسی کے ہجو نہ ہوں۔ ہمارے ہاں تو شادی کے موقع پر گیتوں میں سب سے پہلے دلہن کو لے جانے والی لڑکے کی ماں کے لیے ہجو کہی جاتی ہے۔ ایسے گیتوں کی اجازت اسلام نہیں دیتا جن میں کسی کی توہین ہو، جن میں کسی کے اوپر کوئی ایسی بات رکھی جائے جس کے مضامین فحش ہوں۔ آواز کے ساتھ جب ساز بھی مل جاتا ہے تو موسیقی تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ اسلام آواز کے حسن کی، اچھے پیغام کی تو اجازت دیتا ہے لیکن موسیقی کی نہیں کیونکہ ساز کی وجہ سے افراد کو اور معاشرے کو نقصان پہنچتا ہے۔

سوال 7: دَف کے بارے میں اسلام کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: (1) اسلام میں دَف کی اجازت ہے۔ دف ایک ایسا آلہ ہے جو گول پلیٹ کی طرح ہوتا ہے۔ اس پر چوٹ لگنے سے سُر اور تال نام کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی بلکہ ایک بھدی سی آواز ابھر آتی ہے۔ بعض اوقات آواز کے ساتھ مل کر لوگوں کو اچھی لگتی ہے لیکن اصلاً میوزک کے دوسرے آلات اور ان کے سُر تال کے مقابلے میں دف کی کوئی حیثیت نہیں۔ دھب، دھب، دھب جیسی آواز آتی ہے۔ دَف بجانے کی اجازت صرف خواتین کے حلقے تک محدود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاتون کو حسن بھی دیا ہے، نزاکت بھی اور نازک جذبے بھی۔ اس لیے خواتین کے حلقے میں اس کی اجازت ہے۔ اسلامی معاشرے میں دف بجانے کی اجازت ننھی بچیوں اور لونڈیوں تک محدود رہی شریف خواتین کا یہ مشغلہ نہیں تھا۔ مدینہ کی سوسائٹی میں ہمیں کسی کا مشغلہ نظر نہیں آتا دف بجانے کے لیے کوئی اکیڈمی کھولی ہو، باقاعدہ اس کے لیے موسیقار ہوں، باقاعدہ اس کے لیے گیت لکھے جاتے ہوں اور گائے جاتے ہوں۔

(2) عید مسلمانوں کے لیے خوشی کا موقع ہے، نبی ﷺ نے ننھی بچیوں کو عید کے موقع پر رخصت دی تھی تاکہ وہ اپنی خوشی کا اظہار کر سکیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''نبی ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیں جو بعاث کی لڑائی کا قصہ گا رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا: ''شیطانی آلات اللہ کے نبی ﷺ کے پاس؟'' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو۔'' (بخاری:949،950) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہاں کوئی باجا بجایا جا رہا تھا، وہ محض دَف تھی۔ اس سے ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل کا بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ اس گانے بجانے کو شیطانی کام سمجھتے تھے۔ اس لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول کے گھر میں اس شیطانی گانے بجانے کا کیا کام ہے۔ اتنی زیادہ نفرت تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس میوزک سے اور اس میوزک کی ہلکی سی قسم یعنی دف بجانے سے بھی۔

(3) سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی تو نبی ﷺ اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، اسی طرح جیسے تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہو۔ پھر ہمارے یہاں کی کچھ لڑکیاں دَف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے، ان کا مرثیہ پڑھنے لگیں۔ اتنے میں ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا: ﴿وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدًا﴾ ''اور ہم میں ایک نبی ہے جو ان باتوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ کل ہونے والا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ چھوڑ دو، اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔'' (صحیح بخاری:5147) رسول اللہ ﷺ نے ان کے غلط عقیدے کی فوراً اصلاح کر دی کہ کوئی نبی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ آپ ﷺ جب عقیدے کی اتنی باریک بات کی اصلاح کرنے والے تھے تو بے حیائی کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔

(4) نبی ﷺ کا جب مدینہ میں استقبال کیا گیا اس موقع پر بچیوں نے دف بجائی تھی اور گیت گائے تھے کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا تھا کہ ان کے درمیان نبی رحمت ﷺ کو بھیجا تھا۔ راستوں میں بچیاں استقبال کے لیے دَف لے کر کھڑی ہو گئیں۔ وہ یہ اشعار پڑھتی جا رہی تھیں:

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا	مادعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا	جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدینة	مرحبا یا خیر داع
ان پہاڑوں سے جو ہیں سمت جنوب	چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے	شکر واجب ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کا
ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی	بھیجنے والا ہے تیرا کبریا
آپ نے آ کے یثرب کو بخشا شرف	خیر داعی کو ہم کہتے ہیں مرحبا

بنی نجار کی بچیاں یہ اشعار بھی دف کے ساتھ پڑھ رہی تھیں:

﴿نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ﴾

''ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں، کیا ہی عمدہ پڑوسی ہیں محمد ﷺ!'' (ابن ماجہ:1899)

(5) اسی طرح آپ ﷺ ایک غزوے سے واپس آئے تو ایک عورت نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ آپ صحیح سلامت واپس آئیں گے تو میں دف بجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نذر مانی تھی تو پوری کرلو ورنہ نہیں۔'' (مسند احمد) نذر دراصل ایک ایسا کام ہے جس میں کفر اور معصیت یعنی نافرمانی کا کام نہ ہو تو اس کے پورا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر کفر اور معصیت کا کام ہے تو اس کو توڑ دینا ضروری ہے۔ اس حدیث میں ہمیں گانے کا تذکرہ نہیں ملتا صرف دف بجانے کا ذکر ہمیں ملتا ہے۔ اس خاتون نے اپنی خوش آوازی کا کوئی مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ حدیث میں گانے کا اشارہ بھی نہیں ملتا۔

(6) رسول ﷺ نے فرمایا: ''حلال اور حرام میں فرق فقط دف بجانے اور آوازوں کا ہے یعنی حرام چوری سے ہوتا ہے اور حلال شہرت سے۔'' (ترمذی:1088) میوزک حرام ہے۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا، وہ دَف ہے۔ نکاح کے مواقع پر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دَف بجائی گئی اور آج کی تقریبات نکاح میں بھی بجائی جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ نے نکاح کے اعلان کے لیے دف بجانے کی اجازت دی تھی کیونکہ اس سے دو مقاصد پورے ہوتے ہیں اعلان بھی، خوشی کا اظہار بھی، لیکن دیگر اعلانات کے لیے آپ ﷺ نے کبھی دف کا استعمال نہیں کیا۔ آپ ﷺ ہمیشہ کسی بلند آواز آدمی کو اس کے لیے مامور کردیتے تھے۔

(7) کیا ڈھولک دَف ہے؟ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ ڈھولک سے بھی تو دَف کی طرح کی آواز آتی ہے۔ یہ سوچ کر پھر لوگ تقریبات میں ڈھولک بجانے کو برا محسوس نہیں کرتے۔ ڈھولک اور دَف میں بہت فرق ہے۔ ڈھولک کے ساتھ سُر اور تال ترتیب دی جاسکتی ہے لیکن دَف پر ایسا کرنا ممکن نہیں۔ جب دف بجائی جاتی ہے تو اس وقت پر بولنے والا بولے، سمجھ نہیں آتی۔ دَف بجانے کے بعد تھوڑا اسے آہستہ کرتے ہیں تب کہیں جا کر کوئی بولتا ہے تو سمجھ آتی ہے۔ پھر دَف سے تمام آلات موسیقی پر جواز کی دلیل بھی نہیں پکڑی جاسکتی۔ اگر مبلغ بھی دَف کا استعمال کر کے اپنے پیغام کو پہنچانا چاہے تو قدرتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر باقی لوگوں کے لیے پھر ڈھولک تو کیا سارے آلات موسیقی کے جواز کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔اسی لیے علماء کہتے ہیں کہ اس سے اجتناب کیا جائے تو بہتر ہے۔

سوال 8: اچھے اشعار کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: اسلام اچھے اشعار کی اجازت دیتا ہے۔نبی ﷺ جب جہاد کے لیے جاتے تھے تو ایسے مواقع پر کسی صاحب ذوق سے شعر سننے کے لیے درخواست بھی کرتے تھے۔غزوہ خیبر پر جاتے ہوئے عامر بن اکوع نے اشعار پڑھے تھے:

اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

''اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔ہم تجھ پر فدا ہوں، ہم نے جو کچھ پہلے گناہ کئے ان کو تو معاف کر دے اور جب (دشمن سے) ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔'' (بخاری:6148)

صحابہ رضی اللہ عنہم فرحت سے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور نبی ﷺ نے بھی ایک بار یہ رجز پڑھی تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کی ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان باقی رہے گی، جہاد کرتے رہیں گے۔'' (بخاری:2835) ایسے اشعار سے کتنا جوش وخروش بڑھتا ہوگا۔ایسے بہت سے اشعار ہیں جن کا تذکرہ سیرت کی کتب میں ملتا ہے۔

عربوں کے یہاں ہدی خوانی ہوتی تھی۔لوگ صحراؤں میں سفر کرتے ہوئے جب شعر پڑھتے تھے تو سواریاں تیز دوڑتی تھیں۔رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے ان کے گلوں میں گھنٹیاں باندھی جاتی تھیں۔آپ ﷺ کے دور میں ایسا نہیں ہوتا تھا لیکن ہدی خوانی بہت ہوتی تھی۔لوگ پیدل بھی سفر کرتے تھے، گھوڑوں پر بھی، قافلوں کی صورت میں بھی۔جب کوئی خوش آوازی سے شعر پڑھتا تھا یا گاتا تھا تو اس کی وجہ سے سواریاں بہت تیز بھاگتی تھیں اور سفر آسانی سے ہو جاتا تھا۔اونٹ بھی لطف اندوز ہوتے تھے اور وہ لوگ بھی تھکن بھول جاتے تھے جو اونٹوں پر سوار ہوتے۔عہد رسالت میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

سوال 9: غیر محرموں کے سامنے خوش آوازی کا مظاہرہ کرنے کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: غیر محرموں کے سامنے خوش آوازی کا مظاہرہ جائز نہیں۔ اسلام اچھے شعر، خوش آوازی اور دف سے نہیں روکتا لیکن اسلام یہ چاہتا ہے کہ غیر محرموں کے سامنے خوش آوازی کا اظہار کرنے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ غیر محرم لوچ دار آواز سنیں گے، کلام سنیں گے تو کشش پیدا ہوگی۔ حسن صوت، اگر عورتوں کے درمیان ہو تو اور بات ہے۔ مردوں کے درمیان ہو تو لوگ متاثر ہو سکتے ہیں کیونکہ جنسی کشش تو دونوں فریقوں کے درمیان ہے۔ خوش آوازی اس کشش کو بڑھا دیتی ہے۔ آواز کا جب کانوں سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے لوگوں کے دل متاثر ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایک بار جب ہدی خوان نے اشعار پڑھے اور اونٹنیاں تیز بھاگنے لگیں، تو اس پر آپ ﷺ نے کہا: ﴿یَا اَنْجَشُ رُوَیْدَكَ سُوْقَكَ بِالْقَوَارِیْرِ﴾ ''اے انجش! آہستگی سے آبگینے نازک ہیں۔'' (بخاری، کتاب الادب)

سوال 10: بگل، فوجی دھنوں اور ترانوں کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: نبی ﷺ کے دور میں دوسری قومیں بگل بجایا کرتی تھیں، فوجی دھنیں اور ترانے بھی گائے جاتے تھے لیکن نبی ﷺ نے انہیں پسند نہیں کیا۔ اس کی جگہ پر نعرہ تکبیر بلند ہوتا تھا اور وادیاں گونج اٹھتی تھیں۔

سوال 11: تالی کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: تقریبات میں عام طور پر کسی اچھی آواز کے ساتھ تالی بجائی جاتی ہے۔ علامہ عبداللہ ابن باز رحمہ اللہ اپنے ایک فتویٰ میں کہتے ہیں کہ محفلوں میں تالی بجانا جاہلیت کے اعمال میں سے ہے۔ اس کے متعلق جو کم از کم کہا جا سکتا ہے وہ یہ کہ یہ مکروہ عمل ہے۔ جبکہ دلیل سے حرام ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مسلمانوں کو کافروں کی مشابہت کرنے سے روکا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکہ کے کافروں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً﴾ ''اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔'' (الانفال: 35) (فتاویٰ بن باز رحمہ اللہ: 229/1)

سوال 12: کیا موسیقی سکون آور ہے؟

جواب: موسیقی کے رسیا کہتے ہیں کہ موسیقی سکون آور ہے۔ موسیقی ہو یا کوئی نشہ آور چیز یا کوئی گپ شپ کی مجلس یا کوئی کھیل کود، ان میں آدمی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس کی ماں اور اس کی محبوبہ میں کوئی فرق ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے بھول جاتا ہے کہ میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ حالات کے تناؤ سے کچھ دیر آرام ضرور ملتا ہے لیکن جوں ہی میوزک ختم ہوتا ہے پھر وہ ننگے حقائق اس کے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔ انسان موسیقی سنتا رہتا ہے پھر گم ہو جاتا ہے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غالب نے کہا تھا:

عشق نے غالب نکما کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے بڑے کمال کے

موسیقی واقعی باکمال لوگوں کو نکما کر دیتی ہے۔ اگر سکون کا یقینی ذریعہ موسیقی ہوتی تو مریضوں اور تھکے ہارے لوگوں کو راگ سننے کی تلقین کی جاتی لیکن ڈاکٹر بھی سونے کی تلقین کرتے ہیں تاکہ دل دماغ اور اعصاب سکون پائیں۔

سکون حاصل کرنے کا تجربہ ان لوگوں کا بھی ہے جو یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ان کا خالق اور مالک دکھ درد اور بے چینیاں دور کرنے پر قادر ہے۔ ایسی حالت میں وہ ساری دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ تجربہ کرتے ہیں کہ رحمن کا ذکر ہی سکون کا باعث ہے اور کیسے نہ ہو کہ وہ ذات سچی، اس کا کلام سچا! جو بھی اس کی بارگاہ میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے سکون کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ انسان اپنے رب سے کہتا ہے: ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، انسان جب اپنے رب سے مدد چاہتا ہے تو رب کی مدد آتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ رب کی مدد کے ساتھ انسان کو سکون ملتا ہے۔ حرام کاموں میں بے چینیاں ہیں، پریشانیاں ہیں، دل آزاریاں ہیں، وقتی تسکین ہے، ہمیشہ کی تسکین نہیں۔ اس کے مقابلے میں انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو دل کو حقیقی سکون ملتا ہے۔ الحمدللہ

سوال 13: کیا موسیقی روح کی غذا ہے؟

جواب: لوگ کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ قرآن پاک کے مطابق روح امر ربی ہے۔ اس کی اصل جائے سکون خالق حقیقی کی قربت ہے۔ اس لیے نیک روح کی دنیا سے واپسی پر فرمایا جاتا ہے: ﴿یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ (۲۷) ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (۲۸)﴾ ''اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ، راضی ہونے والی، پسند کی ہوئی ہو۔'' (الفجر: 28,27) آج کا انسان جتنا موسیقی کی لذتوں میں گم ہے پہلے کبھی نہیں تھا لیکن آج کا انسان جتنا اعصابی تناؤ کا شکار ہے، جتنی گھٹن کا شکار ہے، جتنی آوارہ مزاجی کا شکار ہے پہلے کبھی نہیں تھا۔ اگر موسیقی روح کی غذا ہے، تو آج جب سب موسیقی سن رہے ہیں کبھی موبائل کی ٹیون کی صورت میں، کوئی خبرنامہ سنتے ہوئے، کبھی شاپنگ مالز میں، پھر نتیجہ اتنا برعکس کیوں ہے؟ روح کی یہ غذا گھٹن کا باعث کیوں بن رہی ہے؟ اعصابی تناؤ کا شکار کیوں کر رہی ہے؟

سوال 14: کیا موسیقی فطری جذبہ ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ موسیقی فطری جذبہ ہے اور اسے کچلنا ظلم ہے۔ خاص طور پر آج کہا جاتا ہے کہ جن بچوں کو موسیقی نہیں سنائی جاتی ان کے ساتھ بڑا ظلم ہے، وہ دنیا میں وہ کردار ادا نہیں کر سکیں گے جو انہوں نے کرنا ہے۔ تو سچ ہے، وہ کب ابلیس کے ایجنٹ بن سکیں گے؟ وہ تو اللہ والے کا کردار ادا کریں گے۔ ابلیس کے ایجنٹ تو وہ بنیں گے جو موسیقی سنیں گے۔ آج کے انسان کا حال یہ ہے کہ فطری جذبات کا نام لے کر انسان انتہائی بے رحم بن گیا، بے حیا بن گیا۔

سوال 15: کیا موسیقی بیماروں کو تندرست کر دیتی ہے؟

جواب: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بیماروں کو موسیقی تندرست کر دیتی ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نشہ بھی تندرست کر دیتا ہے، اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ شراب بھی تندرست کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کر دے تو اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے۔" (ترمذی:1865) جب نقصانات فائدے سے بڑھ کر ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ کا قانون حلال و حرام صرف اس لیے بدل دیا جائے کہ مریض موسیقی سے صحت مند ہوں گے جب کہ اس کے مقابلے میں ہزاروں طریقہ ہائے علاج موجود ہیں، ایسا کرنا بڑی زیادتی کی بات ہے۔

سوال 16: کیا موسیقی سن کر اثر نہ لینا ممکن ہے؟

جواب: لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو چند لمحوں کے لیے موسیقی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، دل پر لکھتے نہیں ہیں، تاثر نہیں لیتے۔ ایسے لوگوں سے سوال ہے کہ کیا کوئی پھولوں میں بیٹھ کر یہ سوچ سکتا ہے کہ خوشبو نہ آئے؟

روکنے سے بھلا رُکتا ہے بہاروں کا سفر
لاکھ خوشبو کے ذخیروں پہ بٹھاؤ پہرے

جیسے خوشبو اثر انداز ہوتی ہے ایسے ہی بدبو بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ جہاں آگ جھونکی جا رہی ہو آگ کی چنگاریوں سے آپ کیسے بچیں گے؟ یہ محض غلط فہمی ہے۔

سوال 17: کیا موسیقی عبادت ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ موسیقی عبادت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادت کا مطلب تو دل، زبان اور عمل سے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنا ہے۔ اگر موسیقی عبادت کا جزو ہوتی تو اللہ تعالیٰ خود ہدایت دیتا، اس کے ضابطے مقرر کرتا، اس کی حوصلہ افزائی اللہ کے رسول ﷺ کرتے۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ موسیقی عبادت نہیں بغاوت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 18: میوزک نہ سنیں تو پھر کیا کریں؟

جواب: (1) میوزک سے تلاوت کا سفر کریں! میوزک کا متبادل سب سے اچھا کلام یعنی رب العزت کا کلام ہے۔

(2) میوزک سے تلاوت تک کا سفر کیسے طے ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے کلام سے محبت کو رواج دیں گے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل جڑیں گے۔ کلام اللہ کو سننا اپنے لیے ضروری خیال کریں گے تو ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔ اپنے گھروں میں تلاوت کلام پاک کو رواج دیں۔ جیسے گھروں میں میوزک بجتا رہا ایسے دن رات تلاوت لگائے رکھیں، برکت ہوگی۔ 15 سے 17 گھنٹے میں پورا قرآن مکمل ہوجاتا ہے۔ ہر روز کم از کم ایک قرآن کی تلاوت پورے گھر میں لگائیں، اٹھتے بیٹھے سوتے جاگتے کوئی نہیں بھی سن رہا تب بھی سلامتی و برکت تو ہے، اس کا بہت نفع ہوگا۔ جب آپ گاڑیوں میں لگائیں گے، گھر میں تلاوت سنیں گے تو اچھی تلاوت سنتے ہوئے خود بھی ساتھ تلاوت کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تلاوت کرتے ہوئے آپ کا دل قرآن سے جڑے گا تب آپ اثرات محسوس کریں گے۔

(3) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کلام کو ہمارے دلوں کی بہار بنادے، ہماری آنکھوں کا نور بنادے، ہمارے اخلاق و کردار کو اس سے مزین فرمادے اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرمادے اور جو بھول جائے اسے یاد کروادے اور جو یاد نہیں اسے حفظ کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ دعا ہے کہ جب ہم اپنے رب کے پاس جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے یہ حکم دے: پڑھتے جاؤ اور چڑھتے جاؤ، تمہارا آخری درجہ، تمہارا مقام وہی ہے جہاں پر تمہارا کلام مکمل ہوجائے گا۔ دنیا میں کتنے ہی لوگ ہیں جو انتہائی شوق اور رغبت کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شوق مانگ لیجئے۔ خوبصورت انداز میں تلاوت آپ کی زندگی بدل دے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سوال 19: کامیڈی (استہزاء) اور مجالس استہزاء کے بارے میں اسلام کے موقف کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) رب العزت کا فرمان ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کوئی قوم کسی دوسرے کا مذاق نہ اُڑائے ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ایک دوسرے کا مذاق اُڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ ہی اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو، ایمان کے بعد برا نام (پکارنا) بہت بری بات ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں سو وہی ظالم ہیں۔'' (الحجرات:11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَلَا تَلْمِزُوْٓا﴾ لمز سے مشتق ہے اور لمز کہتے ہیں زبان کے ساتھ کسی کو طعن کرنے کو اور مراد یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی کسی کو برے عیب نہ لگائے اور ﴿تَنَابَزُوْا﴾ سے مراد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کسی کو برے لقب سے نہ پکارے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ ''بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے۔'' (الھمزہ:1)

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔'' (مسلم:2564)

(4) ''تکبر کہتے ہیں حق کو قبول نہ کرنے اور لوگوں کو حقیر خیال کرنے کو۔'' (مسلم:91)

(5) بعض لوگ حاضرین مجلس کو ہنسانے کے لیے کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں خواہ مزاح ہو یا استہزا ایسے لوگ فرضی قصے، بے حیائی کی باتیں، اور بے ہودہ گوئی کرتے ہیں۔ کبھی کسی شخص کو نشانہ بناتے ہیں اور اس کی نقلیں اتارتے ہیں ان کی چال چلتے ہیں اور ان جیسی آوازیں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو ہنسایا جائے ﴿اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا يَهْوِيْ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فِي النَّارِ﴾ ''بے شک کوئی شخص ایک کلمہ زبان سے نکالتا ہے جس کے بولنے میں وہ کوئی حرج محسوس نہیں کرتا لیکن اس کے سبب آگ میں ستر برس گرتے رہنے کے برابر گر جاتا ہے۔'' (ترمذی:2314)

(6) ''اس شخص کے لیے بربادی ہے جو کوئی بات کرتے ہوئے اس غرض سے جھوٹ بولتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے، اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے، اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔'' (ابوداؤد:4990)

(7) کامیڈی یعنی لوگوں کا مذاق اڑانے والا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اس کے غضب کو آواز دے کر لوگوں کو راضی کرنے کے لیے ہنساتا ہے اور اپنی عزت اور وقار کھو بیٹھتا ہے۔

(8) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جس کا ہنسنا اور مسکرانا بڑھ جائے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے، جو مزاح کرتا رہتا ہے اسے حقیر سمجھا جاتا ہے، جو شخص کوئی کام کثرت سے کرے وہ اس کی علامت اور پہچان بن جاتی ہے اور وہ اس چیز سے پہچانا جاتا ہے، جس کا کلام زیادہ ہو جائے اس کی لغزشیں اور شرمندگی بھی بڑھ جاتی ہے اور جس کی شرمندگی و لغزشیں کثرت سے ہوں اس میں حیاء کم ہو جاتی ہے اور جس میں حیاء کم ہو جائے اس کا تقویٰ و پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے اور جس کی پرہیزگاری کم ہو جائے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) زیادہ ہنستے رہنا آخرت سے غافل ہونے کی دلیل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں وہ کچھ معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسنے لگو اور زیادہ رونے لگو۔'' (بخاری:4621)

(10) ﴿وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا﴾ ''اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کتاب کیسی ہے جس نے نہ چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار کر رکھا ہے'' (الکہف:49)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ صغیرہ اور چھوٹی چیز سے مراد ہے مؤمن کے ساتھ کیے جانے والے استہزاء پر تبسم کے انداز میں مسکرانا اور کبیرہ و بڑی چیز سے مراد ہے استہزاء مؤمن پر قہقہہ مار کر ہنسنا۔

(11) اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ (۲۹) وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ (۳۰) وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ (۳۱) وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ (۳۲) وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ (۳۳) فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ (۳۴) عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ (۳۵) هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (۳۶)﴾ ''وہ لوگ جنہوں نے جرم کیے وہ ان پر جو لوگ ایمان لائے، ہنسا کرتے تھے اور جب وہ اُن کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے اور جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آتے تو مزے لیتے ہوئے واپس آتے تھے اور جب اُنہیں دیکھتے تو کہتے: ''یقیناً یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں'' حالانکہ وہ اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ سو آج جو لوگ ایمان لائے ہیں، کافروں پر ہنستے ہیں۔ تختوں پر بیٹھے وہ دیکھ رہے ہیں۔ کیا کافروں کو بدلہ مل گیا جو وہ کیا کرتے تھے؟'' (المطففین:29-36)

(12) کبھی استہزاء داڑھی اور پردے وغیرہ کے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک مجلس میں کسی شخص نے کہا: میں نے ان قراء (قرآن کے قاری) حضرات جیسا عجیب شخص کوئی نہیں دیکھا جو اپنے پیٹوں میں بہت رغبت رکھتے ہوں۔ زبانوں میں بہت جھوٹے ہیں اور دشمن سے ملاقات کے وقت بہت بزدل ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی یہ باتیں سن کر ایک دوسرا شخص اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا: تو جھوٹ بول رہا ہے بلکہ تو تو منافق محسوس ہوتا ہے میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور بتلا کے آتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ملی اور قرآن پاک بھی نازل ہوا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو خود دیکھا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی کے پاس کھڑا ہے پالان کسنے والا چوڑا تسمہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے نیچے سے پتھر اس کے پاؤں کو زخمی کر رہے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ: اے اللہ کے پیغمبر! ہم تو بس یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے اور آپ ﷺ اسے یہ کہتے چلے جا رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ(۶۵) لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ(۶۶)﴾ ''اور یقیناً اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ درحقیقت بس یونہی ہم ہنس بول رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔ آپ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کر رہے تھے؟ بہانے مت بناؤ، بلاشبہ تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیں تو ایک گروہ کو ہم ضرور عذاب دیں گے، اس وجہ سے کہ یقیناً وہ مجرم تھے۔'' (توبہ:66,65)

(13) علمائے کرام کہتے ہیں کہ مومنوں کے ساتھ استہزاء کو، اللہ تعالیٰ، آیات قرآنیہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استہزاء شمار کیا گیا ہے۔ (ابن ابی حاتم:6/1930,1929)

(14) ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ ''تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے اس استہزاء والے قول کی بنا پر کافر ہو چکے ہو اور اگر اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو کچھ دیر کے لیے معاف کر دے تو سب کے سب کو پھر بھی معاف نہیں کرے گا تم میں سے کسی نہ کسی کو عذاب پہنچتا ہی رہے گا کیونکہ تم اس فسق و فجور سے بھرپور اور گناہ سے بھرا ہوا قول ظاہر کر کے عظیم مجرم بن چکے ہو۔'' (تفسیر ابن کثیر:2/382,381)

سوال 20: خوش طبعی اور مزاح کے بارے میں اسلام کے موقف کو وضاحت سے بیان کریں؟

جواب: ہنسی مزاح میں بسا اوقات خوش طبعی قلبی انشراح یقیناً موجود ہوتا ہے لیکن اس پر ہمیشگی و دوام اختیار کرنا مذموم خصلت ہے کیونکہ اس میں وقت بے کار جاتا ہے اور کھیل تماشے کی صورت بن کر آدمی ہمیشہ اس میں مشغول رہتا ہے اور ایسا شخص ہر وقت اس حالت پر بھی قائم نہیں رہ سکتا بلکہ بعض اوقات وہ حرام باطل اور مکروہ کام کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے نیز مزاح پر ہمیشگی و مواظبت کا نتیجہ ہر وقت ہنستے رہنے کی صورت میں سامنے آتا ہے اور یہ اکثر ہنستے رہنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور خوف و ڈر ذہن سے ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ لڑائی جھگڑا وغیرہ تو اس لیے منع ہے کہ اس میں تکلیف و ضرر ہے کیونکہ اس کے ساتھ مدمقابل بھائی یا دوست کو جھوٹا کہنا پڑتا ہے اسے جاہل کہنا پڑتا ہے لیکن مزاح میں تو خوش طبعی، فرحت قلبی اور انشراح صدر وغیرہ جیسے مقاصد ہیں کسی کو اذیت نہیں دی جاتی تو اس سے کیوں منع کر دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے! مزاح ہر وقت کرتے رہنا اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنا منع ہے۔ اخلاقیات اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے اگر کبھی کبھار ہو جائے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔ ہمیشگی سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ کھیل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تماشے کی ایک صورت ہے۔ کھیل کود مباح ضرور ہے لیکن اس پر ہمیشگی کرنا مذموم خصلت ہے اور اکثر اس خصلت کو اپنائے رکھنا زیادہ ہنستے رہنے کا باعث ہے اور کثرت سے ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ بعض اوقات وحالات میں کسی کے دل میں یا اپنے دل میں کینہ وبغض پیدا کر دیتا ہے اور ہیبت ووقار کا جنازہ نکال دیتا ہے، تاہم جس مزاح میں ایسے نتائج سامنے نہ آئیں وہ مذموم بھی نہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿اِنِّیْ لَاَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا﴾ ''یقیناً میں بھی مزاح اور خوش طبعی کر لیتا ہوں لیکن کہتا وہی ہوں جو حق اور سچ ہو۔'' (الاحیار:127/3)

سوال 21: کیا نبی ﷺ مزاح کرتے تھے واضح کریں؟

جواب (1) نبی ﷺ خوش طبعی اور مزاح کر لیتے تھے لیکن سچ کہتے تھے۔

(2) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا'' اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میں اونٹنی کا بچہ کیا کروں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا اونٹ کو اونٹنی کے سوا کوئی اور بھی جنتی ہے؟'' یہ آپ ﷺ کا اس سے ایک مزاح اور خوش طبعی کا انداز تھا۔ (ترمذی:1991)

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر اخلاق حسنہ کے مالک تھے، میرا ایک بھائی تھا جسے ہم ابوعمیر کہا کرتے تھے راوی کہتے ہیں کہ غالباً انہوں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اس نے ابھی کچھ عرصہ پہلے ماں کا دودھ پینا ختم کیا تھا۔ اس نے ایک نغیر نامی پرندہ یعنی چڑیا کا بچہ پال رکھا تھا، وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ جب اس کے پاس جاتے تو ازراہ خوش طبعی فرماتے ﴿یَا اَبَا عُمَیْر! مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ﴾ ''اے ابوعمیر! نغیر کا کیا بنا۔'' (بخاری:6203)

(4) نبی ﷺ بچوں اور خواتین سے خوش طبعی سے پیش آتے تھے کیونکہ ان کے دل کمزور ہوتے ہیں اور خوش طبعی سے وہ مانوس ہو جاتے ہیں۔

سوال 22: مزاح اور خوش طبعی کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: (1) مزاح میں نبی ﷺ کی سنت اختیار کرنے کا ثواب ہے اور اگر سنت اختیار نہ کر سکیں تو پھر ایسے مزاح کو ترک کر دیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہو۔

(2)(i) ایک آدمی نے اپنے بھائی سے کہا: ''اے میرے پیارے بھائی! کیا تمہارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ تم آگ میں داخل ہونے والے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تمہارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اس سے باہر نکل سکو گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: نہیں۔'' تو وہ کہنے لگا: پھر ہنسنا اور مسکرانا کاہے کا؟ تو منقول ہے کہ پھر وہ شخص موت تک کبھی ہنستا ہوا نہ دیکھا گیا۔

(ii) سیدنا وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ کچھ لوگوں کے پاس گئے جو عیدالفطر کے موقع پر ہنس کھیل رہے تھے تو وہ کہنے لگے: ''اگر ان لوگوں کو بخشش مل چکی ہے تو یہ شکر گزار لوگوں کا عمل نہیں اور اگر ان کے لیے بخشش نہیں فرمائی گئی تو یہ کام ڈر رکھنے والوں کا نہیں۔''

(iii) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ جو شخص ہنستے ہوئے کوئی گناہ کرتا ہے وہ روتے ہوئے آگ میں داخل ہوگا۔

(iv) محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: جب تم جنت میں کسی شخص کو روتا دیکھو تو کیا تعجب نہیں کرو گے؟ کسی نے کہا: کیوں نہیں، تو وہ کہنے لگے کہ جو شخص دنیا میں ہنستا ہے حالانکہ اسے یہ بھی علم نہیں کہ میں جنت میں جاؤں گا یا نہیں تو وہ اس شخص سے بھی زیادہ قابل تعجب ہے۔ لہٰذا مذاق اور مزاح سے بچو تا کہ تمہیں حقیر نہ سمجھا جائے۔ زیادہ مت ہنسو ورنہ تمہارا رعب ختم ہو جائے گا، بہت کھل کر مسکرانا ہنسنا اور قہقہے لگانا مذموم فعل ہے صرف اس قدر مسکرانا قابل مدح ہے جس میں صرف تبسم ہو، ہونٹوں پر مسکراہٹ ہو لیکن آواز منہ سے خارج نہ ہو جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔

(v) محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''مجھے میری والدہ نے کہا کہ بیٹا بچوں کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی نہ کرنا ورنہ تم ان کی نظروں سے گر جاؤ گے۔'' (vi) سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: ''بیٹا کسی معزز شخص سے مزاح نہ کرنا ورنہ وہ تیرے متعلق دل میں کینہ رکھے گا اور کسی (دین کے اعتبار سے) گھٹیا انسان سے مزاح نہ کرنا ورنہ وہ تجھ پر جرأت دکھائے گا اور تجھے بھی کچھ سننا پڑے گا۔'' (vii) عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مزاح سے بچو کیونکہ یہ کینہ وحسد اور برے افعال کی طرف لے جانے کا باعث ہے۔ قرآن کے متعلق باتیں کیا کرو، اسی کے متعلق مجلس قائم کیا کرو، اگر یہ تم پر بوجھل محسوس ہونے لگے تو مُردوں کی اچھی باتیں بیان کیا کرو۔'' (viii) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مزاح کو مزاح کیوں کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں تو وہ فرمانے لگے کہ یہ مزاح آدمی کو حق سے ہٹا دیتا ہے (کیونکہ اس کا معنی ہٹا دینے کا ہے)'' (ix) کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ہر چیز کے بیج ہوتے ہیں اور دشمنی کا بیج یہ مزاح ہے۔ (x) ایک قول زریں یہ بھی ہے کہ مزاح عقل کو سلب کرنے والا اور دوستوں کو منقطع کرنے والا ہوتا ہے۔ میں تمہیں خصوصی طور پر اس سے ڈراتا ہوں کہ تم علمائے دین سے مذاق اور استہزاء کرو حتی کہ کسی بھی مسلمان کا مذاق اڑانے سے پرہیز کرو خصوصاً جب کہ تمہارا یہ مذاق اس کے دین پر پابندی اختیار کرنے کے سبب سے ہو۔ میں تمہیں اس سے بھی ڈراتا ہوں کہ تم ان کے متعلق کوئی نکتہ یا قصہ پکڑ کر لوگوں میں مشہور کرو اور حاضرین مجلس کو خوش کرنے اور مسکرانے کے لیے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوسناؤ کیونکہ اس کام سے اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا مرتبہ ومقام خطرے میں پڑ جائے گا، بلکہ بعض اوقات اس استہزاء کے نتائج کی بنا پر ایسا عذاب لازم ہوجاتا ہے جو تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا اور اس عذاب سے بچانے کے لیے تمہارے وہ رفقائے مجلس بھی کچھ کام نہیں آسکتے جن کو ہنسانے کے لیے یہ نکات اور قصے سنایا کرتے تھے اور ادھر علمائے کرام کا یہ فتویٰ بھی موجود ہے کہ جو شخص شریعت اسلامیہ کا مذاق کرتا ہے وہ کافر ہے۔

﴿وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا

''اور جب ہماری آیات اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، وہ تکبر کرتے ہوئے منہ موڑ جاتا ہے گویا اس نے اُنہیں سنا ہی نہیں، گویا

كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾

اُس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے، چنانچہ آپ اُس کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادیں'' (7)

سوال: غافل کر دینے والے کاموں میں مصروف رہنے والے قرآن سے بے زار رہتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا تُتْلٰی ... اَلِیْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا﴾ ''اور جب ہماری آیات اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں'' یعنی آیات سنا کر اسے ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے۔

(2)﴿وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا﴾ ''وہ تکبر کرتے ہوئے منہ موڑ جاتا ہے'' یعنی وہ آیت کے مقابلے میں تکبر کرتا ہے اور انہیں ٹھکرا کر پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ آیات اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ﴾ ''اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو وہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا عجمی (کلام) اور عربی (رسول)؟ آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لیے ہدایت اور شفا ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھاپن ہے، یہی لوگ ہیں جنہیں دُور کی جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔'' (فصلت:44)

(3)﴿كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا﴾ ''گویا اس نے اُنہیں سنا ہی نہیں'' وہ ایسے سنتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں۔

(4)﴿كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا﴾ ''گویا اُس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے'' گویا وہ بہرہ ہے آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس کے لیے اسے ہدایت کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ (۶) وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ (۷) یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (۸) وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (۹) مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (۱۰)﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جنہیں ہم حق کے ساتھ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اب اللہ تعالیٰ اور اُس کی آیات کے بعد کس بات پر یہ ایمان لائیں گے؟ ہر سخت جھوٹے گناہ گار کے لیے بڑی ہلاکت ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات سنتا ہے جب وہ اُس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر تکبر کر کے اِصرار کرتا ہے گویا اُس نے اُنہیں سنا ہی نہیں، چنانچہ آپ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیں اور جب ہماری آیات میں سے کچھ بھی جان لیتا ہے تو وہ اُس کا مذاق بنا لیتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے توہین آمیز عذاب ہے۔ اُن کے آگے جہنم ہے اور جو اُنہوں نے کمایا اُس میں سے کچھ بھی اُن کے کام نہیں آئے گا اور نہ ہی وہ جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا حمایتی بنا لیا تھا اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔'' (الجاثیہ:6-10)

(5) لہو ولعب کا شیدائی، رقص وسرور کا متوالا اور گانے بجانے کا شوقین بھلا قرآن کیوں سنے گا، جب اس کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس سے منہ موڑ لیتا ہے بلکہ پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے اور بہرا بن جاتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں کیونکہ قرآن سننے سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ مزاتو رہا درکنار قرآن سننے اور پڑھنے کا شوق ہی نہیں۔

(مختصر ابن کثیر: 2/1536)

(6) ﴿فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ ''چنانچہ آپ اُس کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیں'' یعنی اسے دردناک عذاب کی ایسی خوشخبری دے دیں جو اس کے دل کو غم سے بھر دے اور اس کے چہرے پر تاریکی کا سایہ ڈال دے۔

(7) یہ عذاب دل اور زبان دونوں کے لیے بہت دردناک ہوگا۔

(8) تمہیں قرآن سننے سے دکھ ہوتا تھا، تم قرآن سن کر غم زدہ اور اداس ہو جاتے تھے، تمہارے چہرے پر تاریک سائے لہرانے لگتے تھے۔ یاد رکھو! کل قیامت کے دن کے دردناک عذاب میں ایسا دکھ محسوس کرو گے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ فیصلہ کر لو کس دکھ کو برداشت کر سکتے ہو؟

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ﴾

''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، اُن کے لیے نعمت بھری جنتیں ہیں'' (8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مومنوں کو نعمتوں بھرے باغات کی جو بشارت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ ... النَّعِیْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''یقیناً جو لوگ ایمان لائے'' یعنی جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات پر ایمان لائے، ان سے اعراض نہ کیا، انہیں قبول کیا اور ان پر عمل کیا۔ (فتح القدیر: 294/4)

(2) ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جنہوں نے نیک عمل کیے'' وہ لوگ جو نیک عمل کرتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

(3) یعنی جنہوں نے عبادت باطن کو ایمان کے ساتھ اور عبادت ظاہر کو اسلام اور عمل صالح کے ساتھ جمع کیا۔ (تفسیر سعدی: 2090/3)

(4) ﴿لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ﴾ ''اُن کے لیے نعمت بھری جنتیں ہیں'' ان کے لیے نعمت بھری جنتیں ہیں جہاں دل کو سرور، روح کو قرار اور بدن کو آرام ملے گا۔

﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾

''اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (9)

سوال: ﴿خٰلِدِیْنَ ... الْحَكِیْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَا﴾ ''اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں'' وہ نعمت بھری جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، کبھی نکالے نہ جائیں گے، نہ کبھی اکتائیں گے۔

(2) ﴿وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا﴾ ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ وہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ وہ بڑے فضل و کرم اور بڑے احسان اور بڑے انعام والا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(3) ﴿وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾ ''اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' وہ کامل غلبے اور کامل حکمت کا مالک ہے۔ یہ اس کا غلبہ اور حکمت ہے کہ اس نے جسے توفیق سے نوازنا چاہا نواز دیا، جسے اس کے حال پر چھوڑ کر اس سے الگ ہونا چاہا الگ ہو گیا اور یہ سب کچھ ان کے بارے میں اس کے علم اور اس کی حکمت پر مبنی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2090/3)

(4) اللہ تعالیٰ العزیز ہے وہ انسانوں کو انجام تک پہنچانے کے لیے قدرت رکھتا ہے غلبہ رکھتا ہے۔

(5) (i) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہ اپنی حکمت سے انسانوں کو مواقع دیتا ہے۔ (ii) ان کے لئے حکیمانہ کلام بھیجتا ہے۔ (iii) انہیں حکیمانہ طریقے سے حق کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ (iv) انہیں حق کے راستے پر چلاتا ہے۔ انہیں ہدایت کے راستے پر چلاتے ہوئے جنت تک پہنچا دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ

''اُس نے آسمانوں کوستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا،تم اُن کو دیکھتے ہواور اُس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے

وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ

کر جھک نہ جائے اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے

كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ﴾

اُس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اُگائی''(10)

سوال: توحید کے دلائل اس کی وضاحت ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ... كَرِیْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾''اُس نے آسمانوں کوستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا، تم اُن کو دیکھتے ہو''اس نے آسمانوں کو، ان کی وسعتوں کو، ان کی بلندیوں کو بغیر ستونوں کے بنایا۔ یقیناً ساتوں آسمان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار ہیں، اسی کی قدرت سے وہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔

(2)﴿وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ﴾''اور اُس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے''اس نے پہاڑ زمین میں گاڑ دیئے تا کہ زمین جو پانی پر قائم ہے اس میں ذرا سا بھی خلل نہ آئے اس نے پہاڑوں سے زمین کو دبایا ہوا ہے۔

(3)﴿وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ﴾''اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے''اس نے زمین پر طرح طرح کے جاندار پیدا کر دیے جن کی شکلوں اور رنگوں اور ان کی تعداد کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔(مختصر ابن کثیر 1537/2)

(4)اللہ تعالیٰ نے جانور اس لیے پیدا لیے کہ انسان ان میں سے کچھ کو خوراک بنالے، کچھ کو سواری کے لیے استعمال کرلے اور کچھ کو زینت کے طور پر، خوشی کے حصول کے لیے اپنے پاس رکھے۔

(5)﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾''اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا''اس نے حیوانات کی زندگی کے لیے آسمان سے بارشیں نازل کیں تا کہ زمین سے ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگیں۔

(6)﴿فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ﴾''پھر ہم نے اُس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اُگائی''اور بارش کے پانی سے طرح طرح کی نفع مند اور خوبصورت نباتات اگائیں جن سے سارے جاندار روزی حاصل کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 1 11 10

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾

''یہ ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ ان لوگوں نے جو اُس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں''(11)

سوال: یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق، ہے کوئی جو اس جیسی مثال پیش کر سکے، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا ... مُّبِیْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا﴾ ''یہ ہے'' یعنی آسمانوں اور زمین کی مخلوقات کے لیے رزق کی فراہمی کا انتظام۔

(2) ﴿خَلْقُ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی مخلوق'' سب کچھ اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے۔ جسے مشرک بھی مانتے ہیں۔

(3) ﴿فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ ''تو تم مجھے دکھاؤ ان لوگوں نے جو اُس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟'' یعنی جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے، جن کو تم اپنی حاجتوں میں پکارتے ہو اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ ان کی بھی کوئی تخلیق ہو جیسی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، ان کے یہ خود ساختہ معبود بھی رزق عطا کرتے ہوں جیسے اللہ تعالیٰ رزق رسانی کرتا ہے۔ اگر تمہارے خود ساختہ معبودوں نے ان میں سے کوئی کام کیا ہے تو مجھے بھی دکھاؤ تا کہ تمہارا ان کے بارے میں یہ دعویٰ ثابت ہو کہ وہ عبادت کے مستحق ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2092,2091/3)

(4) یعنی دکھاؤ تمہارے شریکوں نے مچھر کا پر ہی بنایا ہو۔

(5) ﴿بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں'' ظالموں سے مراد مشرک ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو عبادت کا مستحق سمجھتے ہیں۔

(6) یہ ظاہر ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں دکھا سکتے جو ان باطل معبودوں کی تخلیق ہو کیونکہ مذکورہ تمام اشیاء کے بارے میں وہ اقرار کر چکے ہیں کہ وہ اللہ وحدہ کی تخلیق کردہ ہیں اور ان اشیاء کے علاوہ وہاں کوئی چیز موجود ہی نہیں لہٰذا وہ کسی ایسی چیز کو ثابت کرنے سے عاجز ہیں جو عبادت کی مستحق ہو۔ ان کا ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرنا کسی علم اور بصیرت پر مبنی نہیں بلکہ جہالت اور گمراہی کی بنا پر ہے اس لیے فرمایا: ﴿بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں'' یعنی جو بالکل صاف، ظاہر اور واضح ہے کیونکہ وہ ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو کسی نفع کی مالک ہیں نہ نقصان کی، جن کے قبضۂ قدرت میں زندگی ہے نہ موت اور نہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر ہیں اور ان لوگوں نے اپنے خالق اور رازق کے لیے اخلاص کو چھوڑ دیا جو تمام امور کا مالک ہے۔ (تفسیر سعدی: 2092/3)

(7) ﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا﴾ ''آپ کہہ دیں کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ماسوا پکارتے ہو؟ مجھے بھی دِکھاؤ کہ انہوں نے زمین سے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں اُن کا کوئی حصہ ہے؟ یا ہم نے اُنہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس میں سے کسی دلیل پر قائم ہیں؟ بلکہ ظالم ایک دوسرے سے دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں کرتے۔'' (فاطر:40)

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو! اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾

اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز بہت تعریفوں والا ہے'' (12)

سوال: لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو حکمت عطا کی، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ... حَمِيْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی'' لقمان رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے تھے جنہیں اس نے حکمت سے نوازا تھا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے لقمان رحمۃ اللہ علیہ کو حکمت عطا کی اور وہ دین کی سمجھ ہے۔

(3) حکمت سے مراد اللہ تعالیٰ، اس کی توحید، اس کی عبادت، اس کی اطاعت اور اس کا ذکر کرنے پر اس کا شکر ادا کرنا ہے۔

(4) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حکمت سے مراد فہم، علم اور تدبر ہے۔ (الاساس:4317/8)

(5) یہ احکام کے علم، ان کے اسرار نہاں اور ان کے اندر موجود دانائی کی معرفت کا نام ہے۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک انسان صاحب علم ہوتا ہے مگر حکمت سے تہی دامن ہوتا ہے۔ رہی حکمت، تو یہ علم کو مستلزم ہے بلکہ عمل کو بھی مستلزم ہے بنابریں حکمت کی علم نافع اور عمل صالح سے تفسیر کی جاتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2093/3)

(6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشک جائز نہیں مگر دو شخصوں پر، ایک اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور اس بات کی توفیق و ہمت بھی عطا کی ہو کہ وہ اسے (راہ) حق میں صرف کرے اور دوسرے اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت عطا کی ہو اور وہ اس کے ذریعے سے فیصلے (اور عمل) کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس کی تعلیم دیتا ہو۔'' (بخاری:73)

(7) ﴿اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو'' اس نے تمہارے ہم جنسوں، ہم عمروں اور ہم عصروں میں مخصوص

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انعام فرما کر فوقیت عطا فرمائی۔ (مختصر ابن کثیر:2/1538)

(8) رب العزت نے دو طرح کے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ ''بلاشبہ ہم نے اس کو راستہ دکھا دیا خواہ وہ شکر کرنے والا ہو یا ناشکرا۔'' (الدھر:3)

(9) شکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچان کر اس کی حمد وثنا کرنا ہے۔ صاحب قاموس نے لکھا ہے شکر کا معنی ہے احسان شناسی اور نعمت کو ظاہر کرنا۔ (مظہری:9/171)

(10) شکر سے مراد ہے اطاعت کے لیے کوشش کرنا اور معصیت کے کاموں سے اجتناب کرنا۔ (قرطبی:1/438)

(11) (i) وہ امور جو شکر کی طرف لے جاتے ہیں ان میں حلال رزق اور اپنے سے کم حیثیت کی طرف دیکھنا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کی طرف دیکھو جو دنیاوی اعتبار سے تم سے کم تر ہوں اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہوں، اس طرح زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرو، جو اس کی طرف سے تم پر ہوئی ہیں۔'' (ترمذی:2513)

(ii) قناعت کرنے سے انسان شکر گزار ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو، لوگوں میں سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ، سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آؤ، مومن بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو، مسلمان بن جاؤ گے اور کثرت سے ہنسنا ترک کر دو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (صحیحہ:930)

(iii) اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ اس کا شکر ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ﴾ ''مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں۔'' (بخاری:6306)

(iv) شکر ادا کرنے کی توفیق مانگنے سے انسان شکر ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! قسم اللہ کی، میں تم سے محبت کرتا ہوں، قسم اللہ کی میں تم سے محبت کرتا ہوں،'' پھر فرمایا: ''اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ''ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا'' ﴿اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ﴾ ''اے اللہ تعالیٰ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔'' (ابوداؤد: 1522)

(12) ﴿وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ﴾ ''اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے'' شکر کا نفع شکر کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے کی طرف ہی لوٹتا ہے" (i) شکر کرنے والا روزہ دار کی طرح ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے۔" (ترمذی:2486)

(ii) ہدایت کی نعمت شکر گزاروں کو ملتی ہے ﴿وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ﴾ "اور اسی طرح ہم نے انہیں ایک دوسرے سے آزمایا ہے تاکہ وہ کہیں کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ شکر گزار بندوں کو زیادہ جاننے والا نہیں؟" (الانعام:53)

(iii) شکر نعمت کا محافظ ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کہتے تھے: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شکر کے ساتھ اور نافرمانی کو ترک کرنے کے ساتھ محفوظ کرو۔ (شعب الایمان:4546)

(iv) شکر سے نعمتوں میں مزید اضافہ ہوتا ہے: ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ "اور جب تمہارے رب نے صاف اعلان کر دیا تھا کہ یقیناً اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں ضرور ہی زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بلاشبہ بڑا سخت ہے۔" (ابراہیم:7)

(v) شکر گزاری کی وجہ سے انسان کا نفس پاک ہوتا ہے اور وہ نیک کاموں میں آگے بڑھتا ہے۔

(13) ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ "اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز، بہت تعریفوں والا ہے" جو کوئی شکر ادا نہیں کرتا تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے جو کوئی اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اس کے بارے میں فیصلہ کرنے میں وہ بے نیاز اور قابل ستائش ہے، اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اس کی ذات کا لازمہ ہے۔ اس کا اپنی صفات کمال اور خوبصورت کاموں میں قابل ستائش ہونا اس کی ذات کا لازمہ ہے۔ اس کے ان دونوں اوصاف میں سے ہر وصف صفت کمال ہے اور دونوں اوصاف کا مجتمع ہونا گویا کمال کے اندر کمال کا اضافہ ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2093)

(14) اللہ تعالیٰ ناقدروں، ناشکروں کی شکر گزاری کا محتاج نہیں وہ بے پناہ خوبیوں والا ہے۔ اگر ساری زمین کے انسان ناشکرے بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

(15) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو، اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے آدمی اور جن، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں بڑا پرہیزگار شخص ہو تو اس سے میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی اور جن، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں سب سے بڑا بدکار شخص ہو تو اس سے میری سلطنت کو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔" (مسلم:6572)

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ

"اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اُس کو نصیحت کر رہا تھا، اے میرے چھوٹے بیٹے!

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بلاشبہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے" (13)

سوال: شرک بہت بڑا ظلم ہے، اس آیت کی وضاحت ﴿وَاِذْ قَالَ ... عَظِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ﴾ "اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اُس کو نصیحت کر رہا تھا" یاد کرو جب لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اور اسے اوامر و نواہی سمجھائے۔ پدری شفقت کے تحت اسے حکمت کی بات سمجھائی۔ ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ﴾ "اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا" سب سے پہلا حق اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے حق میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرنا ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اخلاص کا حکم دیا۔

(2) ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ "بلاشبہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے" شرک سے ڈراتے ہوئے لقمان حکیم نے کہا کہ یہ ایسا ہلاک کرنے والا گناہ ہے کہ اس کے مقابلے کا کوئی اور گناہ نہیں اس لیے ہمیشہ شرک سے بچنا۔

(3) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ اتری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین لرز گئے اور کہنے لگے: ایسا کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو؟ (یعنی اس سے گناہ نہ ہوا ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کا مطلب یہ نہیں جو تم خیال کر رہے ہو اس آیت میں ظلم کا مطلب وہ ہے جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ" اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے" ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ "اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بلاشبہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔" (بخاری:4629)

(4) اس کے ظلم عظیم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی بُرا نہیں جو مٹی سے بنی ہوئی مخلوق کو کائنات کے مالک کے مساوی قرار دیتا ہے وہ اس ناچیز کو جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتی اس ہستی کے برابر سمجھتا ہے جو تمام اختیارات کی مالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جو ناقص اور ہر لحاظ سے محتاج ہستی کو رب کامل کے برابر مانتا ہے جو ہر لحاظ سے بے نیاز ہے۔ وہ ایسی ہستی کو جس کے پاس اتنا بھی اختیار نہیں کہ وہ ذرّہ بھر بھی کسی کو نعمت عطا کر سکے ایسی ہستی کے مساوی قرار دیتا ہے کہ مخلوق کے دین و دنیا، آخرت اور ان کے قلب و بدن میں جو بھی نعمت ہے وہ اسی کی طرف سے ہے اور اس ہستی کے سوا کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتا۔ کیا اس سے بھی بڑا کوئی ظلم ہے؟ (تفسیر سعدی: 2094/3)

(5) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یا معاذ!'' میں بولا: یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''یا معاذ!'' میں بولا: یا رسول اللہ ﷺ! حاضر ہوں آپ ﷺ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''یا معاذ!'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر کیا حق ہیں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حق یہ ہیں کہ بندے خاص اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں'' پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''معاذ!'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب کہ وہ یہ کام کر لیں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ کرے۔'' (بخاری کتاب الجہاد: 5967)

(6) سیدنا لقمان رحمہ اللہ کی وصیت سے والد کی ذمہ داریوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ بچوں کو شرک سے بچانا، شرک کی حقیقت کو سمجھانا، شرک نہ کرنے کی تعلیم دینا یہ والد کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ

''اور ہم نے انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں وصیت کی، اُس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ اُٹھا کر اُسے اٹھایا اور اس کا

وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾

دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے'' (14)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی وضاحت ﴿وَوَصَّيْنَا ... اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ﴾ ''اور ہم نے انسان کو وصیت کی'' یعنی ہم نے اس سے عہد لیا اور ہم اس کے بارے میں سوال کریں گے کہ اس نے اپنے عہد کی حفاظت کی ہے یا نہیں؟

(2) ﴿بِوَالِدَيْهِ﴾ ''اُس کے والدین کے بارے میں'' یعنی اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ ''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان دونوں کو ''اُف'' تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے عزت والی بات کرو۔'' (بنی اسرائیل: 23)

(3) (i) والدین اولاد کے لیے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ (ii) والدین اولاد کی پرورش اور تربیت کے لیے بہت زیادہ مشقت اٹھاتے ہیں۔ (iii) والدین اپنی جوانیاں گلاتے ہیں تب بچے جوان ہوتے ہیں۔ والدین کا حق بنتا ہے کہ اولاد ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی۔

(4) ﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ﴾ ''اُس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ اُٹھا کر اُسے اٹھایا'' رب العزت نے اس سبب کا ذکر فرمایا ہے: جو ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کا موجب ہے۔ تمہاری ماں نے تمہیں دکھ پر دکھ اٹھا کر تمہیں پیٹ میں رکھا۔ اس کا کھانے کو جی نہیں چاہتا تھا، کھا لیتی تھی تو دل متلاتا تھا، کھایا پیا قے کر دیتی تھی۔ تمہاری ماں تمہارے حمل کے دوران صحت سے زیادہ بیماری کے قریب رہتی تھی۔ کمزوری اور حمل کا بوجھ اٹھا کر مشقت والے دن بسر کرتی تھی اور وضع حمل کے وقت وہ زندگی سے زیادہ موت کے قریب تھی۔ پھر ماں راتوں کو نیند حرام کر کے دن رات تمہاری خدمت میں لگی رہتی تھی اس لیے وہ تمہارے حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔

(5) نبی ﷺ سے کسی نے سوال کیا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا باپ۔'' (بخاری: 5971)

(6) اولاد ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے لیے اپنے رب سے دعا کرے جیسا کہ فرمایا ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ ''اور ان کے لیے تواضع کا بازو رحم دلی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھکائے رکھو اور کہو کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسے اُنہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔'' (بنی اسرائیل:24)

(7) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے۔'' (بخاری:2548)

(8) ﴿وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ﴾ ''اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے'' یعنی وہ اپنی ماں کی پرورش، کفالت اور رضاعت کا محتاج ہوتا ہے۔ کیا اس ہستی کے ساتھ حسنِ سلوک نہ کیا جائے جو شدید محبت کے ساتھ اپنے بچے کی خاطر یہ سختیاں برداشت کرتی ہے اور اس کے بیٹے کو اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید اور وصیت نہ کی جائے؟ (تفسیر سعدی:2095/3)

(9) دودھ پلانے کا حکم رب العزت نے دیا ہے ﴿وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ ''اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے ہے جو ارادہ رکھے کہ رضاعت کی مدت کو پورا کرے۔'' (البقرہ:233)

(10) ﴿اَنِ اشْكُرْ لِیْ﴾ ''کہ میرا شکر ادا کرو'' یعنی میرے حقوق ادا کر کے، میری بندگی، میری اطاعت اور عبودیت کو قائم کر کے میرا شکر ادا کرو اور میری دی ہوئی نعمتوں کو معصیت اور گناہ کے کاموں میں استعمال نہ کرو۔

(11) اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ اگرچہ والدین کا بڑا حق ہے لیکن رب کا حق سب سے بڑا ہے۔ اس لیے پہلے رب کا شکر ادا کرنا ہے۔

(12) ﴿وَلِوَالِدَیْكَ﴾ ''اور اپنے والدین کا بھی'' اور اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو، ان کے سامنے تواضع کے ساتھ رہو، ان کا اکرام اور عزت کرو، ان کی ذمہ داریوں کو اٹھاؤ، ان کے ساتھ بھلی بات کرو، ان کی خدمت کرو، ان کو وقت دو، ان کے ساتھ برا سلوک نہ کرو، ان کے ساتھ احسن کلام اور اچھے طرزِ عمل سے ان کا شکر ادا کرو۔

(13) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میں آپ ﷺ سے ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے کہا: دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ سے اجر چاہتا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے ماں باپ کے پاس لوٹ جا اور ان سے نیک سلوک کر۔'' (مسلم:6506)

(14) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی لڑکا جھولے میں (یعنی شیر خوارگی میں) نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بولا: مگر تین لڑکے۔ ایک تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوسرے جریج کا ساتھی اور جریج کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک عابد شخص تھا سو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اسی میں رہتا تھا۔ اس کی ماں آئی وہ نماز پڑھ رہا تھا، ماں نے پکارا ''اے جریج!'' وہ بولا: اے رب! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں، آخر وہ نماز ہی میں رہا اس کی ماں پھر گئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا، پھر آئی اور پکارا: اے جریج! وہ بولا: یا اللہ! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں، آخر وہ نماز ہی میں رہا۔ اس کی ماں بولی: یا اللہ! اس کو مت مارنا جب تک بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھے۔ پھر بنی اسرائیل نے جریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا شروع کیا۔ اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی سے مثال دیتے تھے۔ وہ بولی: اگر تم کہو تو میں جریج کو بلا میں ڈال دوں، پھر وہ عورت جریج کے سامنے گئی، لیکن جریج نے اس طرف خیال بھی نہ کیا۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو جریج کے عبادت خانہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا اور اجازت دی اس کو اپنے سے صحبت کرنے کی، اس نے صحبت کی، وہ پیٹ سے ہوئی اور جب بچہ جنا تو بولی: کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ یہ سن کر جریج کے پاس آئے اور اس سے کہا: اتر اور اس کا عبادت خانہ گرا دیا اور اس کو مارنے لگے وہ بولا: کیا ہوا تم کو؟ انہوں نے کہا: تو نے زنا کیا اس بدکار عورت سے، وہ ایک بچہ بھی جنی ہے تجھ سے۔ جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے، جریج نے کہا: ذرا مجھ کو چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں، پھر نماز پڑھی اور آیا اس بچہ کے پاس اور اس کے پیٹ کو ایک گھونسا دیا اور بولا: اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا: فلانا چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ دوڑے جریج کی طرف اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہنے لگے تیرا عبادت خانہ ہم سونے سے بنا دیتے ہیں۔ وہ بولا: نہیں مٹی سے پھر بنا دو جیسا تھا۔ لوگوں نے بنا دیا۔ تیسرا ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ اتنے میں ایک سوار نکلا عمدہ جانور پر ستھری پوشاک والا۔ اس کی ماں نے کہا: یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسا کرنا۔ بچے نے یہ سن کر چھاتی چھوڑ دی اور اس سوار کی طرف دیکھا اور کہا: یا اللہ! مجھ کو ایسا نہ کرنا، پھر چھاتی میں جھکا اور دودھ پینے لگا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم س بچے کے دودھ پینے کی نقل کرتے تھے اس طرح پر کہ کلمہ کی انگلی اپنے منہ میں ڈال کر چوستے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر لوگ ایک لونڈی کو لے کر نکلے جس کو مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے: تو نے زنا کرایا اور چوری کی۔ وہ کہتی تھی: اللہ مجھے کفایت کرتا ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ بچے کی ماں بولی: یا اللہ! میرے بچہ کو اس لونڈی کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: یا اللہ! مجھ کو اس لونڈی کی طرح کرنا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی۔ ماں نے کہا: او سرمنڈے! جب ایک شخص اچھی صورت والا نکلا اور میں نے کہا: یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا: یا اللہ! مجھ کو ایسا نہ کرنا اور یہ لونڈی کو لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں تو نے زنا کیا، چوری کی، تو میں نے کہا: یا اللہ! میرے بچے کو اس کی طرح نہ کرنا۔ تو کہتا ہے: یا اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھ کو اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے؟)۔ بچہ بولا: وہ سوار ایک ظالم شخص تھا، میں نے دعا کی یا اللہ! مجھ کو اس کی طرح نہ کرنا اور لونڈی پر لوگ تہمت کرتے ہیں، کہتے ہیں تو نے زنا کیا، چوری کی، حالانکہ نہ اس نے زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے، تو میں نے کہا: یا اللہ! مجھ کو اس کے مثل بنا۔'' (مسلم:6509)

(15) سیدنا ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کیا: ضرور بتایئے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے بتایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے، اب آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ آپ ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے۔ (بخاری:5976)

(16) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ناک خاک آلود ہو گئی، پھر ناک خاک آلود ہو گئی، پھر ناک خاک آلود ہو گئی۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون آدمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا، پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔'' (مسلم:6510)

(17) ﴿اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ ''میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے'' اے انسان! تو نے لوٹ کر تو میرے پاس آنا ہے۔ میں تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ میں تم سے تمہاری ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کروں گا کہ تو نے انہیں پورا کیا یا میرے حکم، میرے عہد، میری وصیت کو ضائع کر دیا۔ اگر تو نے میرے حکم کو نہ مانا تو میں تجھے بدترین سزا دوں گا۔

(18) اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ شعور دلایا ہے کہ والدین کے ساتھ تعلق عارضی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ اس لیے جب لوٹنا اس کی طرف ہے تو سارے تعلقات کو اپنی حیات کو شعوری طور پر اس کی طرف لوٹا دو اس کے حوالے کر دو۔

﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی کو شریک کرے جس کا تجھے علم بھی نہیں پھر اُن دونوں کی اطاعت نہ کرنا

وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۪ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ

اور دنیا میں اُن دونوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو اور اُس کے راستے پر چلو جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

طرف ہی تمہارا پلٹنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے" (15)

سوال 1: والدین کے دباؤ سے نہ دین چھوڑو نہ حسنِ سلوک، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ ... مَعْرُوْفًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ﴾ "اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں" یعنی اگر تمہارے ماں باپ دونوں کوشش کریں تم پر دباؤ ڈالیں۔

(2) ﴿عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ "کہ میرے ساتھ تو کسی کو شریک کرے جس کا تجھے علم بھی نہیں پھر اُن دونوں کی اطاعت نہ کرنا" یعنی اگر والدین شرک کی طرف یا اپنے دین کی طرف ترغیب دیں اور وہ چاہیں کہ آپ ان کے نقشِ قدم پر چلو اور ان کے دین پر قائم رہو تو آپ ان کی بات ہرگز نہ مانو۔

(3) آپ کہیں یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنے کے لیے اور شرک کے لیے والدین دباؤ ڈالیں تب بھی ان کی اطاعت کرنا حسن سلوک میں شامل ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کا حق فائق ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ﴾ "خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔" (المعجم الکبیر: 384)

(4) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی کئی آیتیں نازل ہوئیں۔ وہ کہتے ہیں (ایک آیت اس وقت نازل ہوئی جب) ان کی ماں نے قسم کھائی کہ وہ ان سے اس وقت تک بات نہیں کرے گی، جب تک وہ اپنا دین اسلام نہ چھوڑ دیں اور اس عرصہ میں وہ نہ کچھ کھائے گی اور نہ پیئے گی، پھر وہ کہنے لگی، (سعد!) تو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے ماں باپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں اور میں تجھے اس بات کا حکم دیتی ہوں (کہ تو دین اسلام چھوڑ دے)۔ پھر تین دن تک وہ اس حالت میں رہی کہ نہ کچھ کھایا اور نہ پیا، یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہوگئی۔ آخر ان کا ایک بیٹا، جس کا نام عمارہ تھا، کھڑا ہوا اور اس نے اسے پانی پلایا۔ وہ (پانی پی کر) سعد کو بددعا دینے لگی، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ (۱۴) وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۪ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۵)﴾ "اور ہم نے انسان کو اُس کے والدین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں وصیت کی، اُس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ اُٹھا کر اُسے اٹھایا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی کو شریک کرے جس کا تجھے علم بھی نہیں پھر اُن دونوں کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا میں اُن دونوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو اور اُسکے راستے پر چلو جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر میری طرف ہی تمہارا پلٹنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے۔'' (لقمان:14،15)(مسلم:6238)

(5) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مختصر لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی (عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ سب اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ پھر امیر کسی وجہ سے غصہ ہو گئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں نبی ﷺ نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں فرمایا ہے انہوں نے کہا پھر تم سب لکڑیاں جمع کرو، انہوں نے لکڑیاں جمع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ اور انہوں نے آگ لگا دی۔ اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ۔ فوجی کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہی میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کہا کہ ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے نبی ﷺ کی طرف آئے ہیں! ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ اس کے بعد امیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ جب اس کی خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے۔ اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لیے ہے۔'' (بخاری:4340)

(6) اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اجازت نہیں دی کہ اگر وہ آپ پر دباؤ ڈالیں تو ان کی نافرمانی کرو اور بدسلوکی کرو۔

(7) ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ ''اور دنیا میں اُن دونوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو'' دنیا میں ان کے ساتھ معروف طریقے سے رہنا اور اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ دنیا میں ان سے پیار محبت کے ساتھ رہو اور احسان کے بدلے احسان کرتے رہو۔

سوال 2: دین میں ان لوگوں کی پیروی کرو جو میری طرف جھکے ہوئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاتَّبِعْ ... تَعْمَلُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾ ''اور اُس کے راستے پر چلو جس نے میری طرف رجوع کیا'' یعنی محمد ﷺ کی پیروی کرو۔

(2) یعنی اس راستے کی پیروی کرو جو مجھ تک پہنچتا ہے۔ یعنی توبہ اور اخلاص کے ساتھ میرے راستے پر چلو۔ (فتح القدیر:4/298)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سارے جہان والوں کو وصیت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی پیروی کریں۔ (الثعالبی:4/321)

(4) یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(5) ﴿ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ﴾ ''پھر میری طرف ہی تمہارا پلٹنا ہے'' یعنی فرماں بردار اور نافرمان اور وہ لوگ جن کے محرکات اور ارادے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی طرف مائل ہیں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں سب نے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے۔

(6) ﴿فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''تو میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ سے کسی کا کوئی عمل چھپا ہوا نہیں وہ ہر ایک کو اچھے اور برے اعمال کی جزا دے گا۔

﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ

''اے میرے چھوٹے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے وزن کی ہو، پس وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو

اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ﴾

یا زمین میں تو اللہ تعالیٰ اُس کو لے آئے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں، پوری خبر رکھنے والا ہے'' (16)

سوال: رائی کے دانے کے برابر عمل کو بھی اللہ تعالیٰ لے آئے گا، اس کی وضاحت ﴿یٰبُنَیَّ ... خَبِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ﴾ ''اے میرے چھوٹے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے وزن کی ہو'' لقمان حکیم رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے لطیف وخبیر ہونے کا شعور دلاتے ہوئے کہا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو اور جو بہت ہی چھوٹا اور حقیر ذرہ ہے۔

(2) ﴿فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ﴾ ''پس وہ کسی چٹان میں ہو'' یعنی وہ ذرّہ کسی چٹان کے درمیان میں چلا جائے۔

(3) ﴿اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ﴾ ''یا آسمانوں میں'' یا آسمانوں میں، ستاروں اور سیاروں کے درمیان یا آسمان کی کسی بھی جہت میں ہو۔

(4) ﴿اَوْ فِی الْاَرْضِ﴾ ''یا زمین میں'' یا زمین کے نیچے، زمین کی تہوں میں کہ اگر ذرّہ زمین کی تہوں میں ہو اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ اُس کو لے آئے گا'' اللہ تعالیٰ اسے اپنے وسیع علم اور کامل خبر اور کمال قدرت سے اسے لے آئے گا۔

(6) یعنی اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن انصاف کے ترازو نصب کرے گا تو ظلم اور گناہ کو حاضر کر دے گا اور پورا پورا بدلہ دے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾ ''اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے پھر کسی جان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانے برابر بھی ہوگا تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں'' (الانبیاء:47) ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (۷) وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (۸)﴾ ''تو جو ذرّہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرّہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا'' (الزلزال:8,7) (مختصر ابن کثیر:2/1541)

(7)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ باریک بیں، باخبر ہے'' اللہ تعالیٰ باریک علم والا ہے۔ وہ آنکھ سے نظر نہ آنے والی چیزوں کو بھی دیکھتا ہے۔ وہ تاریک رات میں چیونٹی کی چال کو بھی دیکھتا ہے۔ وہ جو کالی رات کے اندھیرے میں مچھر کو اس کے پر پھیلاتے ہوئے دیکھتا ہے جو اس کی رگیں اس کے سینے میں دیکھتا ہے اور اس کے دماغ اور اس کی باریک ہڈیوں کے بیچ اور اس کے حلق کی رگوں میں خون دوڑتے ہوئے اور ایک جوڑ سے دوسرے جوڑ تک جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ جو بچے کو ماں کے پیٹ کے اندرونی اندھیرے میں پرورش پاتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اس کی تیز حرکات میں اس کے قدم دیکھتا ہے۔ وہ جو تمام مخلوقات کو سمندر کی تاریک گہرائیوں کے نیچے دیکھتا اور سنتا ہے۔

(8) اگر کوئی باریک سے باریک ذرہ بھی چٹان کے اندر ہو اللہ اپنے علم کی لطافت سے اسے ظاہر فرما دے گا۔

(9)﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔'' (الانعام:59)

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ

''اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت بھی تم پر آئے اس پر صبر کرو یقیناً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے"(17)

سوال1: ہمت کے کاموں کی وصیت کی وضاحت ﴿یٰبُنَیَّ ... الْاُمُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) سیدنا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت کی کہ انسان اچھا یا برا کام خواہ کتنا ہی چھپ کر کرے اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتا۔ اس کے سارے اعمال کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جیسے وہ رائی کے دانے کو نکال کر لے آئے گا ایسے ہی انسان کے عمل کو بھی۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا گہرا شعور دلانے کے بعد نماز قائم کرنے کا حکم دیا کہ یہی شعور نماز کو احسان کے درجے تک لے جاتا ہے جیسا کہ حدیثِ جبرائیل علیہ السلام میں ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے احسان کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ﴾ "احسان یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔" (بخاری:50)

(2) ﴿یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ﴾ "اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کرو" لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کی ترغیب دی کہ یہ سب سے بڑی بدنی عبادت ہے۔

(3) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔" (ترمذی:2616)

(4) ﴿وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ "اور نیکی کا حکم دو" لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکامات کی اتباع کا حکم دو۔

(5) ﴿وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ "اور برائی سے روکو" لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور حرام میں پڑنے سے روکو۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ "اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔" (التوبہ:71)

(6) یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دال ہیں کہ نیکی پر عمل کر کے اور برائی کو ترک کر کے خود اپنی ذات کی تکمیل کی جائے، پھر نیکی کا حکم دے کر اور برائی سے روک کر دوسروں کی تکمیل کی جائے۔ چونکہ یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہے کہ جب بندہ نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے روکے گا تو لامحالہ اسے آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا نیز اس راستے میں نفس کو مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے اس لیے اس کو اس پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2096) لہٰذا فرمایا، ﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ﴾ "اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو مصیبت بھی تم پر آئے اس پر صبر کرو' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتے ہوئے جو مصیبت بھی تم پر آئے اس پر صبر کرو اور لوگوں کے تکلیفیں پہنچانے کی وجہ سے اس کام سے نہ رکنا۔

(7)﴿اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ ''یقیناً یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے'' یعنی نماز قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں لوگوں کی دی ہوئی اذیتوں پر صبر کرنا ایسے امور ہیں جن کا عزم کے ساتھ اہتمام کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کاموں کی توفیق اولوالعزم لوگوں کو دیتے ہیں۔

سوال 2: سیدنا لقمان رحمہ اللہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت سے والد کی ذمہ داریوں کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ والد کو اپنی اولاد کو نماز قائم کرنے اور اصلاح معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیار کرنا چاہیے۔ اپنی ذاتی اصلاح اور بین الانسانی تعلقات کی درستگی، رب کی اطاعت پر کاربند رہنے کے لیے صبر کرنے کا حکم ہے اس بارے میں بھی بتانا چاہیے۔

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

''اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو، یقیناً اللہ تعالیٰ کسی خود پسند، فخر کرنے والے سے

مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾

محبت نہیں کرتا'' (18)

سوال: غرور سے اجتناب کی وصیت کی وضاحت ﴿وَلَا تُصَعِّرْ ... فَخُوْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾ ''اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو'' جب تم لوگوں سے بات کرو تو انہیں حقیر جان کر غرور سے منہ نہ پھیرو۔ (2)﴿لَا تُصَعِّرْ﴾ 'صعر' سے مشتق ہے جو اونٹ کی ایک بیماری ہے جس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے جیسے انسانوں میں لقوہ معروف بیماری ہے جس سے چہرہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے مراد اس سے رخ پھیر لینا ہے۔ (معارف القرآن: 3938/7) (3) یعنی تکبر نہ کرو۔ یعنی جب لوگ آپ سے کلام کریں تو ان سے منہ نہ موڑلو۔ (الدر المنثور: 320/5)

(4) (i) عام طور پر منہ اس لئے پھیرا جاتا ہے جب لوگ خود کو بڑا اور دوسروں کو چھوٹا سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے لقمان رحمہ اللہ کی نصیحت کے حوالے سے سمجھایا ہے کہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے آپ کو برتر اور دوسروں کو حقیر سمجھے اور لوگوں کے معاملات کا نگران بن جائے تو لوگوں پر اپنی قیادت کا قہر نازل کرے۔

(ii) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں بلاتے ان میں بڑا بننے اور لوگوں سے منہ موڑنے کا رویہ زیادہ پایا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(iii)اس وصیت میں تکبر کی وجہ سے پھولے ہوئے گالوں سے تکبر کی ہوا نکالی گئی ہے۔

(iv)اس وصیت کے ذریعے تکبر کے عمل سے نفرت دلائی گئی ہے تا کہ لوگ منہ پھیر کر بات کرنا چھوڑ دیں۔

(5)لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیار اور نرمی سے پیش آؤ۔جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا بھی نیکی ہے اور تہ بند لٹکانے سے بچنا کیونکہ یہ غرور کی نشانی ہے اور غرور کو حق تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔'' (ابوداؤد:4084)غرور نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقیر جانو اور بات کرتے وقت ان سے منہ پھیر لو، پیٹھ پھیر کر بات نہ کرو، تصنع سے باچھیں پھاڑ پھاڑ کر اور اترا اترا کر باتیں نہ کرو۔(سراج المنیر :1541/2)

(6)سیدنا جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''کسی نیکی کو حقیر مت جاننا، اپنے بھائی سے بات کرو تو کھلے چہرے سے بات کیا کرو، بلاشبہ یہ نیکی ہے اور اپنی چادر آدھی پنڈلی تک اونچی رکھا کرو اور اگر یہ نہ کر سکو تو ٹخنوں تک (تو ضرور اونچی) رکھو، (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے سے بچنا، کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔''(ابوداؤد:4084)

(7)﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾''اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو''یعنی خود پسندی کے ساتھ اتراتے ہوئے نہ چلو۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾ ''اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو، یقیناً تم زمین کو کبھی نہیں پھاڑ سکو گے اور نہ کبھی پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ پاؤ گے۔''(بنی اسرائیل:37)

(8)رحمٰن نے اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ زمین پر نرم چال چلتے ہیں﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی سے چلتے ہیں''(الفرقان:63)

(9)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سربلند کر دیتا ہے۔''(مسلم:6592)

(10)﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾''یقیناً اللہ تعالیٰ کسی خود پسند، فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا''یعنی اللہ تعالیٰ کسی خود پسند سے محبت نہیں کرتا، جو تکبر کرتا ہے جو اپنی باتوں میں فخر کا اظہار کرتا ہے۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''وہ شخص جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی غرور ہوگا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ایک شخص نے کہا، ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، غرور و تکبر تو یہ ہے کہ انسان حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔''(مسلم:265)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(11) سیدنا لقمان رحمہ اللہ نے دعوت الی اللہ کے کام کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو اخلاقیات کے بارے میں خالص نصیحتیں کی تھیں: (i) یہ وہ کام ہیں جن میں عام طور پر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (ii) دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہوئے لوگ ان غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ (iii) یہ نصیحتیں دعوت دینے والے کے لیے بہترین زادِ راہ ہیں۔

(12) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے افراد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور ان کی طرف نظر نہیں کرے گا اور ان کو گناہوں سے پاک بھی نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' یہ کلمات رسول اللہ ﷺ نے تین بار دہرائے۔ میں نے پوچھا، یہ لوگ نامراد ہو گئے اور انہوں نے نقصان اٹھایا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسبل (یعنی چادر، تہ بند، شلوار یا پینٹ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا)، دوسرا احسان کر کے جتانے والا اور تیسرا جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔'' (ابوداود: 4087)

(13) سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عزت اللہ تعالیٰ کی ازار ہے اور کبریائی اس کی چادر ہے اور (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو شخص ان صفتوں میں مجھ سے جھگڑے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔'' (مسلم: 6680)

(14) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی غرور میں اپنی چادر لٹکا کر چلا جا رہا تھا کہ وہ زمین میں دھنسا دیا گیا، پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔'' (بخاری: 5789)

﴿وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ﴾ ع 2 8 11

''اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز کو پست رکھو، بے شک سب سے بُری یقیناً گدھوں کی آواز ہے'' (19)

سوال: درمیانی چال اور دھیمی آواز کی وصیت کی وضاحت ﴿وَاقْصِدْ ... الْحَمِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ﴾ ''اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو'' مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تواضع اختیار کرو۔ (الدر المنثور: 5/321) یعنی درمیانی چال چلو نہ بالکل آہستہ نہ بھاگ کر چلو۔

(2) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ تکبیر کی آواز سن لو تو نماز کے لیے (معمولی چال سے) چل پڑو۔ سکون اور وقار کو (بہر حال) پکڑے رکھو اور دوڑ کے مت آؤ۔ پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو، اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کر لو۔'' (بخاری: 636) (3) یعنی تکبر اور اتراہٹ کی چال نہ چلو بلکہ تواضع کے ساتھ چلو۔

(4) ﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ﴾ ''اور اپنی آواز کو پست رکھو'' اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے ساتھ ادب کے طور پر اپنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آواز کو دھیما رکھو۔(تفسیر سعدی:2097/3) (5)بلاضرورت بلند آواز سے بات نہ کرو۔

(6)﴿اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾''بے شک سب سے زیادہ بُری یقیناً گدھوں کی آواز ہے''بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے اور وہ چیختا چلاتا ہے۔اس کی آواز بھی بری ہوتی ہے۔اگر بلند آواز میں کوئی بہتری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے گدھے کے ساتھ مختص نہ کرتا جس کی کم عقلی کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔

(7)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جب مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔''(بخاری:3303)

(8)یہ وصیتیں جو جناب لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے کی ہیں،حکمت کی بڑی بڑی باتوں کو بھی مستلزم ہیں جو یہاں مذکور نہیں۔ہر وصیت کے ساتھ ایک داعیہ موجود ہے جو امر کی صورت میں اس پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔(تفسیر سعدی:2097/3)

﴿اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ

''کیا تم نہیں دیکھتے یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اُس نے

ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا

اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں،اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم،اور بغیر کسی

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ﴾

ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتا ہے''(20)

سوال 1:دنیا اور آخرت کی نعمتوں کی جو یاددہانی کروائی گئی ہے،اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ ...وَّبَاطِنَةً﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَلَمْ تَرَوْا﴾''کیا تم نہیں دیکھتے''اللہ رب العزت نے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلائی ہیں کہ ان پر غور کرو اور شکر ادا کرو۔کیا آپ نے غور نہیں کیا ؟ کیا آپ نے مشاہدہ نہیں کیا؟

(2)﴿اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ﴾''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے''سب تمہارے فائدے کے لیے مسخر کر دیا ہے۔آسمان کو مضبوط چھت بنا دیا،سورج کو تمہارے کام میں لگا دیا،اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی ،حرارت ،تمہارا watercycle ،بارشوں کا برسنا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ چاند تمہارے کام میں لگا ہوا ہے۔ چاند کی روشنی جس سے کتنے ہی پھلوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔ ستارے جن سے راستوں کے لیے راہ نمائی لیتے ہو۔

(3)(i) تسخیر کا مطلب ہے فائدہ اُٹھانا جیسے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو ایسے اُصولوں کا پابند بنا دیا ہے کہ وہ ہمارے لیے مفید کام کر رہے ہیں اور انسان ان سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔(ii) تسخیر کا مطلب تابع بنانا بھی ہے۔ انسان زمین کی بہت سی مخلوقات کو اپنے تابع بناتا ہے یعنی ان سے فوائد حاصل کرتا ہے۔(iii) تسخیر کا مفہوم ہے کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات انسان کے کام میں لگی ہوئی ہیں چاہے وہ انسان کے تابع ہوں یا نہ ہوں۔ چاہے وہ انسان کے استعمال میں آ رہی ہوں یا نہ آ رہی ہوں۔

(4) تسخیر کائنات کے دو مطلب ہیں: (i) ایک یہ کہ کائنات کی ہر چیز انسان کی خادم ہے اور انسان مخدوم ہے۔ زمین، سمندر، پانی، ہوائیں، پہاڑ، چاند، سورج، ستارے یہی موٹی موٹی اشیاء کائنات گنی جاتی ہیں۔ ان کے انسان کا خادم ہونے کا ثبوت یہ ہے اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہو تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا مگر انسان کے بغیر ان چیزوں میں سے کسی کا کچھ بھی نہیں بگڑتا۔(ii) اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ زمین میں جتنی بھی اشیاء موجود ہیں خواہ وہ جمادات ہوں یا نباتات ہوں یا حیوانات ہوں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی عقل عطا فرمادی ہے کہ وہ ان میں سے جس کو چاہے اپنے قابو میں لا سکتا ہے اور اس سے حسب ضرورت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ (تیسیر القرآن:3/535)

(5)﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۵) اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ (۶)﴾ ''وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو نور بنایا ہے اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ نہیں پیدا کیا مگر حق کے ساتھ، وہ ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں یقیناً رات اور دن کے اختلاف میں اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ڈرتے ہیں۔'' (یونس:5,6)

(6)﴿وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ ''اور جو کچھ زمین میں ہے'' یعنی زمین کے صحرا، دریا، پہاڑ، سمندر، درخت، کھیت، معدنیات، باغات، زمین کے جانور، پرندے، مچھلیاں کتنی نعمتیں ہیں۔ سب تمہارے لیے ہے جیسا کہ فرمایا ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ''وہی ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے پھر اُس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی، پس اُس نے اُن کو درست کر کے سات آسمان بنا دیے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (البقرہ:29)

(7)﴿وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً﴾ ''اور اُس نے اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں'' ظاہری نعمتیں وہ ہیں جن کو ہم حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم کر سکتے ہیں اور ان کا تعلق ہماری مادی زندگی اور معاشیات وغیرہ سے ہے اور یہ بھی لاتعداد ہیں اور باطنی سے مراد وہ نعمتیں ہیں جن سے ہماری اخلاقی تربیت ہوتی ہے اور روح کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اور وہ بھی لاتعداد اور ان کا ذریعہ معلومات وحی الٰہی ہے پھر کچھ ایسی نعمتیں ہیں جن کا تعلق دونوں سے ہے مثلاً آنکھ سے ہم دیکھتے ہیں یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن قوت باصرہ کا علم اس سے علیحدہ چیز ہے اسی طرح انسان کی قوت سامعہ، قوت ہاضمہ، قوت متخیلہ، قوت دافعہ وغیرہ بے شمار قوتیں انسان کے جسم کے اندر کام کر رہی ہیں۔ اگر یہ ٹھیک کام کرتی رہیں تو انسان تندرست رہتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی گڑبڑ ہو جائے تو انسان بیمار پڑ جاتا ہے اسی لیے کہتے ہیں کہ تندرستی ہزار نعمت ہے یہی وہ قسما قسم کی نعمتیں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیا کہ ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔'' (النحل:18) (تیسیر القرآن:3/536)

(8) جس نے نعمتیں عطا کی ہیں اس منعم سے محبت کرو، اس کا شکر ادا کرو، اس کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں صرف نہ کرو، اس کی اطاعت کے کاموں میں ان نعمتوں کو استعمال کرو۔

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کو دیکھو جو تم سے کم ہے (مال اور دولت میں اور حسن و جمال میں اور بال بچوں میں) اور اس کو مت دیکھو جو تم سے زیادہ ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔'' (مسلم:7430)

سوال 2: بلا علم، بلا دلیل جھگڑوں کی وضاحت ﴿وَمِنَ النَّاسِ ... مُّنِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمِنَ النَّاسِ﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں پانے والے ایسے بھی ہیں جو شکر ادا نہیں کرتے اور ناشکری کرتے ہوئے اسی ہستی کا انکار کر دیتے ہیں جس نے نعمتیں عطا کیں، جس نے کتابیں نازل کیں اور رسول بھیجے۔

(2)﴿مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے'' جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑے کرتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں تا کہ جو کچھ رسول لے کر آئے ہیں اس حق کا انکار کر دیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ٹھکرا دیں، عبادت کی دعوت کو قبول نہ کریں۔(3) وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔

(4) ﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ ''بغیر کسی علم کے'' یعنی ان کا جھگڑا علم کی بنیاد پر نہیں، علم کے بغیر ہے۔ اگر علم کے ساتھ جھگڑا ہوتا تو اُنہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا۔

(5) ﴿وَّلَا هُدًى﴾ ''اور بغیر کسی ہدایت کے'' یعنی ان کا جھگڑا ہدایت کی بنیاد پر بھی نہیں ہے۔ اگر ہدایت کی بنیاد پر ہوتا تو ہدایت یافتہ لوگوں کی بات مانی جاتی ہے اور ان کے پیچھے چلا جاتا ہے۔

(6) ﴿وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ﴾ ''اور بغیر کسی روشن کتاب کے'' ان کا جھگڑا کسی حق کو واضح کرنے والی کتاب پر مبنی بھی نہیں ہے۔ ان کا جھگڑا صرف آباء واجداد کی تقلید پر ہے جو خود ہدایت یافتہ نہ تھے بلکہ وہ خود بھی گمراہ تھے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ﴾ ''اور لوگوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑا کرتا ہے اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے چلتا ہے۔'' (الحج:3)

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اُسی چیز کی پیروی کریں گے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، اور کیا اگر چہ شیطان انہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو؟'' (21)

سوال 1: آباؤ اجداد کی تقلید کرنے والوں کو شریعت کی پیروی کی دعوت دی جائے تو وہ کیا جواب دیتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ... اٰبَآءَنَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے'' جب جھگڑا کرنے والوں سے کہا جاتا ہے۔

(2) ﴿اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ ''اُس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے'' یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے رسولوں پر نازل فرمایا ہے اس کی اتباع کرو۔ (3) ﴿قَالُوْا﴾ ''تو کہتے ہیں'' وہ اس دعوت کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

(4) ﴿بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا﴾ ''بلکہ ہم اُسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے'' یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم باپ دادا کے طریقے نہیں چھوڑ سکتے ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہے تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا تھوڑی سی عقل بھی نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی وہ ہدایت پاتے ہوں؟'' (البقرہ:170)

(5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے بت ہی بعد میں عرب میں پوجے گئے۔ ودد دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا، سواع بنی ہذیل کا، یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی جرف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے، یعوق بنی ہمدان کا بت تھا اور نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے بعض نیک آدمیوں کے نام ہیں۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جہاں وہ حضرات بیٹھا کرتے تھے، وہاں ان کے بت بنا کر رکھ دو اور ان کے وہی نام رکھ دو جو ان کے بزرگوں کے تھے۔ سو انہوں نے ایسا ہی کیا، تاہم اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوئی لیکن بعد ازاں جب وہ لوگ فوت ہو گئے اور علم مٹ گیا تب ان کی پوجا ہونے لگی۔ (بخاری:4920)

(6) لوگوں کا یہ رویہ ذہنی غلامی اور عقلی قید کا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل کی آزادی دی ہے تاکہ وہ آزادانہ غور و فکر کر سکیں لیکن انسان اپنے ہاتھوں سے اپنی عقل کو بیڑیاں ڈال دیتا ہے اور زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔ یہ غیر عقلی رویہ ہے۔

سوال 2: اندھی تقلید کرنے والوں کو جو جواب دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَوْ ... عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) رب العزت نے باپ دادا کی تقلید کا رد کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ ''اور کیا اگرچہ شیطان انہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو؟'' یعنی وہ پھر بھی باپ دادا کی تقلید کریں گے اگرچہ باپ دادا نے شیطان کی آواز پر لبیک کہا ہو اور وہ انہیں بھڑکتی آگ تک لے جا رہا ہو۔

(2) یعنی ان کے آباؤ اجداد نے شیطان کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے پیچھے چل پڑے اور یوں وہ شیطان کے چیلوں میں شامل ہو گئے اور ان پر حیرت و تردد نے غلبہ پا لیا۔ کیا یہ چیز اس بات کی موجب ہے کہ ان کی پیروی کی جائے اور ان کے طریقے پر چلا جائے یا یہ چیز ان کو ان کے آباء و اجداد کے مسلک پر چلنے سے ڈراتی ہے اور ان کی اور ان کے پیروکاروں کی گمراہی کا اعلان کرتی ہے؟ ان کے آباؤ اجداد کے لیے شیطان کی دعوت کسی محبت اور مودت کی بنا پر نہیں بلکہ یہ تو ان کے ساتھ عداوت اور فریب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے پیروکار اس کے دشمن ہیں جن پر قابو پانے میں وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہوا ہے۔ جب لوگ اس کی دعوت کو قبول کر کے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کے مستحق بنتے ہیں تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ (تفسیر سعدی:2099/3)

(3) کسی چیز کی صداقت کے لیے یہ دلیل درست نہیں ہے کہ وہ باپ دادا کے وقتوں سے چلی آ رہی ہے۔

(4) اس آیت میں دو باتوں کی صراحت کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ تقلیدِ آباء بلا تحقیق اور شیطان کی پیروی ایک ہی چیز ہے اور دوسرے یہ کہ شیطان کی پیروی کا لازمی نتیجہ جہنم کا عذاب ہے۔ گویا اس سے سوال یہ کیا جا رہا ہے کہ اگر شیطان تمہارے آباء واجداد کو جہنم کی طرف لے جا رہا ہو تو بھی تم اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کرو گے؟ (تیسیر القرآن:536/3)

﴿وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور وہ ہو بھی نیک تو یقیناً وہ ایک مضبوط سہارا تھام چکا اور سارے کاموں

عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾

کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے'' (22)

سوال: مخلص لوگ مضبوط سہارا تھام لیتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ يُّسْلِمْ ... الْاُمُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے'' جو کوئی اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے اور عبادت کو اس کے لیے خالص کرتا ہے۔

(2) ﴿وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ ''اور وہ ہو بھی نیک'' وہ اسلام میں محسن ہے کیونکہ اس کا عمل شرعی ہے اور وہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی عبادات کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اور وہ اپنی عبادات کو احسان کے درجہ تک لے جاتا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا نہیں کر سکتا تو وہ اس طرح عبادت کرتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حقوق قائم کر کے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے۔ تینوں معانی میں تلازم پایا جاتا ہے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں سوائے اس پہلو سے کہ دونوں لفظوں کے مورد میں اختلاف ہے ورنہ قبول کرنے اور تکمیل کے لحاظ سے تمام معانی، دین کے تمام قوانین اور اصولوں کو قائم کرنے پر متفق ہیں۔ (تفسیر سعدی:2100/3)

(3) ﴿فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ ''تو یقیناً وہ ایک مضبوط سہارا تھام چکا'' جس نے اللہ تعالیٰ کا سہارا تھام لیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ نجات پا گیا، اسے ہر بھلائی نصیب ہوئی۔

(4) انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تکمیل کر کے اس کے نواہی سے رک کر اللہ تعالیٰ کے دین کا مضبوط کڑا پکڑ لیا۔ اب وہ جہنم میں نہیں گریں گے۔

(5)(i) اللہ تعالیٰ کا مضبوط سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علم کی وجہ سے انسان کے دل کے اندر پختہ ہوتا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ کا مضبوط سہارا وہ رابطہ ہے جو بندے اور رب کے درمیان ایک معاہدے کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے اور بندگی اور غلامی سے، اس سے مدد مانگنے سے یہ رشتہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ جتنا زیادہ بندگی کا رنگ انسان پر گہرا ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی انسان کا رابطہ رب سے مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔

(6) ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ ''چنانچہ جو باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑا تھام لیا جس نے کبھی ٹوٹنا ہی نہیں۔'' (البقرہ:256)

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک خواب میں) دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں، اس باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے اور ستون کی چوٹی پر ایک کڑا لگا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا گیا، اس پر چڑھ جاؤ، میں نے کہا ''میں نہیں چڑھ سکتا'' پھر ایک خادم نے آ کر میرے کپڑے میرے پیچھے سے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور اوپر جا کر کڑا مضبوطی سے پکڑ لیا میں اسے پکڑے ہوئے ہی تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ بعد ازاں میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''باغ تو اسلام کا باغ ہے اور ستون اسلام کا ستون ہے اور کڑا عروۃ الوثقیٰ (مضبوط کڑا) ہے، تم مضبوطی کے ساتھ اسلام کو پکڑے رہو گے، یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔'' (بخاری:7014)

(7) جس نے اللہ تعالیٰ کا سہارا نہ تھاما یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تکمیل نہ کی، اس کے نواہی سے نہ رکا اس نے اللہ تعالیٰ کے دین کا مضبوط کڑا چھوڑ دیا وہاں اب اس کے لیے ہلاکت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(8) ﴿وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ ''اور سارے کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے'' یعنی تمام کاموں کی انتہا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرے گا اور ان کے اعمال کے مطابق جزا سزا دے گا۔

(9) اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہی سمجھایا ہے کہ جب سارے معاملات کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کرے۔

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

''اور جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر آپ کو غم زدہ نہ کرے، اُن سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ انہوں نے کیا ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

انہیں بتادیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے"(23)

سوال1: لوگوں کا کفر آپ ﷺ کو صدمہ نہ پہنچائے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ كَفَرَ ... الصُّدُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ﴾ "اور جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر آپ کو غم زدہ نہ کرے"، یعنی اگر کافر اللہ تعالیٰ کو، اس کی شریعت کو نہیں مانتے تو آپ ﷺ غم زدہ نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے دعوت وتبلیغ کا فرض ادا کر دیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کے مستحق ہو گئے۔ آپ ﷺ جان لیں کہ اگر ان کے اندر بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دیتا۔

(2)﴿اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ﴾ "اُن سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے" انہوں نے موت کے بعد ہمارے ہی پاس آنا ہے۔

(3)﴿فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا﴾ "پھر جو کچھ انہوں نے کیا ہم انہیں بتا دیں گے" ہم انہیں ان کے کفر اور حق سے دشمنی اور رسولوں کو اذیت پہنچانے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے کی کوششوں سے آگاہ کر دیں گے۔

(4)﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے" وہ سینوں کے راز جانتا ہے جن کو کوئی ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ ان کے بارے میں کیسے نہیں جانے گا جن کی مخالفت، حق دشمنی اور ایذا رسائی کو سب دیکھتے ہیں۔

سوال2: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے شعور کو کیسے بے دار کیا ہے؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ﴿اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ﴾ "ہماری ہی طرف انہیں لوٹ کر آنا ہے" سے یہ احساس دلایا ہے کہ جو کچھ کہتے ہو یا کرتے ہو، جا اسی کی طرف رہے ہو۔ کیسی عجیب بات ہے رب کی طرف جاتے ہوئے سیدھے رخ سے جانے کی بجائے پشت پھیر کر جا رہے ہو اور عنقریب اس سے جا ملنا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے ﴿فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا﴾ سے یہ احساس دلایا ہے کہ وہ عمل جو تم آج کر رہے ہو وہ اس دنیا کا ہی نہیں ہے۔ جب تم ہمارے پاس آؤ گے تو ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم کیا کر کے آئے ہو؟

(3) اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ تمہارے دل کے حالات ومعاملات بھی اللہ تعالیٰ سے چھپے ہوئے نہیں۔ ہر کام کے پیچھے تمہاری سوچ، تمہارا میلان، تمہاری نیت، ارادہ، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ تم اللہ سے کچھ بھی چھپا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں سکتے ۔ان تین باتوں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کافرانہ روش اختیار کرنے سے روکا ہے کہ نہ تمہارے دل میں ابھرنے والا خیال بچ کر کہیں جا سکتا ہے نہ تمہارا عمل، نہ تم خود۔ جب رب سے بھاگ نہیں سکتے تو مان جاؤ کفر چھوڑ دو۔

﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾

''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے''(24)

سوال1: کافروں کے لیے دنیا کی قلیل متاع ہے، اس کی وضاحت ﴿نُمَتِّعُهُمْ ... غَلِيْظٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں'' یعنی ہم کافروں کو دنیا میں تھوڑا سا فائدہ دیں گے تا کہ وہ اپنے گناہوں میں اضافہ کر لیں۔

(2)﴿ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾ ''پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے'' پھر ان کی موت کے بعد انہیں ہولناک اور سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے۔

(3)﴿قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (۶۹) مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (۷۰)﴾ ''آپ کہہ دیں یقیناً جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ہماری ہی جانب انہیں لوٹنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے اس وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔''(یونس:70,69)

سوال2: اللہ تعالیٰ نے حق کو قبول کرنے کے لیے انسان کو کیسے قائل کیا ہے؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ نے انسان کو توجہ دلائی ہے کہ آخر دنیا میں کب تک رہو گے؟

(2) دنیا کی نعمتیں عارضی ہیں۔ کہاں تک ان سے فائدہ اُٹھاؤ گے؟

(3) دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے بعد ہمیشہ کا عذاب ہے پھر بتاؤ کہ آخر حق کو قبول نہ کر کے نقصان کس کا ہے۔

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ﴾

''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ آپ کہہ دیں:

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' بلکہ اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے''(25)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَئِنْ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں'' اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کا خالق کون ہے تو وہ بھی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ان کے بتوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا پھر بھی وہ ان ہی کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اور اگر یقیناً آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے نے انہیں پیدا کیا۔'' (الزخرف:9)

(2) ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' آپ ﷺ ان کے اقرار کو ان ہی کے خلاف دلیل بنا کر کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے حق کو واضح کر دیا اور تمہاری جانب سے دلیل واضح ہوگئی ہے۔

(3) ﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''بلکہ اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے'' یعنی وہ نہیں جانتے اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ اگر انہیں یقین ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی تخلیق میں ایک ہے تو وہ عبادت میں بھی اسے دلیل کی رو سے ایک مان لیتے۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾

''اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز، بے حد خوبیوں والا ہے'' (26)

سوال: ساری کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے، اس کی وضاحت ﴿لِلّٰهِ ... الْحَمِيْدُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے'' ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے، اسی نے تخلیق کیا وہی مالک ہے، اسی کی عبادت کرنی ہے۔

(2) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی وسعت اوصاف کے نمونے کے طور پر ان دو آیتوں کا ذکر فرمایا تاکہ وہ اپنے بندوں کو اپنی معرفت، محبت اور دین میں اخلاص کی دعوت دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی عمومی ملکیت کا ذکر کیا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے یہ تمام عالم علوی اور عالم سفلی کو شامل ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ وہ احکام کونی وقدری، احکام دینی وامری اور احکام جزائی کے ذریعے سے ان میں تصرف کرتا ہے۔ پس تمام مخلوق اس کی مملوک ہے جو اس کے دست تدبیر کے تحت مسخر ہے اور وہ کسی چیز کی مالک نہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2102)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے'' وہ بے حد بے نیاز ہے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں جس کی مخلوق محتاج ہوتی ہے۔﴿مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ﴾ ''نہیں میں ارادہ رکھتا ان سے رزق کا اور نہ ہی میں ارادہ رکھتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔'' (الذاریات:57) نیز انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے اعمال اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ ان کے اعمال کا فائدہ صرف انہی کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے اعمال سے بے نیاز ہے۔ یہ اس کی بے نیازی ہے کہ اس نے انہیں ان کی دنیا و آخرت میں بے نیاز بنا دیا اور ان کے لیے وہ کافی ہو گیا۔ (تفسیر سعدی:2102/3)

(4) اللہ تعالیٰ الغنی ہے اپنے بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے۔

(5)﴿الْحَمِیْدُ﴾ ''بے حد خوبیوں والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنی ذات، اپنی صفات میں قابل تعریف ہے، اس کی صفات کامل، اس کے احکامات کامل، اس کے اوامر و نواہی کامل، اس کے فیصلے کامل جو اس نے دنیا اور آخرت میں اپنے بندوں پر نافذ کیے ہیں۔

(6) وہ الحمید ہے ساری خوبیوں والا، کامل حمد و ثنا اسی کے لیے ہے۔﴿رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبٰرَكًا فِیْهِ﴾ ''اے ہمارے رب! آپ کے لیے تعریف ہے، تعریف بہت پاکیزہ، بابرکت۔''

﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ

''اور اگر واقعتاً روئے زمین کے تمام درختوں کی قلمیں ہوں اور تمام سمندر اس کی سیاہی ہوں، اس کے بعد سات سمندر اور ہوں

اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾

تب بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں گی، یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بڑی حکمت والا ہے'' (27)

سوال: اللہ تعالیٰ کے کلمات کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا، اس کی وضاحت﴿وَلَوْ اَنَّ...حَكِیْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ﴾ ''اور اگر واقعتاً روئے زمین کے تمام درختوں کی قلمیں ہوں'' یعنی زمین کے تمام درخت اگر لکھنے کے لیے قلم بن جائیں تو قلم ٹوٹ جائیں گے، ختم ہو جائیں گے۔

(2)﴿وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ﴾ ''اور تمام سمندر اس کی سیاہی ہوں، اس کے بعد سات سمندر اور ہوں'' اور زمین کے سارے سمندر اور اس کے بعد سات سمندر اور بھی اگر روشنائی میں بدل جائیں اور اس سے لکھا جائے تو روشنائی ختم ہو جائے گی۔

(3)﴿مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ﴾ ''تب بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں گی'' اللہ تعالیٰ کے کلمات سے مراد اس کے تخلیقی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کارنامے، اس کے عجائبات، اس کے کرشمے اور اس کی خوبیاں ہیں۔ اور ان کے بے شمار پہلو ہیں مثلاً انسان کے اندر کی دنیا کے عجائبات اور بیرونی دنیا کے عجائبات۔ انسان کی عقل اور علم ان دونوں میں کسی کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ حیوانات کی تقریباً دس لاکھ قسم کی انواع ایسی ہیں جو انسان کے علم میں آچکی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی جسمانی ساخت اور نظام زیست دوسری تمام انواع سے الگ ہے۔ یہی حال نباتات اور جمادات اور سمندری مخلوق کا ہے اور پھر بہت سی ایسی مخلوق ہے جو انسان کے علم میں آئی ہی نہیں اور نہ آسکتی ہے۔ لہٰذا اس آیت میں جو بیان ہوا ہے کہ تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور سارے سمندر بلکہ اتنے اور بھی سیاہی بن جائیں تو یہ چیزیں تو ختم ہوسکتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔ اس میں کچھ مبالغہ معلوم نہیں ہوتا۔ یہ تو مسلمہ امر ہے کہ محدود چیز لامحدود کا کبھی احاطہ نہیں کرسکتی۔ (تیسیر القرآن 538/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لیے سمندر سیاہی ہو جائیں وہ بھی میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے یقیناً ختم ہو جائیں گے چاہے ہم اسی کے برابر اور سیاہی لے آئیں۔'' (الکہف:109)

(5) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی وسعتوں کو سادگی کے ساتھ اپنے انداز میں بیان کیا کہ ہر ایک کو بات سمجھ آجاتی ہے اور دل کی گہرائیوں تک اترتی ہے اور انسانی عقل ورطۂ حیرت میں گم ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی عظیم ہے۔

(6) ﴿لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ﴾ ''ہم تیری ثناء بیان نہیں کرسکتے تو ایسے ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثناء بیان کی۔'' (مسلم:486)

(7) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بڑی حکمت والا ہے'' یعنی تمام عزت و غلبے کا وہی مالک ہے تمام عالم علوی اور عالم سفلی میں جو بھی قوت پائی جاتی ہے وہ اسی کی طرف سے ہے، وہی ہے جس کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی ہمت ہے نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے۔ وہ اپنے غلبے کے ذریعے سے تمام مخلوق پر غالب ہے۔ ان میں تصرف اور ان کی تدبیر کرتا ہے۔ اس نے اپنی حکمت سے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ اس تخلیق سے اس کی غرض و غایت اور مقصد بھی حکمت ہی ہے۔ اسی طرح امر و نہی بھی اس کی حکمت ہی سے وجود میں آئے ہیں اور ان کو وجود میں لانے کی غایت مقصود بھی حکمت ہی ہے۔ پس وہ اپنے خلق و امر میں حکمت والا ہے۔ (تفسیر سعدی:2104/3)

(8) اللہ تعالیٰ نے سات سمندروں پر، درختوں پر اور انسانی دلوں پر غلبے سے العزیز کی حقیقت کو سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ علم کا بیان لامحدود ہے۔ قدرتوں اور تقدیر کا بیان لامحدود ہے۔ وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العزیز ہے جو سب پر غالب ہے اور کوئی اس پر غلبہ نہیں پا سکتا۔

(9)(i) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہ غلبہ رکھنے کے باجود انسان کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہے۔(ii) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے اس کی قدرت کامل ہے اس کی تدبیر کامل ہے۔(iii) اللہ تعالیٰ اپنے علم کی وجہ سے الحکیم ہے۔اس کا علم اور قدرت لامحدود ہے۔اس کی حکمت کی بھی کوئی انتہا نہیں۔

﴿مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

''تم سب انسانوں کا پیدا کرنا اور تمہارا دوبارہ اٹھانا ایک ہی نفس جیسا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴾

سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے''(28)

سوال: اللہ تعالیٰ کمال قدرت والا ہے، اس کی وضاحت ﴿مَا خَلْقُكُمْ ... بَصِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ ''تم سب انسانوں کا پیدا کرنا اور تمہارا دوبارہ اٹھانا ایک ہی نفس جیسا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم اور کمال قدرت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس کے لیے ساری انسانیت کی تخلیق بھی ایک انسان کی تخلیق کی طرح ہے اور بعث یعنی موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنا بکھر جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا ایک نفس کو زندہ کرنے کی طرح ہے۔اس لیے جو اعمال کی جزا کو بعید سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا درست اندازہ نہیں لگا پاتا۔رب العزت نے فرمایا ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ''یقیناً اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے کہہ دیتا ہے ''ہوجا'' تو وہ ہوجاتی ہے۔''(یٰس:82)

(2) ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۸) لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ(۳۹)﴾ ''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں کہ جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا کیوں نہیں! یہ اس کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔تاکہ وہ ان کے لیے واضح کر دے جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اور تاکہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جان لیں کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے۔''(النحل:38,39)

(3)﴿وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ﴾ ''اور ہمارا حکم ایک ہی بار پلک جھپکنے کی طرح ہوتا ہے۔''(القمر:50)

(4)﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (۱۳) فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ(۱۴)﴾ ''چنانچہ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی پھر اچانک وہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھلے میدان میں ہوں گے۔'' (النازیات:14,13)

(5)﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ تمہاری باتیں سنتا اور سب کے کام دیکھتا ہے۔ جیسے وہ ایک کو سنتا اور دیکھتا ہے ایسے ہی وہ سب کی باتیں سنتا اور ان کے کام دیکھتا ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اُس نے

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا سب ایک مدتِ مقررہ تک چلتے جا رہے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح

تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾

باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو'' (29)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے کائنات کو مسخر کر رکھا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ تَرَ ... خَبِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ﴾ ''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے'' رات کو دن میں داخل کرنے سے مراد ہے رات کا کچھ حصہ لے کر دن میں شامل کر دینا جس سے دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے جیسے گرمیوں میں دن لمبے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دن کا کچھ حصہ رات میں شامل کر دیتا ہے اس سے راتیں لمبی ہو جاتی ہیں جیسے سردیوں کی راتیں لمبی ہوتی ہیں۔

(2)﴿وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ ''اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا'' سورج کا تعلق دن کے اوقات سے ہے اور چاند کا رات کے اوقات سے اور یہی دو سیارے ہیں جو اہل زمین کو سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں اور اکثر ادوار میں ان دونوں کی ہی پوجا کی جاتی رہی ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے کام پر لگا دیا ہے جس سے وہ سرِ مو سرتابی نہیں کر سکتے۔ قابل غور و فکر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق اپنے کاموں میں اس طرح جکڑی ہوئی ہو کیا وہ معبود ہونے کی اہلیت رکھتی ہے؟ اس آیت میں دہریوں کا رد بھی موجود ہے جو اس کائنات کو ازلی و ابدی سمجھتے ہیں اور مشرکوں کا بھی رد ہے جو ان فانی چیزوں کو معبود سمجھے بیٹھے ہیں۔ (تیسیر القرآن:3/539)

(3)﴿كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''سب ایک مدتِ مقررہ تک چلتے جا رہے ہیں'' ہر ایک اپنی مقررہ مدت تک کے لیے گردش میں ہے۔ اس گردش میں کبھی کوئی خلل نہیں آیا۔ جب ان کی مقررہ مدت پوری ہو جائے گی تو ان کی گردش ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی اور وہ دن ہو گا جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، جب آسمان پھٹ جائے گا، جب تارے بے نور ہو جائیں گے، جب قیامت آ جائے گی۔

(4) سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورج غروب ہوا تو ان سے پوچھا: ''تم کو معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟'' میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی علم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے پہنچ کر پہلے سجدہ کرتا ہے پھر (دوبارہ آنے کی) اجازت چاہتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے اور وہ دن بھی قریب ہے جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہ ملے گی بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا جا چنانچہ اس دن وہ مغرب ہی سے نکلے گا۔'' (بخاری:3199)

(5) ﴿وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ ''اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو'' تم جو نیکی بدی کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے وہ تمہارے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا وہ فرماں برداروں کو ثواب اور نافرمانوں کو سزا دے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ''خبیر'' کو کیسے سکھایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کے بڑے چھوٹے ہونے سے۔ (2) سورج اور چاند کے مسخر ہونے سے۔ (3) سورج اور چاند کے ایک نظام میں بندھ کر مسلسل صحت کے ساتھ چلنے سے اپنی خبر کا شعور دلایا ہے۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

''یہ اس لیے ہے کہ یقیناً وہی اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور یقیناً اُس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ

ع 3 11 12

هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ﴾

ہی بے حد بلند، بے حد بڑا ہے'' (30)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ ... الْكَبِیْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ﴾ ''یہ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے جو اپنی صفات کو بیان کیا ہے۔

(2) ﴿بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ ''اس لیے ہے کہ یقیناً وہی اللہ تعالیٰ ہی حق ہے'' وہ اپنی ذات میں حق، اپنی صفات میں حق، اس کا دین حق، اس کے وعدے حق، اس کی وعیدیں حق، اس کے رسول حق، اس کی عبادت حق ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کے برحق معبود ہونے کی دلیل ہے کہ اس نے دن رات کا نظام قائم کیا اور اس نے ہر چیز کو تخلیق کیا، ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے رزق کا اہتمام کیا، اس نے کسی چیز کو بے مقصد نہیں بنایا۔

(4)﴿وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ﴾ ''اور یقیناً اُس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں وہی باطل ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے انہیں الوہیت کا کوئی حق نہیں، ان کی عبادت باطل ہے۔ وہ اپنی ذات میں باطل، اپنی صفات میں باطل اس لیے ان کی عبادت باطل ہے۔

(5)﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ﴾ ''اُسی کو پکارنا برحق ہے اور اس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں وہ ان کی دعا قبول نہیں کرتے مگر اس شخص کی طرح جو پانی کی طرف اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلانے والا ہے تاکہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک ہرگز پہنچنے والا نہیں، اور کافروں کا پکارنا تو گمراہی میں ہے۔'' (الرعد:14)

(6)﴿وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ﴾ ''اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بے حد بلند، بے حد بڑا ہے'' وہ تمام مخلوقات سے اوپر ہے۔ اس کی صفات اس سے بلند تر ہیں کہ ان پر مخلوق کی صفات کو قیاس کیا جائے۔ وہ مخلوق کے اوپر اور ان پر غالب ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں کبریائی کا مالک ہے اور زمین اور آسمان کی تمام مخلوق کے دل اس کی کبریائی سے لبریز ہیں۔ (تفسیر سعدی:2105/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے ''العلی'' اور ''الکبیر'' ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے انتظامات سے، اپنی تدبیر سے، اپنی شان کی برتری کا شعور دلایا ہے کہ وہ العلی ہے اور اپنی بڑائی کا شعور دلایا ہے وہ الکبیر ہے اس کے ماسوا ہر چیز فقیر ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنے ماسوا ہر چیز کو باطل قرار دے کر اپنی برتری اور بڑائی کا شعور دلایا ہے کہ اس کے ماسوا ہر چیز پست ہے نہ کسی کی قدرت ہے نہ اختیار، نہ قوت، نہ فیصلہ، نہ حکم۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ہی حق ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ

''کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یقیناً کشتی سمندر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بلاشبہ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾

ہر بڑے صبر کرنے والے، بڑے شکر کرنے والے کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں'' (31)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے سمندر کو تمہارے تابع بنا دیا، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ ... شَكُوْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَمْ تَرَ﴾ ''کیا آپ نہیں دیکھتے'' اے محمد! کیا آپ ﷺ نے غور نہیں کیا ﴿اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ﴾ ''یقیناً کشتی سمندر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہے'' اللہ تعالیٰ نے سمندر کو تمہارے تابع بنایا ہے تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتیوں اور جہازوں کی آمدورفت جاری رہے۔ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تاکہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور اس میں آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں پانی کو چیرنے والی ہیں اور تاکہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔'' (النحل:14)

(2)(i) کشتی سمندر میں ان قوانین کے مطابق چلتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہوا، زمین اور آسمانوں میں رکھ دیے ہیں۔

(ii) کشتی سمندر میں نہ ایک جگہ رہتی ہے نہ ڈوبتی ہے۔ (iii) کشتی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وجہ سے چلتی ہے، وہی کشتی کا حامی اور مددگار ہوتا ہے، وہی موجوں کی سرکشی کو روکتا ہے، وہی طوفانوں اور موسمی اثرات سے بچاتا ہے، وہی ہوا کے دباؤ کو مناسب رکھتا ہے، وہی درجہ حرارت کو کنٹرول میں رکھتا ہے پھر کشتی سمندر میں چلتی ہے۔

(3) سمندر میں کشتیوں کا چلنا اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی قدرت اور اس کے لطف وکرم کا شعور دلاتا ہے۔

(4) ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾ ''بلاشبہ اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے، بڑے شکر کرنے والے کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں'' اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو مصیبت پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر، اس کے نواہی سے رکنے پر اور مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور جو اس کی دینی اور دنیوی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں۔

(5) سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے، اس کا ہر معاملہ اس کے لیے خیر (کا باعث) ہے اور یہ فضیلت سوائے مومن کے کسی اور کو حاصل نہیں، (وہ اس طرح) کہ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔'' (مسلم:7500)

(6) شعبی رحمہ اللہ نے کہا ''صبر نصف ایمان ہے، شکر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول پر غور نہیں کیا ﴿وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ﴾ ''اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔'' (الذّٰریٰت:20) (قرطبی:60,59/7)

سوال 2: صبر اور شکر کرنے والے نشانیوں سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: صبر اور شکر کرنے والے مصیبت میں اپنے آپ کو نہیں رب کو دیکھتے ہیں۔ وہ خود کو جزع فزع سے روک کر اپنے رب کی قدرتوں کو پالیتے ہیں۔ شکر کرنے والے نعمتوں کو پا کر پھولنے کی بجائے رب کے احسانات کو دیکھتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں پر غور وفکر کرنے کے قابل رہتے ہیں۔

﴿وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ

''اور جب انہیں کوئی موج سائبانوں جیسی ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں کہ وہ دین کو اسی کے لیے خالص

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ

کرنے والے ہوتے ہیں، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا کر لے آتا ہے تو ان میں سے کچھ ہی سیدھے راستے پر قائم

اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ﴾

رہنے والے ہیں اور نہیں انکار کرتا ہماری آیات کا مگر جو نہایت عہد توڑنے والا، بے حد ناشکرا ہے'' (32)

سوال 1: کون طوفانوں سے بچا کر خشکی پر لے آتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ... كَفُوْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ ''اور جب انہیں کوئی موج سائبانوں جیسی ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں کہ وہ دین کو اسی کے لیے خالص کرنے والے ہوتے ہیں'' رب العزت نے ان لوگوں کا حال بیان کیا ہے جو سمندری سفر کرتے ہیں اور پہاڑ جیسی موجیں اٹھ اٹھ کر ان پر چھا جاتی ہیں تو وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی نجات کے لیے دعائیں کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ ''اور جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم جنہیں بھی پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ موڑ جاتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بڑا ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل: 67)

(2) عام حالات میں انسان کی فطرت پر غلط افکار وخیالات کے پردے پڑے رہتے ہیں۔ سخت خطرے میں یہ پردے ہٹ جاتے ہیں اور انسان کی فطرت اپنے رب کی طرف رجوع کر لیتی ہے۔ ایسے میں انسان اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر کے اس کو پکارتا ہے اور دوسرے تمام معبودوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

(3) ﴿فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾ ''پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا کر لے آتا ہے تو ان میں سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کچھ ہی سیدھے راستے پر قائم رہنے والے ہیں'' (i)﴿مُقْتَصِدٌ﴾ سے مراد ہے اپنے عہد کو پورا کرنے والا۔

(ii) توحید اور اطاعت کے عہد پر قائم رہنے والا۔ (iii) اعتدال پر قائم رہنے والا۔

(4) یعنی جب وہ خشکی پر لے آتا ہے تو کچھ لوگ شکر کرنے کا حق ادا نہیں کرتے اور گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اور کچھ لوگ ناشکری کر کے اس کی نعمت کا ہی انکار کرتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ ''پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں عبادت کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے، پھر جب وہ اُنہیں نجات دے کر خشکی میں لے جاتا ہے تب وہ اچانک ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔'' (العنکبوت:65)

(5)﴿وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ﴾ ''اور نہیں انکار کرتا ہماری آیات کا مگر جو نہایت عہد توڑنے والا، بے حد ناشکرا ہے'' ان کی بدعہدی یہ تھی کہ انہوں نے اپنا یہ عہد توڑ دیا کہ اگر رب نے انہیں سمندر کی سختیوں سے نجات دے دی تو وہ شکر گزار بنیں گے۔ انہوں نے بدعہدی کی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سخت ناشکرے ہیں۔

سوال 2: عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیسے کیا جاتا ہے؟

جواب: عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کے لیے شعور کو پاک کرنا پڑتا ہے۔ جب تک انسان کے شعور پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ماسوا کسی اور کا تصور، کسی اور کی بڑائی حاوی رہتی ہے انسان کا شعور ناپاک رہتا ہے۔ اور شعور کی ناپاکی کے ساتھ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہیں ہو سکتی۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی بیٹا

هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة

اپنے باپ کے کچھ بھی کام آنے والا ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، چنانچہ دنیا کی زندگی تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾

اور وہ بڑا دھوکے باز ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ دے جائے'' (33)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کا خوف رکھو اور آخرت کو یاد کرو، اس کی وضاحت﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ...شَيْـًٔا﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ'' اے لوگو! اپنے رب سے ڈر کر اس کے روکے سے رک جاؤ اور اس سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرو۔

(2)﴿وَاخْشَوْا یَوْمًا﴾ ''اور اُس دن سے ڈرو'' قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ڈر جاؤ۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ﴾ ''اور ڈرو اُس دن سے جب کوئی جان کسی جان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی اور نہ اُس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اُس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی۔'' (البقرہ:48)

(3)﴿لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا﴾ ''جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ بھی کام آنے والا ہوگا'' جس روز کوئی باپ اپنے بیٹے کو اور بیٹا باپ کو چھڑانے کے لیے بدلہ دینا چاہے گا تو قبول نہیں کیا جائے گا کسی کو اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ (۳۳) یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ (۳۴) وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ (۳۵) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ (۳۶) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ (۳۷)﴾ ''پس جب کان بہرے کر دینے والی آجائے گی۔ اُس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے دور بھاگے گا۔ اُس دن اُن میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اُسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گی۔'' (عبس:33-37)

(4) جب یہ آیت ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلایا اور ہر ایک کا نام لے لے کر فرمایا تھا کہ اپنی فکر کر لو۔ اس دن میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

(بخاری: کتاب التفسیر)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ ... الْغَرُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے'' اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اس میں شک نہ کرو۔

(2)﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا﴾ ''چنانچہ دنیا کی زندگی تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے'' دنیا کی زندگی کی ظاہری چکا چوند تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جیسا کہ فرمایا: ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ ''جان لو! بلاشبہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل، دل لگی اور زینت اور تمہارا آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، جیسے بارش کی مثال ہے کہ اُس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو خوش کر دیتی ہے، پھر وہ پک جاتی ہے تو آپ اُس کو زرد دیکھتے ہو، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی بھی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔'' (الحدید:20)

(3)﴿وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ ''اور وہ بڑا دھوکے باز ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ دے جائے'' یعنی شیطان کی طرف سے کبھی غافل نہ ہونا۔ وہ جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے، وعدوں کے فریب دیتا ہے، کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمایا:﴿یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ ''وہ انہیں وعدے دیتا ہے اور انہیں جھوٹی امیدیں دلاتا ہے اور شیطان ان کو دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں دیتا۔'' (النساء:120)

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات تک پہنچنے کی رکاوٹوں کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے دھوکے باز شیطان کا شعور دلایا ہے کہ کہیں وہ تمہیں دنیا کی زندگی کے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ (2) کہیں شیطان تمہیں مال کے غرور میں مبتلا نہ کر دے۔ (3) کہیں وہ تمہیں علم کے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ (4) کہیں وہ تمہیں قوت کے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔

(5) کہیں وہ تمہیں خواہش پرستی کے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ یہ ساری اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی رکاوٹیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مشکلات میں گھرے ہوئے انسان کے اندر سے ٹوٹتے پھوٹتے دکھایا ہے جب وہ سمندر کی موجوں میں گھر جاتا ہے۔ اب جبکہ وہ اپنے دین کو خالص کر چکا تو دوبارہ اسی دھوکے میں مبتلا نہ ہو جائے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا

''یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور کوئی

تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا؟ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی

عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾

سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے'' (34)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ اللّٰهَ ... خَبِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

ع 13

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے'' اللہ تعالیٰ ہی غیب دان ہے اس کے سوا غیب کا علم کسی کو نہیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے'' (الانعام:59) قیامت کا علم بھی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس نے فرمایا:﴿يَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں: یقیناً اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا، وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے، تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں: بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الاعراف:187)

(2)﴿يَسْـَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾ ''لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں بلاشبہ اُس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور آپ کو کیا چیز خبر دیتی ہے، شاید کہ قیامت قریب ہی ہو؟'' (الاحزاب:63)

(3)﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ ''اور وہی بارش برساتا ہے'' بارش کا برسانا اسی کے قبضے میں ہے۔ جب وہ بارش کا حکم دیتا ہے فرشتے اس کے حکم سے بارش برساتے ہیں۔

(4) آثار و علامات سے لگائے جانے والے سائنسی تخمینوں کے کبھی صحیح اور کبھی غلط ہونے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یقینی علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

(5)﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ﴾ ''اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے'' ماں کے پیٹ میں پروان چڑھنے والے بچے کے وجود کے بارے میں، اس کی جنس کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے لیکن اس کی خوش بختی یا بدبختی کے بارے میں، اس کی زندگی یعنی عمر، اس کی تقدیر کے بارے میں سائنسی آلات کچھ بتانے سے عاجز ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ ''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا؟'' کسی کو معلوم نہیں وہ کل کیا نیکیاں کرے گا یا کیا بدیاں کرے گا۔

(7) سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے خالد بن ذکوان سے کہا: ''میری شادی کے وقت نبی ﷺ تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اس طرح بیٹھ گئے، جس طرح تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہو۔ پھر ہماری چند بچیاں اس وقت دف بجانا شروع ہوئیں، وہ ہمارے ان بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو بدر کی لڑائی میں شہید کر دیئے گئے تھے۔ تو اسی اثنا میں ایک لڑکی یہ گانے لگی، ہم میں ایک نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو اور وہی گاؤ جو (پہلے) گا رہی تھیں۔'' (بخاری:5147)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک نیا آدمی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب قائم ہوگی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے خود وہ سائل سے زیادہ اس کے واقع ہونے کے متعلق نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں اس کی چند نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب عورت ایسی اولاد جنے جو اس کے آقا بن جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ لوگوں پر حاکم ہو جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی)'' پھر وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انہیں میرے پاس واپس بلا لاؤ۔'' لوگوں نے انہیں تلاش کیا تاکہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دوبارہ لائیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ صاحب جبرائیل تھے (انسانی صورت میں) لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔'' (بخاری:4777)

(9)﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ ''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا؟'' کسی کو معلوم نہیں اسے کس سرزمین میں موت آنی ہے۔

(10) انسان یہ نہیں جانتا کہ موت کہاں آئے گی؟ انسان یہ نہیں جانتا موت کب آئے گی؟ اپنے گھر میں یا وطن سے بھی باہر، جوانی میں یا بڑھاپے میں؟ اپنی تمناؤں کے پورا ہونے کے بعد یا پہلے؟ انسان یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کی موت کیسے آئے گی؟ (11) سیدنا مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کی موت کا کسی دوسری زمین میں فیصلہ کرتے ہیں تو اس زمین کی طرف اس کی کوئی ضرورت مقرر فرما دیتے ہیں۔'' (ترمذی:2146)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(12)﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے'' بے شک اللہ تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی امور، تمام چھپی ہوئی اور تمام اسرار نہاں سے باخبر اور ان کو جانتا ہے۔ یہ اس کی حکمت کاملہ ہے کہ اس نے پانچ چیزوں کا علم بندوں سے چھپا رکھا ہے کیونکہ اس کے اندر ان کے مصالح پنہاں ہیں۔ صاحب تدبر پر یہ چیز مخفی نہیں۔ (تفسیر سعدی:2108/3)

آیَاتُهَا 30	32 - سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ - 75	رُكُوْعَاتُهَا 3

سوال 1: سورۃ السجدہ کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورۃ السجدہ مکی سورت ہے۔ اس میں 3 رکوع اور 30 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 32 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 75 ہے۔

سوال 3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری: کتاب الصلوۃ:798)

(2) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورہ سجدہ اور سورہ ملک کی تلاوت کیے بغیر نہیں سوتے تھے۔ (مسند احمد:5530)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿الٓمّٓ﴾

''الم'' (1)

سوال: ﴿الٓمّٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿الٓمّٓ﴾ حروف مقطعات ہیں یعنی کٹے ہوئے حروف۔ اس کے مطلب کے بارے میں اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان حروف کی کوئی تفسیر بیان نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''اس کتاب کا نازل کرنا، جس میں کوئی شک نہیں، جہانوں کے رب کی طرف سے ہے''(2)

سوال: قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس کی وضاحت ﴿تَنْزِيْلُ ... رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ﴾ ''اس کتاب کا نازل کرنا'' یعنی قرآن مجید کا نزول۔

(2)﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ ''جس میں کوئی شک نہیں'' یعنی اس کتاب کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ کتاب کے مضامین میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ نے یہ خود تصنیف کر لی ہے اور کوئی عجمی سکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ ''انہوں نے کہا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھوا رکھا ہے پس وہی اس کو صبح وشام پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔'' (الفرقان:5) اس آیت میں رب العزت نے جواب دیا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ۔

(3)﴿مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''جہانوں کے رب کی طرف سے ہے'' یہ رب کائنات کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

(4)(i) اس کا ثبوت اس کا صدیوں بعد بھی اپنی اصل پر برقرار رہنا ہے۔ قرآن مجید کے کسی لفظ، کسی حرف میں کوئی تبدیلی نہیں آئی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود رب العالمین نے لیا ہے۔ (ii) کتاب کی تلاوت کے وقت انسان کے دل پر طاری ہونے والی کیفیت یہ ثابت کرتی ہے کہ اس کے اندر کوئی خفیہ قوت ہے۔ اس کے اثرات کو ہر دور میں اہل زبان کے علاوہ بھی لوگ محسوس کرتے رہے ہیں۔ (iii) کتاب کو جب بھی کسی نے بلا تعصب سنا اس کے دل کے اندر اس کو قبول کرنے کا جذبہ پیدا ہوا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کتاب انسانی نہیں ہے۔ (iv) اس کتاب کی تاثیر وقتی نہیں ہوتی۔ جو شخص جتنا اس کتاب کو پڑھتا ہے غور وفکر کرتا ہے، اتنا ہی زیادہ اس کے دل پر اس کے بیان کردہ حقائق کے اثرات گہرے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ (v) کتاب کے علمی مضامین کو کبھی غلط ثابت نہیں کیا جا سکا۔ سینکڑوں برسوں میں ایک بات بھی حقیقت کے متضاد نہیں ملی۔ (vi) کتاب کا انداز بیان، اس کے کلمات کی ترتیب، اس کا نہ نثر کی صنف میں ہونا نہ شعر ہونا اس کے باوجود کہیں قافیہ بندی کا ہونا انسان کے دل کو مسحور کر دیتا ہے۔ انسانی کلام اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ (vii) کتاب کا موضوع انسان ہے۔ انسان کے لیے یہ ذریعہ ہدایت ہے۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی اس کی ہدایت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہر دور کے لیے یکساں مفید ہے۔ یقیناً یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا﴾ ''وہ بڑا بابرکت ہے جس نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اپنے بندے پر فرقان اُتارا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔'' (الفرقان:1)

﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ

''یا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اسی نے یہ گھڑ رکھا ہے؟ بلکہ وہ تیرے رب کی جناب سے حق ہے، تا کہ آپ خبردار کریں ایسی قوم کو جن

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ﴾

کے پاس آپ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تا کہ وہ ہدایت پا جائیں'' (3)

سوال: قرآن مجید خود ساختہ نہیں رب کا کلام ہدایت ہے، اس کی وضاحت ﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ... یَهْتَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ﴾ ''یا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اسی نے یہ گھڑ رکھا ہے؟'' نبی ﷺ کو جھٹلانے والے کہتے تھے کہ یہ خود ساختہ ہے، جھوٹ ہے، کہانت ہے، اس میں من گھڑت قصے ہیں۔

(2) ﴿بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ﴾ ''بلکہ وہ تیرے رب کی جناب سے حق ہے'' قرآن مجید حق ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، انسانوں کی ہدایت کے لیے ہے۔ انسانی اخلاق کی تکمیل کے لیے آیا ہے۔

(3) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے۔

(4)(i) قرآن انسان اور کائنات کے اندر پائے جانے والے فطری قوانین میں رابطہ پیدا کرتا ہے۔ (ii) قرآن مجید کی سچائی کو جب انسان کی فطرت پالیتی ہے تو اس پر لبیک کہتی ہے۔ (iii) اس سچائی میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں پوری انسانیت کے لیے راہنمائی ہے۔ یہ سچا نظام حیات ہے۔ (iv) یہ حق ہے اس لیے کہ اس میں انسانوں کے جذبات میلانات، خواہشات کے مطابق ہدایت دی گئی ہے۔ (v) یہ حق ہے کہ اس میں ہر طرح کے انسانی حالات کے لیے راہنمائی ہے، اصلاح کے حالات کے لیے بھی اور بگاڑ کے حالات کے لیے بھی۔ (vi) قرآن مجید حق ہے کیونکہ اس میں مکمل عدل ہے۔

(4) ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ''تا کہ آپ خبردار کریں ایسی قوم کو جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا'' یعنی مشرکین عرب کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خبردار کردو تا کہ وہ شرک اور کفر سے بچیں۔ انہیں قرآن کی سخت ضرورت ہے کیونکہ اس سے پہلے ان کے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا۔

(5) ﴿لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ﴾ ''تا کہ وہ ہدایت پا جائیں'' یعنی امید ہے کہ وہ ایمان لا کر حق کی طرف ہدایت پائیں گے پھر نجات پا جائیں گے۔ ﴿وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۳۷) اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۳۸)﴾ ''اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ غیر اللہ سے گھڑ لیا گیا ہو لیکن اس کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے ہے اور کتاب کی تفصیل ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے؟ آپ کہہ دیں تو اس جیسی ایک سورت تم لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم استطاعت رکھتے ہو ان کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔'' (یٰس:37-38)

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن دونوں کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا،

الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾

اُس کے سوا تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ کوئی سفارشی، تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' (4)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی خالق و مالک ہے، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ ... تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن دونوں کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا'' جس میں سے پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ تھا۔

(2) ان ایام کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دنوں کے بارے میں فرمایا ﴿فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ ''ایک دن تمہارے شمار کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔'' (السجدۃ:5)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق فرمایا ﴿هُمَا یَوْمَانِ ذَكَرَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ كِتَابِهٖ اَللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِهِمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَقُوْلَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا لَا اَعْلَمُ﴾ ''یہ دو دن ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کی حقیقت کو جانتا ہے اور میں اسی کو برا سمجھتا ہوں کہ قرآن میں وہ بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں۔'' (معارف القرآن:61/7)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا ہاتھ تھام کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مٹی (یعنی زمین) کو ہفتے کے دن پیدا کیا اور اس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا، درختوں کو سوموار کے دن بنایا، بری و ناپسندیدہ چیزوں (یعنی ظلمت و تاریکی وغیرہ) کو منگل کے دن پیدا کیا، بدھ کے دن نور کو پیدا فرمایا، جمعرات کے دن زمین میں جانور پھیلائے اور سیدنا آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد بنایا، مخلوقات میں سب سے آخر میں اور جمعہ کے دن کی آخری گھڑیوں میں جو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عصر اور رات کے درمیان ہیں۔" (مسلم:7054)

(5)﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ "اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی اُن ہی کی مثل۔ اُن کے درمیان حکم اُترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے علم میں یقیناً ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔" (الطلاق:12)

(6)﴿ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ﴾ "پھر وہ عرش پر بلند ہوا" عرش تمام مخلوقات کی چھت ہے۔ یہ عرش پہ مستوی ہونے کی کیفیت ایسی ہے جو اس کے جلال کے لائق ہے۔ (تفسیر سعدی:2110/3)

(7)﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ﴾ "اُس کے سوا تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ کوئی سفارشی" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سفارشی نہیں۔ سب کاموں کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہی خالق، وہی مدبر، وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتا۔

(8)﴿اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ "کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟" یعنی اس کی قدرت اور اس کی مخلوقات کے بارے میں اس کے کلی اختیارات کو نہیں سمجھتے۔ وہ تمہاری سرپرستی میں یکتا ہے سفارش کا مالک ہے اس لیے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ کیا پھر بھی تم اپنے شرک سے باز نہیں آتے؟ کیا پھر بھی اُن شریکوں کی عبادت سے گریز نہیں کرتے؟ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ

"وہ آسمان سے زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر وہ (کام) ایک دن میں اُس کی طرف اوپر جاتا ہے جس کی مقدار ایک

سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾

ہزار سال ہے، اس میں سے جو تم شمار کرتے ہو" (5)

سوال: اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ --- تَعُدُّوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ "وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے" اس سے مراد احکامات نازل کرنا اور ان کو نافذ کرنا ہے۔

(2) امر کونی، دینی، امر شرعی کی ساری تدابیر وہ قادر مطلق کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) ﴿مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الۡاَرۡضِ﴾ ''آسمان سے زمین تک'' آسمان سے زمین تک کا سارا نظام اسی کی قضا و قدر سے چل رہا ہے۔ (4) وہ آسمانوں کے بلند حصے سے ساتوں زمینوں تک حکم نافذ کرتا ہے۔

(5) (i) اللہ تعالیٰ زندگی اور موت کی تدبیر کرتا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ صحت اور بیماری کی تدبیر کرتا ہے۔

(iii) اللہ تعالیٰ دولت مندی اور فقر کی تدبیر کرتا ہے۔ (iv) اللہ تعالیٰ عزت اور ذلت کے لیے تدبیر کرتا ہے۔

(v) اللہ تعالیٰ جنگ اور صلح کے لیے تدبیر کرتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کے لیے تدبیر کرتا ہے۔

(6) ﴿ثُمَّ يَعۡرُجُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗۤ اَلۡفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ﴾ ''پھر وہ (کام) ایک دن میں اُس کی طرف اوپر جاتا ہے جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے، اس میں سے جو تم شمار کرتے ہو'' یعنی اللہ تعالیٰ کا امر اسی کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور اسی کی طرف ایک لمحے میں چڑھ جاتا ہے۔

(7) اعمال آسمان دنیا سے اوپر اس کے دیوان تک پہنچائے جاتے ہیں، زمین سے لے کر آسمان دنیا تک کی مسافت پانچ سو سال کی ہے جبکہ آسمان کی اپنی موٹائی بھی پانچ سو سال کی ہے۔ مجاہد، قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ فرشتہ نزول کے وقت پانچ سو سال کی مسافت طے کرتا ہے لیکن یہ طویل مسافت وہ چشم زدن میں طے کر لیتا ہے۔ (تفسیر طبری: 111,110/21؛ المصباح المنیر: 680,679/4)

(8) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں آسمان اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھیں اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔'' (مسلم: 6748)

﴿ذٰلِكَ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ﴾

''وہی ہر غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے، سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے'' (6)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی منتظم ہے جو غیب اور حاضر کو جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ ... الرَّحِيۡمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ﴾ ''وہی'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا۔ جو اکیلا ہی سارے جہانوں کی تدبیر کرتا ہے۔ جو اپنے عرش پر مستوی ہے۔

(2) ﴿عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ ''ہر غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے'' جس کا علم وسیع اور کامل ہے۔ جو لوگوں سے چھپ جاتا ہے یا ان کے سامنے ہوتا ہے، اس کے سامنے ہر چیز حاضر ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اَلْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ﴾ ''سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے'' یعنی اپنی مراد پر غالب ہے۔ وہ الرحیم ہے اپنی مخلوقات میں سے بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔

(4) اس نے اپنی وسعتِ علم، اپنے کامل غلبے اور اپنی بے پایاں رحمت کی بنا پر ان مخلوقات کو وجود بخشا اور ان میں بے شمار فائدے ودیعت کیے اور ان کی تدبیر کرنا اس کے لیے مشکل نہیں۔ (تفسیر سعدی:2111/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ''العزیز'' اور ''الرحیم'' کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے غیب اور حاضر کے علم سے اپنی گرفت اور غلبے کا احساس دلایا ہے کہ کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں وہ قدرت رکھنے والا ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق سے، اپنی تدبیر سے اپنی رحمت کا شعور دلایا ہے کہ کیسے وہ وجود میں لاتا ہے اور مسلسل تدبیر اور انتظام کرتا ہے۔

﴿الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ﴾

''جس نے ہر چیز کو اچھا بنایا جو اس نے پیدا کی اور اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء تھوڑے سے گارے سے کی'' (7)

سوال: انسان کی پیدائش کا آغاز مٹی سے ہوا، اس کی وضاحت ﴿الَّذِیْٓ ... طِیْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ﴾ ''جس نے ہر چیز کو اچھا بنایا جو اس نے پیدا کی'' اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو عمدہ، مضبوط اور کمال کے ساتھ بہترین تخلیق کیا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کے بارے میں یہ واضح کیا ہے کہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے، ہر چیز میں حسن ہے۔ ان کی شکل میں، ہیئت میں، ان کے حجم میں، ان کے مقاصد میں بھی، اعمال میں بھی، حرکات میں بھی، فرائض میں بھی، ذرّے سے لے کر بڑے اجسام تک حسن ہی حسن ہے۔ ہر چیز کو اس نے حسین اور مکمل بنایا ہے۔ یہ کائنات جمیل ہے اس کا حسن و جمال ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی بنائی اس کی حکمت اور مصلحت کا تقاضا ہے۔ اس میں اپنا حسن اور انفرادیت ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی﴾ ''موسیٰ نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی، پھر اسے راستہ دکھایا۔'' (طٰہٰ:50)

(4) ﴿وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ﴾ ''اور اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء تھوڑے سے گارے سے کی'' سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔'' (الحجر:28)

(6) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو اس نے ساری زمین سے اکٹھی کی تھی۔'' (ترمذی:2955)

(7) انسان کے شرف کی بنا پر مخلوقات میں سے پہلے انسان کا ذکر فرمایا۔

﴿ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾

''پھر اُس نے اُس کی نسل ایک حقیر پانی کے خلاصے سے بنائی'' (8)

سوال: انسان کی نسل نطفے سے چلائی گئی، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... مَّهِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ﴾ ''پھر اُس نے اُس کی نسل بنائی'' یعنی سیدنا آدم علیہ السلام کی نسل۔

(2)﴿مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾ ''ایک حقیر پانی کے خلاصے سے'' یعنی گندے اور بے وقعت پانی سے یعنی کمزور نطفے سے انسان کی نسل چلائی۔

(3) ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو اہم تخلیقی کارناموں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو مختلف مراحل سے گزار کر انسان کا پتلا اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ پھر اس میں اپنے ہاں سے روح پھونکی یا اپنی روح میں سے روح پھونکی تو ایک محیر العقول اور عظیم الشان چیز وجود میں آ گئی جس میں عقل و شعور، قوت ارادہ و اختیار اور قوت تمیز و استنباط سب کچھ موجود تھا۔ وہ اس قابل بنا دیا گیا کہ وہ خلافتِ ارضی کا بار اٹھا سکے اور اللہ تعالیٰ کا دوسرا محیر العقول تخلیقی کارنامہ یہ ہے کہ پھر انسان کی نسل کو نطفہ اور توالد و تناسل سے چلا دیا۔ جس سے کروڑوں انسان پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نطفہ کیا ہے؟ حکماء کہتے ہیں کہ جو چوتھے ہضم کے نتیجہ میں ظہور میں آتا ہے جبکہ خون تیسرے ہضم کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس نطفہ کے ہر قطرہ میں ہزاروں جرثومے ہوتے ہیں اور ایک جرثومہ میں اصل انسان کی شکل و صورت، اس کی عادات اور اس کے خصائل موجود ہوتے ہیں۔ گویا نطفہ کا ایک ایک جرثومہ اس چیز کا چھوٹے سے چھوٹا اور مکمل ترین عکس ہوتا ہے جو صرف طاقتور خوردبین کے ذریعہ سے ہی نظر آ سکتا ہے۔ (تیسیر القرآن:547/3)

(4)﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (۱۴)﴾ ''پھر ہم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے اُسے ایک محفوظ ٹھکانے میں نطفہ بنا دیا۔ پھر ہم نے نُطفے کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو بوٹی بنا دیا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اُسے ایک دوسری صورت میں بنا کھڑا کیا، سو بڑا ہی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔'' (المومنون:14,13)

(5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی پیدائش (بطور نطفہ) اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے، پھر چالیس دن تک وہ غلیظ اور جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے، پھر چالیس دن تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو اس کے پاس چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے۔ تو وہ فرشتہ اس کے عمل، اس کی مدت زندگی، اس کی روزی اور یہ کہ وہ نیک ہوگا یا بدبخت، یہ سب چیزیں لکھ لیتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔'' (بخاری:3332)

﴿ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ

''پھر اُس کو درست کیا اور اُس نے اِس میں اپنی روح پھونکی اور اُس نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾

تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو'' (9)

سوال: اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کا احسان مانو، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... تَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ سَوّٰىهُ﴾ ''پھر اُس کو درست کیا'' یعنی انسان کا گوشت پوست، اس کے اعضا، اس کے اعصاب اور اس کی شریانوں کے نظام کو درست طور پر بنایا، اسے بہترین تخلیق و ہیئت سے سرفراز کیا، اس کے ہر ہر عضو کو ایسے مقام پر رکھا جس کے سوا کوئی اور مقام اس کے لائق نہ تھا۔ (سعدی:2111/3)

(2) ﴿وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ﴾ ''اور اُس نے اُس میں اپنی روح پھونکی'' یعنی اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو انسان کے اندر روح پھونکتا ہے تب وہ زندگی جیسی نعمت پا کر انسان بن جاتا ہے۔

(3) ﴿وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ﴾ ''اور اُس نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے'' یعنی جب اس نے روح پھونک دی تو کان، آنکھیں اور دل عطا کر دیے۔ یہ حواس ہیں جن سے تم سنتے، دیکھتے اور حق اور ہدایت کو سمجھتے ہو۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بَصِیْرًا﴾ ''ہم نے انسان کو بلاشبہ ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اسے آزمائیں، سو ہم نے اُس کو خوب سننے والا، دیکھنے والا بنایا۔'' (الدھر:2) اور فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا کہ تم کچھ بھی جانتے نہ تھے۔ اور اُس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر ادا کرو۔'' (النحل:78)

(5) ﴿قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾ ''تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کا احسان نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کا احسان مانو۔ خوش نصیب ہے وہ جوان قوتوں سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اپنے دین کی خدمت کرے۔

﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ

''اور اُنہوں نے کہا کہ کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے، کیا واقعی ہم ضرور نئی پیدائش میں ہوں گے؟ بلکہ وہ اپنے رب کی

رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ﴾

ملاقات کا انکار کرنے والے ہیں'' (10)

سوال: زندگی بعد موت کے منکرین کی جو تردید کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْٓا ... كٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْٓا﴾ ''اور اُنہوں نے کہا'' قیامت کو محال سمجھتے ہوئے جھٹلانے والوں نے کہا۔

(2) ﴿ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ﴾ ''کہ کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے'' کیا جب ہمارے بدن گل سڑ کر مٹی بن جائیں گے اور ایسی جگہوں پر چلے جائیں گے جن کے بارے میں ہم نہیں جانتے اور ہمارا نام و نشان تک نہ رہے گا۔

(3) ﴿ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ﴾ ''کیا واقعی ہم ضرور نئی پیدائش میں ہوں گے؟'' تو کیا ہمیں نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا؟ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اپنی قدرت پر قیاس کر کے اس کام کو بعد از قیاس سمجھتے ہیں حالانکہ جو انہیں عدم سے وجود میں لا سکتا ہے اس کی قدرت کے لیے زندگی بعد موت آسان ہے۔

(4) ﴿بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ﴾ ''بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا انکار کرنے والے ہیں'' حقیقت یہ ہے کہ وہ موت کے بعد کی زندگی کا اور حساب کتاب کا عقیدہ نہیں رکھتے، اس لیے موت کے بعد کی زندگی کو نہیں مانتے۔

(5) ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ (۷۸) قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (۷۹)﴾ ''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا؟ اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہو گیا۔ اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کا خوب جاننے والا ہے۔'' (یٰسٓ:77-79)

(6)﴿وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا (۴۹) قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا (۵۰) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا (۵۱)﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا یقیناً ہم نئی پیدائش پر ضرور اُٹھائے جانے والے ہیں؟ آپ کہہ دیں تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ یا کوئی اور مخلوق جو تمہارے دلوں میں اس سے بھی بڑی ہو۔ تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، تو جلد ہی وہ آپ کے سامنے تعجب سے سر ہلائیں گے اور کہیں گے تو یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں امید ہے کہ وہ قریب ہو۔'' (بنی اسرائیل:49-51)

(7) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عاص بن وائل رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور اسے ریزہ ریزہ کرنا شروع کر دیا، پھر کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ اس (ہڈی) کے فنا ہو جانے کے بعد اسے زندہ کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا اور (سن!) اللہ تعالیٰ تجھے فوت کرے گا، پھر تجھے زندہ کر کے جہنم کی آگ میں پھینک دے گا۔'' (مستدرک حاکم:3606)

﴿قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾

ع 1 11 14

''آپ کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں قبض کر لے گا چنانچہ تم اپنے رب کی جناب میں لوٹائے جاؤ گے'' (11)

سوال: ملک الموت کے بارے میں وضاحت ﴿قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ ''کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں قبض کر لے گا'' یعنی ملک الموت کو ارواح قبض کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے۔

(2) ملک الموت ایک معین فرشتہ ہے جس کا نام عزرائیل بھی آیا ہے۔ دیگر فرشتے اس کے معاون بھی ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) موت کے فرشتہ کا نام بعض آثار میں ''عزرائیل'' آیا ہے اور یہی مشہور ہے، حدیث میں ہے کہ ''ملک الموت'' کے بہت سے نائب اور مددگار ہیں جو تمام جسموں سے روحیں نکالتے ہیں اور جب وہ گلے تک پہنچتی ہیں تو موت کا فرشتہ انہیں لے لیتا ہے۔ (ابن کثیر)

(4) سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ملک الموت نے اپنی وہ حسین صورت دکھائی جو مؤمن کی روح قبض کرتے وقت ان کی ہوتی ہے تو ان کی صورت پر ایسی چمک دمک اور رونق دیکھی جس کی کیفیت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اور کافروں، فاجروں کی روح قبض کرنے کے وقت جو صورت ان کی ہوتی ہے جب وہ دکھائی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام خوف زدہ ہو گئے، یہاں تک کہ آپ کے شانے لرزنے لگے اور پیٹ زمین کو لگا دیا، قریب تھا کہ آپ کی جان نکل جائے۔ (مظہری: 187/9)

(5) ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''چنانچہ تم اپنے رب کی جناب میں لوٹائے جاؤ گے'' پھر تمہیں اعمال کی جزا دی جائے گی۔

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا): ''جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔'' (حدیث کے راوی) حماد کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسمان والے فرشتے (اس روح کی خوشبو پا کر) کہتے ہیں، کوئی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے اور اس جسم پر بھی جسے تو نے آباد کر رکھا تھا۔ پھر فرشتے اپنے رب کے حضور اس روح کو لے جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسے قیامت قائم ہونے تک (اس کی معین جگہ یعنی علیین میں) پہنچا دو اور جب کافر کی روح نکلتی ہے۔'' حدیث کے راوی نے کافر کی روح کے نکلنے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی بدبو اور اس پر (فرشتوں کی) لعنت کا ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(جب اسے اوپر لے جایا جاتا ہے تو) آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کہ کوئی ناپاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آ رہی ہے، پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ہوتا ہے کہ اسے قیامت قائم ہونے تک (اس کی معین جگہ یعنی سجین میں) لے جاؤ۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی روح کی بدبو کا ذکر فرمایا تو (نفرت سے) اپنی چادر کا دامن اس طرح اپنی ناک پر رکھ لیا۔ (مسلم: 7221)

﴿وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا

''اور کاش آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے پاس سر جھکائے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾

چنانچہ ہمیں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہم یقین کرنے والے ہیں'' (12)

سوال: قیامت کے دن مجرموں کی حاضری کے حال کی وضاحت ﴿وَلَوْ تَرٰٓی ... مُوْقِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے قیامت کے دن مجرموں کی حاضری کا حال بیان فرمایا ہے ﴿وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں جب مجرم'' یعنی اگر آپ ﷺ ان لوگوں کو دیکھیں جنہوں نے بڑے بڑے جرائم پر اصرار کیا۔

(2) ﴿نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ ''اپنے رب کے پاس سر جھکائے ہوں گے'' اس دن وہ لوگ بھی رب کے سامنے خشوع سے سر جھکائیں گے جنہوں نے زندگی میں کبھی سر نہیں جھکایا تھا اس دن جرائم کا اقرار اور واپسی کی درخواست کریں گے۔

(3) ﴿رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا﴾ ''اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا'' یعنی اب سارا معاملہ ہماری سمجھ میں آ گیا، اب ہمیں یقین آ گیا ہے، اب تو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے، اب ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''کس قدر سننے والے ہوں گے وہ اور کس قدر دیکھنے والے، جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے، لیکن آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔'' (مریم:38)

(4) رب العزت نے فرمایا ﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ ''اور وہ کہیں گے: ''اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے۔'' (الملک:10)

(5) ﴿فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾ ''چنانچہ ہمیں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہم یقین کرنے والے ہیں'' وہ رب سے درخواست کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۷) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۲۸) وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (۲۹) وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (۳۰)﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں کہ جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے کہ اے کاش ہم واپس بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں بلکہ ان پر وہ چیز واضح ہو چکی جو وہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے اور اگر وہ واپس بھیج دیے جائیں تو یقیناً دوبارہ وہی کریں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں اور انہوں نے کہا کہ زندگی تو بس ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔ اور کاش آپ دیکھیں جب انہیں اپنے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، وہ (اللہ) پوچھے گا: ''کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں ہمارے رب کی قسم کیوں نہیں!'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو عذاب چکھو اس وجہ سے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔'' (الانعام:27-30)

(6) موت کے بعد کے یقین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس وقت اپنے دنیا کے اعمال کی وجہ سے جرائم ثابت ہو چکے ہوں گے جن کے نتیجے میں عذاب بھگتنا ہوگا۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے لیکن میری طرف سے بات سچ ثابت ہوگئی کہ میں ضرور جنوں

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾

اور انسانوں سب سے جہنم کو بھر دوں گا'' (13)

سوال: جبری ایمان مطلوب نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ شِئْنَا ... اَجْمَعِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا﴾ ''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے'' یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے کر سب کو ہدایت پر جمع کر دیتے جیسا کہ فرمایا ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جو زمین میں ہیں سب اکٹھے ضرور ایمان لاتے، تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے یہاں تک کہ وہ سب مومن ہو جائیں۔'' (یونس:99)

(2) ﴿وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ﴾ ''لیکن میری طرف سے بات سچ ثابت ہوگئی'' میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی اب حکم ثابت ہو گیا اب اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

(3) ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''کہ میں ضرور جنوں اور انسانوں سب سے جہنم کو بھر دوں گا'' یعنی جنوں اور انسانوں کی اکثریت زندگی کے امتحان میں ناکام ہو کر جہنم کا ایندھن بنے گی۔

(4) اللہ تعالیٰ ان انسانوں سے جہنم کو بھر دیں گے جو جہنم میں جانے والے ہیں یعنی جن لوگوں نے ایسے اعمال کیے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں ان اعمال کی وجہ سے وہ جہنم میں بھر دیے جائیں گے۔

(5) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ لگاتار یہی کہتی رہے گی ﴿هَلْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿مِنْ مَّزِیْدٍ﴾ یعنی کیا کچھ اور بھی ہے؟'' یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا دوزخ کہے گی: تیری عزت کی قسم! بس بس اور اس کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے سے چمٹ جائے گا۔'' (مسلم:7177)

(6) ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے ''اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی'' اور رونے لگتے۔ ان سے کہا گیا: اے ابو میسرہ! کیوں روتے ہو؟ ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہم نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ نجات ہو گی کہ نہیں؟'' حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو روتے دیکھ کر پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ''مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے آگ میں نہ پھینک دے اور اللہ تعالیٰ کو تو کسی کی پرواہ نہیں۔'' (کتاب النار:331-336)

(7) ﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ (۱۶) ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ (۱۷) قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ (۱۸)﴾ ''ابلیس نے کہا: ''پھر اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے یقیناً میں اُن کے لیے آپ کے سیدھے راستے میں ضرور بیٹھوں گا۔ پھر میں لازماً اُن کے آگے سے اور اُن کے پیچھے سے اور اُن کے دائیں سے اور اُن کے بائیں سے اُن پر آؤں گا اور آپ اُن میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نکل جاؤ یہاں سے، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا، یقیناً جو بھی ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو میں لازماً تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔'' (الاعراف:16-18)

﴿فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ

''سو اب مزہ چکھو کیونکہ تم نے اپنے اُس دن کی ملاقات کو بھلا دیا ہم نے بھی یقیناً تمہیں بھلا دیا ہے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

اور ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو اس وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے'' (14)

سوال: مجرموں سے کہا جائے گا عذاب کا مزہ چکھو، اس کی وضاحت ﴿فَذُوْقُوْا ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا﴾ ''سو اب مزہ چکھو کیونکہ تم نے اپنے اُس دن کی ملاقات کو بھلا دیا'' مجرموں سے کہا جائے گا جو ندامت، شرمندگی اور ذلت اٹھا چکے ہوں گے اور دنیا کی طرف لوٹ جانے کی درخواست کر رہے ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)ان سے کہا جائے گا وقت ختم ہو گیا تم نے اس دن کو بھلا دیا تھا۔تم نے رب کو بھلا دیا،عمل چھوڑ دیا اور یہ یاد ہی نہ رکھا کہ حاضری دینی ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنی ہے۔

(3)﴿اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ﴾''ہم نے بھی یقیناً تمہیں بھلا دیا ہے''یعنی ہم نے تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا۔یہ جزا تمہارے عمل کی جنس میں سے ہے۔جس طرح تم نے بھلائے رکھا اسی طرح تمہیں بھی بھلا دیا گیا۔(تفسیر سعدی:3/2114)جیسا کہ فرمایا:

﴿وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ﴾

''اور کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔''(الجاثیہ:34)

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی (۱۲۴) قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا (۱۲۵) قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی (۱۲۶)﴾''اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو اس کے لیے یقیناً زندگی تنگ ہو گی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔وہ کہے گا:''اے میرے رب!تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟حالانکہ میں یقیناً دیکھنے والا تھا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا:''اسی طرح ہماری آیات تمہارے پاس آئی تھیں تو تو نے انہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔''(طٰہٰ:124-126)

(5)﴿وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾''اور ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو اس وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے''اب تم کفر اور جھٹلانے کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو،رب العزت نے فرمایا:﴿لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا (۲۴) اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا (۲۵) جَزَآءً وِّفَاقًا (۲۶) اِنَّهُمْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا (۲۷) وَّکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا (۲۸) وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ کِتٰبًا (۲۹) فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا (۳۰)﴾''اُس میں نہ وہ کسی ٹھنڈک کو چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کو۔مگر کھولتا ہوا پانی اور بہتی پیپ۔جو پورا پورا بدلہ ہے۔یقیناً وہ کسی حساب کی امید نہیں رکھتے تھے۔اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا،بری طرح جھٹلا دینا۔اور ہم نے ہر چیز کو ایک کتاب میں شمار کر رکھا ہے۔پس تم چکھو کہ ہم عذاب کے سوا تمہارے لیے ہرگز کچھ اضافہ نہ کریں گے۔''(النبا:24-30)

﴿اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ

''یقیناً ہماری آیات پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں اُن کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

ہیں اور وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے'' (15)

سوال: قرآن مجید کی تصدیق کرنے والے سعادت مند لوگ ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا یُؤْمِنُ... یَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا﴾ ''یقیناً ہماری آیات پر تو وہی ایمان لاتے ہیں'' ہماری آیات پر سچے دل سے ایمان وہ لوگ رکھتے ہیں۔

(2) ﴿الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا﴾ ''جب انہیں اُن کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں'' جب ان کے سامنے قرآن کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے یا انہیں جب نصیحت کی جاتی ہے تو غور سے سنتے ہیں، ان پر عمل کرتے ہیں، اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت بخشی اور ان کی پیروی اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے عار نہیں کرتے جیسا کہ فرمایا ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا﴾ ''جنہیں جب اُن کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اُن پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے۔'' (الفرقان:73)

(3) ﴿وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں'' وہ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں، اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ رکوع اور سجدہ میں ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری:794)

(4) ﴿وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''اور وہ تکبر نہیں کرتے'' وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ﴾ ''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا، یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔'' (المومن:60)

(5) نصیحت قبول کرنے والے یہ شعور رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کرنا جہنم میں لے جانے کا سبب بنتا ہے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں تکبر نہیں کرتے۔

﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫﴾

''اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہی رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

اور جو ہم نے انہیں رزق دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں'' (16)

سوال: تہجد گزار رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿تَتَجَافٰى ... يُنْفِقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہی رہتے ہیں'' قرآن مجید کی تصدیق کرنے والے سعادت مند لوگ اپنے بستروں پر بے قرار رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات اور تہجد کی نماز میں قرآن پڑھنے سے لذت لیتے ہیں۔

(2) اس آیت میں بستروں سے الگ رہنے اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مراد تہجد کی نماز ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾ ''رات کو وہ بہت کم سویا کرتے تھے اور سحری کے اوقات میں وہ بخشش مانگا کرتے تھے۔'' (الذٰریٰت: 17،18)

(3) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جھروکے ہیں کہ ان کے اندر سے باہر نظر آتا ہے اور ان کا اندر باہر سے۔'' آپ ﷺ کے سامنے ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ وہ کن لوگوں کے لیے ہے اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ان کے واسطے ہیں کہ انہوں نے اچھا کلام کیا یعنی شیریں زبان سے حق گوئی کی اور کھانا کھلایا پے در پے روزے رکھے یعنی سوائے ایام ممنوعہ کے اور رات کو تہجد کی نماز پڑھتے ہیں جب لوگ سوتے ہیں۔'' (جامع ترمذی: 2527)

(4) ﴿يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا﴾ ''وہ اپنے رب کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں'' وہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اچھی امیدیں رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے اور اس کے عظیم الشان ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

(5) سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب اس شخص سے خوش ہوتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، پھر اس کے ساتھی شکست کھا کر (میدان سے) بھاگ گئے اور وہ گناہ کے ڈر سے واپس آ گیا (اور لڑا) یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا، اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے ''میرے بندے کو دیکھو میرے ثواب کی رغبت اور میرے عذاب کے ڈر سے لوٹ آیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔'' (ابوداؤد: 2536)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)(i)اہل ایمان کی رب سے اُمید اور بے عمل لوگوں کی اُمید میں فرق ہوتا ہے: اہل ایمان رب سے اُمید باندھتے ہیں تو بے عمل لوگوں کی طرح اپنے عمل سے بے پرواہ نہیں ہوتے۔(ii)اہل ایمان کے خوف اور بے عمل لوگوں کے خوف میں بھی فرق ہوتا ہے: اہل ایمان رب کے مؤاخذے سے ڈرتے ہیں اور اُمید بھی رکھتے ہیں جب کہ بے عمل لوگ اتنا خوف طاری کر لیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جائیں۔ مایوسی گمراہی اور کفر ہے۔ اہل ایمان اس سے بچتے ہیں۔

(7)﴿وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ''اور جو ہم نے انہیں رزق دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں'' وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال لگاتے ہیں۔ زکوۃ، کفارہ، اہل وعیال پر خرچ کرنا، بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنا سب اسی میں شامل ہیں۔ وہ اپنے رشتے داروں پر بھی مال خرچ کرتے ہیں۔

(8)سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، ایک دن جب ہم چل رہے تھے۔ تو میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے دور کر دے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت بڑا سوال کیا لیکن اللہ تعالیٰ جس پر آسان کر دے اس پر بہت آسان ہے۔ (وہ عمل یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نمازوں کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرتے رہو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تجھے بھلائیوں کے دروازے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ (کی آگ) کو بجھا دیتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے دوران میں نماز (تہجد) پڑھنا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ(۱۶) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۱۷)﴾ ''اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہی رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا اُس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ کوئی شخص نہیں جانتا اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا چھپا کر رکھا گیا اس عمل کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے۔'' (السجدہ:17,16) پھر فرمایا: ''کیا اب میں تجھے اس امر (یعنی دین) کا سر، اس کے ستون اور اس کے کوہان کی بلندی کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس تمام امر کا سر تو اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی اللہ تعالیٰ کی راہ کا جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا اب میں تجھے وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب کا مدار ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہیں، آپ نے اپنی زبان کو پکڑا، پھر فرمایا: اسے روک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رکھ۔ میں نے عرض کی، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہم اپنی بات چیت پر بھی پکڑے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے! لوگوں کو (جہنم کی) آگ میں چہروں کے بل گھسیٹنے والی چیز ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلوں کے سوا اور کیا ہے؟'' (ترمذی:2616)(ابن ماجہ:3973)

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾

''چنانچہ کوئی شخص نہیں جانتا ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا چھپا کر رکھا گیا اُس عمل کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے'' (17)

سوال: نیک لوگوں کے لیے لذتیں اور نعمتیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَلَا ... یَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ﴾ ''چنانچہ کوئی شخص نہیں جانتا ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا چھپا کر رکھا گیا'' کوئی نہیں جانتا ان نعمتوں اور ان لذتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے لیے جنت میں چھپا کر رکھی ہیں۔ جیسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے چھپا کر عمل کئے تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے نعمتیں اور لذتیں چھپا رکھی ہیں۔

(2) ﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ''اُس عمل کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے'' ان کے عملوں کے مطابق بدلہ ہے کیونکہ جزا عمل کی جنس سے ملتی ہے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو پس کوئی شخص نہیں جانتا ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' (بخاری:3244)

(4) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: ''اے باری تعالیٰ! ادنیٰ جنتی کا درجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ادنیٰ جنتی وہ شخص ہے جو تمام جنتیوں کے جنت میں چلے جانے کے بعد آئے گا، اس سے کہا جائے گا، جنت میں داخل ہو جاؤ'' وہ کہے گا اے اللہ تعالیٰ! کہاں جاؤں، ہر ایک نے تو اپنی اپنی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنی چیزیں سنبھال لی ہیں اس سے کہا جائے گا کہ ''کیا تو اس پر خوش ہے کہ تیرے لیے اتنا ہو جتنا دنیا کے کسی بہت بڑے بادشاہ کے پاس تھا؟'' وہ کہے گا ''اے میرے رب! میں اس پر خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تجھے یہ سب کچھ دیا جاتا ہے اور اتنا، اور اتنا، اور اتنا، اور اتنا اور پانچویں بار یہ کہے گا، (بس بس) اے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میرے رب! میں راضی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ سب ہم نے تجھے دیا اور اس کا دس گنا اور بھی دیا اور جس چیز کو بھی تیرا دل چاہے اور جس سے تیری آنکھیں ٹھنڈی رہیں (وہ بھی تو لے لے) یہ کہے گا، میرے پروردگار! میں راضی ہوگیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا، پھر اے اللہ تعالیٰ! اعلیٰ درجے کے جنتی کی کیفیت کیا ہے؟ فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی وعزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر اپنی مہر لگادی ہے، پھر نہ تو وہ کسی کے دیکھنے میں آئی، نہ کسی کے سننے میں اور نہ کسی کے خیال میں۔ اور اس چیز کی تصدیق یہ آیت کرتی ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ''چنانچہ کوئی شخص نہیں جانتا ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا چھپا کر رکھا گیا اُس عمل کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے۔'' (السجدہ:17)(مسلم:465)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا﴾ ''اور جب آپ دیکھیں گے تو وہاں بڑی نعمت اور عظیم بادشاہت آپ دیکھیں گے'' (الدھر:20)

(6) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کی طرف سے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ جو کوئی ہم میں سے (جہاد میں) مارا جائے گا، وہ جنت میں ایسی نعمتوں میں پہنچ جائے گا جن نعمتوں کے مثل اس نے کبھی کوئی نعمت نہیں دیکھی ہوگی۔ (بخاری:3159)

﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ﴾

''تو کیا جو شخص ایمان والا ہو اُس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو نافرمان ہے؟ دونوں برابر نہیں ہوتے'' (18)

سوال: مومن اور فاسق برابر نہیں، اس کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ ... یَسْتَوٗنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) مجرموں اور مومنوں کا حال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے عقل والوں سے سوال کیا ہے، کیا دو طرح کے لوگ برابر ہوسکتے ہیں۔

(2) ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا﴾ ''تو کیا جو شخص ایمان والا ہو'' یعنی وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان رکھتا ہو، جس کا دل ایمان کے نور سے بھر گیا۔

(3) ﴿كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا﴾ ''اُس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو نافرمان ہے؟'' یعنی وہ اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جس کا دل غیر آباد اور خالی ہو جس میں ایمان نہیں، جو ظلم اور جہالت کی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں۔

(4) (i) مومن اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ (ii) اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ (iii) اصلاح کا کام کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)(i)فاسق اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔(ii)اپنی مرضی کے مطابق چلتے ہیں۔

(iii)زمین میں فساد پھیلانے کا کام کرتے ہیں۔

(6)﴿لَا یَسْتَوٗنَ﴾ ''دونوں برابر نہیں ہوتے'' جیسے دن رات برابر نہیں ہو سکتے ،جیسے روشنی اور اندھیرا برابر نہیں ہو سکتے ،ایسے ہی مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔رب العزت نے فرمایا:﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ﴾ ''کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم اُنہیں اُن لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے کہ اُن کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے؟ بہت بُرا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔'' (الجاثیہ:21)

(7)﴿اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۪ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ﴾ ''کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟'' (ص:28)

(8)﴿لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ﴾ ''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے ،جنت میں جانے والے ہی کامیاب ہیں۔'' (الحشر:20)

﴿اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی ۫ نُزُلًۢا بِمَا

''رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں تو اُن کے لیے جنت کی قیام گاہیں ہیں مہمان نوازی کے طور پر اس

كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾

بدلے میں جو وہ کام کرتے تھے'' (19)

سوال: مومن عالی شان جنتوں میں ہوں گے،اس کی وضاحت ﴿اَمَّا الَّذِیْنَ ۔۔۔ یَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور محمد ﷺ کو اپنا نبی اور رسول مان لیا اور جو اسلام کے مطابق فرائض اور نوافل ادا کرتے رہے، جو شرک اور حرام کاموں سے اجتناب کرتے رہے۔

(2)﴿فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی﴾ ''تو اُن کے لیے جنت کی قیام گاہیں ہیں'' جنتوں میں ان کے عالی شان، خوب صورت گھر ہوں گے۔اپنے بادشاہ، اپنے معبود کے قریب انہیں عالی شان مقام نصیب ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ ''جن لوگوں نے نیکی کی اُن کے لیے نہایت اچھا بدلہ ہے اور کچھ مزید ہے اور اُن کے چہروں کو نہ کوئی سیاہی ڈھانپے گی اور نہ کوئی ذلت، یہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (یونس:26)

(4) ﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ﴾ ''لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈر کر رہے اُن کے لیے بلند عمارتیں ہیں جن کے اوپر بلند عمارتیں بنی ہوں گی، جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔'' (الزمر:20)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو دشمن کے حملہ سے ڈرا اور شروع رات ہی میں سفر میں نکل پڑا وہ منزل کو پہنچ گیا، آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ کا سامان بڑی قیمت والا ہے، آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔'' (ترمذی:2450)

(6) ﴿نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''مہمان نوازی کے طور پر اس بدلے میں جو وہ کام کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک اعمال پر مہمان نوازی ہے۔ یہ عالی شان اعزاز ان کے لیے ہے جو دنیا میں نیک اعمال کرتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور یہ ہے جنت جس کے تم وارث بنائے گئے اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔'' (الزخرف:72)

﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا

''رہے وہ لوگ جنہوں نے نافرمانیاں کیں اُن کا ٹھکانہ آگ ہے، جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ اُس سے نکلیں تو اُس

وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾

میں لوٹا دیے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ اب آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے'' (20)

سوال: فاسق جہنم میں جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ ... تُكَذِّبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ﴾ ''رہے وہ لوگ جن لوگوں نے نافرمانیاں کیں اُن کا ٹھکانہ آگ ہے'' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل گئے، جن لوگوں نے شرک کیا اور نافرمانی کے کام کئے۔ جن لوگوں نے کفر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا اور برے کام کیے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں ہر قسم کا عذاب ہوگا جو ان سے کبھی جدا نہ ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انہیں قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں تو آپ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔'' (آل عمران:21)

(2) ﴿كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا﴾ ''جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ اُس سے نکلیں تو اُس میں لوٹا دیے جائیں گے'' جب کبھی وہ جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے انہیں دوبارہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ﴾ ''جب کبھی وہ سخت گھٹن کی وجہ سے ارادہ کریں گے کہ جہنم سے نکلیں، وہ اس میں لوٹا دیے جائیں گے اور تم آگ کا عذاب چکھو۔'' (الحج:22)

(3) ﴿وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾ ''اور اُن سے کہا جائے گا کہ اب آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے'' ان سے کہا جائے گا جس جہنم کے عذاب کا تمہیں یقین نہیں آتا تھا آج اس کے مزے چکھو۔

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، جہنم کی آگ کی گرمی کا ستر واں حصہ ہے۔'' صحابہ نے عرض کی، واللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (انسانوں کو جلانے کے لیے تو) یہی دنیا کی آگ کافی تھی؟ آپ نے فرمایا: ''لیکن وہ دنیا کی آگ سے انہتر (69) درجے زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر حصہ اس دنیا کی آگ کے برابر گرم ہے۔'' (مسلم:7165)

(5) اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھتے، پھر تین مرتبہ ﴿اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾ ''اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا لے'' کہتے۔ (ابوداؤد:5045)

﴿وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾

''اور ہم اُنہیں بڑے عذاب سے پہلے ہی چھوٹے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے تاکہ وہ پلٹ آئیں'' (21)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بڑے عذاب کے علاوہ قریب والے عذاب کی وضاحت ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم ... يَرْجِعُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ﴾ ''اور ہم اُنہیں بڑے عذاب سے پہلے ہی چھوٹے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے'' ہم جھٹلانے والوں کو قیامت کے دن کے عذاب سے پہلے قریب کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے یعنی آفتیں، بیماریاں، مصائب وغیرہ۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ ''لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہو گیا تا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعض کاموں کا اُنہیں مزہ چکھائے تا کہ وہ پلٹ آئیں'' (الروم:41)

(2) قریب والے عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾ ''اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے؟ یا کہے کہ مجھ پر وحی کی گئی حالانکہ اس پر کچھ وحی نہ کیا گیا ہو اور جو کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے جلد ہی میں بھی ویسا ہی اُتاروں گا، اور کاش آپ دیکھیں جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلانے والے ہوتے ہیں کہ ''نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے'' (الانعام:93)

(3)﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ ''تا کہ وہ پلٹ آئیں'' اللہ تعالیٰ قریب والے عذاب کا مزہ اس لیے چکھاتے ہیں کہ لوگ گناہ چھوڑ دیں، توبہ کر لیں۔ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ (۴۲) فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۴۳)﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی ہم بہت سی اُمتوں میں رسول بھیج چکے ہیں پھر ہم نے اُن کو تنگ دستی اور تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی اختیار کریں۔ پھر جب اُن پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے کیوں نہ عاجزی اختیار کی؟ بلکہ ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لیے خوش نما بنا دیا جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (الانعام:43,42)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ﴾ ''اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر ہم نے اس کے رہنے والوں کو تنگی اور تکلیف کے ساتھ پکڑ لیا تا کہ وہ گڑگڑائیں۔'' (الاعراف:94)

(5)﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''اسی طرح عذاب آتا ہے اور یقیناً آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔'' (القلم:33)

(6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے کے بجائے شرک پر جمے رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایسے قحط کی بددعا کی جیسا قحط سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو انہیں بھوک وفاقہ کی شدت کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ (بخاری:4821)

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ

''اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اُس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے، پھر بھی وہ اُن سے منہ پھیر جاتا ہے؟

الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾

یقیناً انہی مجرموں سے ہم انتقام لینے والے ہیں'' (22)

سوال: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ پھیرنے والا بڑا ظالم ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ ... مُنْتَقِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا﴾ ''اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اُس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے، پھر بھی وہ اُن سے منہ پھیر جاتا ہے؟'' اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جسے رب کی آیات پڑھ کر سنائی جائیں اور وہ ان سے منہ موڑ لے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے تو آیات اس لیے بھیجیں تھیں کہ ان پر وہ ایمان لاتے، ان کی پیروی کرتے۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ایمان کی بجائے اعراض کرتے ہوئے ان آیات کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور انہیں ذہن سے اتار دیا گویا اسے معلوم ہی نہیں۔

(3)﴿اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾ ''یقیناً انہی مجرموں سے ہم انتقام لینے والے ہیں'' اللہ تعالیٰ گناہ گاروں سے مشرکوں اور نافرمانوں سے سخت بدلہ لینے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی چنانچہ آپ اُس کی ملاقات سے کسی شک میں نہ ہوں

لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾

اور اُس کو ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا''(23)

سوال: شب اسراء میں رسول اللہ ﷺ کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... اِسْرَآءِیْلَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی'' اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تھی جو قرآن کی تصدیق کرتی ہے اور قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔

(2) ﴿فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ﴾ ''چنانچہ آپ اُس کی ملاقات سے کسی شک میں نہ ہوں'' اے محمد ﷺ! سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے آپ ﷺ کی جو ملاقات شب اسراء میں ہوئی آپ اس کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہوں۔ لوگوں کو بھی اس بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

(3) نبی ﷺ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ، طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والے شخص تھے، گویا ان کا تعلق شنوءہ کے لوگوں سے ہے اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ درمیان قد، سرخ وسفید رنگت اور سیدھے بالوں والے تھے اور میں نے جہنم کے داروغے اور دجال کو بھی دیکھا، منجملہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائی تھیں: (سورۃ السجدہ میں اسی کا ذکر ہے کہ) ﴿فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ﴾ ''پس تو اس کی ملاقات سے شک میں نہ ہو۔'' (بخاری:3239)

(4) ﴿وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾ ''اور اُس کو ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا'' یعنی تورات کو رب العزت نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا تھا تورات اس دور کے لیے ہدایت تھی۔ اب قرآن مجید کے آنے کے بعد قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کی وہ راہ نمائی کرے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ﴾ ''اور یقیناً وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ہے یقیناً وہ بہت بلند، کمال حکمت والا ہے۔'' (الزخرف:4)

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا

''اور ہم نے اُن میں سے راہ نما بنائے تھے جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿یُوْقِنُوْنَ﴾

پر وہ یقین رکھتے تھے" (24)

سوال: اللہ والے ہی راہ نمائی کے اہل ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلْنَا ... یُوْقِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً﴾ "اور ہم نے اُن میں سے راہ نما بنائے تھے" رب العزت نے بنی اسرائیل میں سے ایسے علماء کو راہ نما بنایا تھا۔

(2) ﴿یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾ "جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کرتے تھے" جو ہدایت کے راستوں کا علم رکھتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کتاب ہدایت تورات کے ذریعے راہ نمائی کرتے تھے۔

(3) ﴿لَمَّا صَبَرُوْا﴾ "جب انہوں نے صبر کیا" انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بلند درجہ ان ہی راہ نماؤں کا ہے۔ انہوں نے تعلیم اور دعوت کے راستے میں پیش آنے والی تکالیف اور اذیتوں پر صبر کیا۔

(4) ﴿وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ﴾ "اور ہماری آیات پر وہ یقین رکھتے تھے" وہ آیاتِ الٰہی پر ایمان میں درجۂ یقین پر پہنچ چکے تھے۔ یقین سے مراد وہ علم تام ہے جو عمل کا موجب ہے۔ وہ درجۂ یقین پر اس لیے پہنچے کہ انہوں نے صحیح طریقے سے علم حاصل کیا اور ان دلائل کے ذریعے سے مسائل کو اخذ کیا جو یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔ وہ مسائل سیکھتے رہے اور کثرت سے ان پر استدلال کرتے رہے یہاں تک کہ وہ درجۂ یقین پر پہنچ گئے۔ پس صبر اور یقین کے ذریعے سے دین میں امامت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2120/3)

(5) ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی اور ہم نے اُنہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا کیا اور ہم نے اُنہیں جہانوں پر فضیلت بخشی۔ اور ہم نے اُنہیں دین کے بارے میں کھلے احکامات دیے پھر اُنہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ اُن کے پاس علم آ گیا تھا، آپس میں ضد کی وجہ سے، یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن کے درمیان ان چیزوں میں فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔" (الجاثیہ: 16، 17)

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ﴾

"یقیناً آپ کا رب ہی اُن کے درمیان قیامت کے دن اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جن میں یہ اختلاف کرتے تھے" (25)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ رَبَّكَ ... يَخْتَلِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ ''یقیناً آپ کا رب ہی اُن کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا'' بنی اسرائیل میں جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں رب العزت نے واضح فرمایا کہ وہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ (2)﴿فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''اس کے بارے میں جن میں یہ اختلاف کرتے تھے'' جو وہ اعتقادی اور عملی اختلافات کرتے تھے۔

(3)﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾ ''اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی جدا جدا نہیں ہوئے مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلیل آئی۔'' (البینۃ:4)

(4) ''سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار ہو جاؤ! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو گی۔ (72) آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔'' (ابوداود:4597)

﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ

''اور کیا اس نے ان کو ہدایت نہ دی کہ ہم نے کتنی ہی قوموں کو اُن سے پہلے ہلاک کر دیا؟ جن کے رہنے کی جگہوں میں یہ چلتے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ﴾

پھرتے ہیں، بلاشبہ اس میں یقیناً نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں؟'' (26)

سوال: قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرو، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ ... يَسْمَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ﴾ ''اور کیا اس نے ان کو ہدایت نہ دی'' کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے کافروں پر واضح نہیں ہوا۔ (2)﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ﴾ ''کہ ہم نے کتنی ہی قوموں کو اُن سے پہلے ہلاک کر دیا؟'' یعنی ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کی جا چکی ہیں۔ کیا ان کی تباہی نے ان کی آنکھیں نہیں کھولیں۔

(3)﴿يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ﴾ ''جن کے رہنے کی جگہوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں'' تم ان علاقوں سے سفروں کے دوران گزرتے ہو مدائن صالح، بلاد مدین، بحیرہ لوط وغیرہ کیسے انہوں نے شرک کیا اور جھٹلایا اور انہیں عذاب نے آلیا۔ ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا﴾ ''کیا آپ ان میں سے کسی ایک کو بھی محسوس کرتے ہیں یا ان کی کوئی آہٹ بھی سنتے ہیں؟'' (مریم:98) ﴿فَتِلۡكَ بُيُوۡتُهُمۡ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ﴾ ''پھر یہ رہے ان کے گھر ویران پڑے ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے ظلم کیا، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ان کے لیے جو جانتے ہیں۔'' (النمل:52) ﴿فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ﴾ ''چنانچہ کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھیں، چنانچہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی کنویں بے کار چھوڑے ہوئے اور چونا گچ محل۔'' (الحج:45)

(5) ﴿اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً نشانیاں ہیں'' یقیناً قوموں کی ہلاکت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شدید انتقام کی نشانیاں ہی ہیں۔

(6) ﴿اَفَلَا يَسۡمَعُوۡنَ﴾ ''تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں؟'' اگر وہ اللہ تعالیٰ کی آیت کو توجہ سے سنتے تو وہ ایسے حالات میں نہ رہتے جہاں ہلاکت یقینی ہوتی ہے۔

﴿اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَى الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ فَنُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا تَاۡكُلُ

''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم بنجر زمین کی طرف پانی ہانک کر لاتے ہیں پھر ہم اُس کے ذریعے کھیتی نکالتے ہیں جس

مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَاَنۡفُسُهُمۡ ؕ اَفَلَا يُبۡصِرُوۡنَ﴾

میں سے اُن کے جانور بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی۔ تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں؟'' (27)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی پانی کو رواں کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمۡ يَرَوۡا ... يُبۡصِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَى الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ﴾ ''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم بنجر زمین کی طرف پانی ہانک کر لاتے ہیں'' کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کیسے بنجر زمین پر بارش برساتا ہے اور دریاؤں سے پانی پہنچاتا ہے۔

(2) ﴿فَنُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا تَاۡكُلُ مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَاَنۡفُسُهُمۡ﴾ ''پھر ہم اُس کے ذریعے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے اُن کے جانور بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی'' اس پانی کے ذریعے سے رب العزت مختلف طرح کی نباتات اگاتے ہیں جو ان کے مویشیوں اور آدمیوں کا کھانا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں؟'' کیا وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات پر غور وفکر نہیں کرتے کہ اس نے کیسے زمین کو اور بندوں کو زندگی عطا کی۔ جیسے زمین کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش کا پانی زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح دلوں کی زمین کو وحی کی بارش سیراب کرتی ہے۔

(4)﴿فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۪ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھیں کہ کس طرح وہ زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد اسے زندہ کرتا ہے؟ بلاشبہ وہ مردوں کو یقیناً زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الروم:50)

(5)﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اور وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے آگے آگے خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب وہ بھاری بادل اُٹھا لیتی ہیں، ہم اُسے کسی مُردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اس سے پانی اُتارتے ہیں پھر اس سے ہر قسم کے کچھ پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔'' (الاعراف:57)

﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟'' (28)

سوال: کافروں کو عذاب کی جلدی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَیَقُوْلُوْنَ ... صٰدِقِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا'' کافر مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم کہتے ہو کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔ بتاؤ کب آئے گا؟ کب تمہارا غلبہ ہوگا۔

(2)﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ ''اگر تم سچے ہو؟'' سچے ہو تو عذاب لاؤ۔ اگر عذاب نہیں آتا تو اس کا مطلب ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

(3)﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا (۴۲) فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا (۴۳) اِلٰی رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا (۴۴) اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا (۴۵)﴾ ''وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بتانے سے کیا تعلق؟ تیرے رب کے پاس اُس (کے علم) کی انتہا ہے۔ یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔'' (النازعات:42-45)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا﴾ ''تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا، تو جلد ہی وہ آپ کے سامنے تعجب سے سر ہلائیں گے اور کہیں گے تو یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں امید ہے کہ وہ قریب ہو۔'' (بنی اسرائیل:51)

﴿قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ فیصلے کے دن اُن کا ایمان اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے گا جنہوں نے کفر کیا اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت دی جائے گی'' (29)

سوال: عذاب کے مطالبے کے جواب کی وضاحت ﴿قُلْ يَوْمَ ... يُنْظَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ فیصلے کے دن اُن کا ایمان اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے گا جنہوں نے کفر کیا'' رب العزت نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کافروں سے کہہ دیں کہ جب تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تمہارا ایمان تمہیں نفع نہ دے گا۔

(2)﴿وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت دی جائے گی'' عذاب آنے کے بعد مہلت بھی نہیں ملے گی۔ اس لیے ابھی تلافی کر لو جبکہ معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

(3)﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان برحق فیصلہ کرے گا اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (سبا:26)

﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ﴾

''چنانچہ آپ اُن سے منہ پھیر لیں اور انتظار کریں یقیناً وہ بھی منتظر ہیں'' (30)

سوال: اطمینان سے تبلیغ کریں، اس حکم کی وضاحت ﴿فَاَعْرِضْ ... مُّنْتَظِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ ''چنانچہ آپ اُن سے منہ پھیر لیں'' آپ ﷺ مشرکوں سے اعراض کریں۔ جب وہ عذاب کے لیے جلدی مچائیں تو آپ ﷺ منہ موڑ لیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''آپ اسی کا پیچھا کریں جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جا رہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ مشرکوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔'' (الانعام:106)

(2)﴿وَانْتَظِرْ﴾ ''اور انتظار کریں'' انتظار کریں کب ان پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ﴾ ''یقیناوہ بھی منتظر ہیں'' وہ بھی آپ ﷺ کے بارے میں برے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔انجام کار تقویٰ والوں کے لیے ہے۔

اٰیَاتُهَا 73	33 - سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ - 90	رُكُوْعَاتُهَا 9

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مدنی ہے۔اس میں 9رکوع اور 73 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 33اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 90 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

''اے نبی! آپ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا،

حَكِيْمًا﴾

کمال حکمت والا ہے''(1)

سوال: تقویٰ کے حکم کی وضاحت ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ ... حَكِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) یہ آیت ابوسفیان، عکرمہ ابن ابی جہل اور ابوالاعور السلمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔یہ حضرات جنگ بدر کے بعد مدینہ آئے اور عبداللہ بن ابی کے ہاں ٹھہرے۔نبی کریم ﷺ نے ان کو اس شرط پر امان دی کہ وہ آپ ﷺ سے بات کریں گے۔ان لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن مسعود بن ابی سرح رضی اللہ عنہ اور طعمہ بن ابی ابیرق رضی اللہ عنہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔اس وقت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مجلس نبوی میں موجود تھے۔وہ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں، لات وعزیٰ کو برا بھلا کہنا ترک کر دیں اور یہ کہیں کہ جو ان کی عبادت کرے گا اس کی وہ سفارش بھی کریں گے اور نفع بھی دیں گے۔ ہمیں آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے رب کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ان کی یہ باتیں نبی ﷺ کی طبیعت پر شاق گزریں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں ان کو قتل کر دوں،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کو امان دے چکا ہوں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو خدا کی لعنت اور غضب کے ساتھ نکال دیجئے، چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو مدینہ سے نکال دیا جائے اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر منیر:247/11)

(2) ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ ''اے نبی'' یعنی اے وہ ہستی! جس کو رب العزت نے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تقویٰ اور دعوت دین میں استقامت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(3) ﴿اتَّقِ اللّٰهَ﴾ ''اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ'' سیدنا طلق بن حبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں ''تقویٰ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دی ہوئی روشنی میں کام کرنا، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو اُس کی دی ہوئی روشنی کے مطابق اُسی کے عذاب سے ڈرتے ہوئے ترک کرنا۔ (ابن کثیر، تفسیر منیر:248/11)

(4) (i) تقوی کی وجہ سے انسان اُس مقام پر آتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اُسے دیکھنا چاہتے ہیں۔

(ii) تقویٰ انسان کو رب کے قریب لے جاتا ہے۔

(5) ﴿وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ﴾ ''اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو'' یعنی کافروں اور منافقوں کی بات نہ سنیں، ان سے مشورہ نہ کریں۔ رب العزت نے فرمایا ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے پھر تم خسارہ اٹھانے والے ہو کر پلٹو گے۔'' (آل عمران:149)

کفار اور منافقین کا رسول اللہ ﷺ پر بڑا دباؤ تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ کو روکا گیا کہ ان کے دباؤ میں نہ آئیں تاکہ اسلامی نظام زندگی کی خالص پالیسی آگے بڑھے۔

(6) ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ کاموں کے نتائج کا خوب علم رکھتا ہے اور وہ معاملات کی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ اس کے اقوال اور افعال حکمتوں والے ہیں۔

(7) اللہ تعالیٰ علیم اور حکیم ہے اس نے مسلمانوں کو جو نظام زندگی دیا ہے علم اور حکمت کی بناء پر دیا ہے۔

﴿وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾

''اور اس کی پیروی کرو جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جاتی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی ہمیشہ سے پوری طرح خبر رکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو'' (2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کتاب وسنت کی پیروی کے حکم کی وضاحت ﴿وَّاتَّبِعْ ... خَبِیْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ ''اور اس کی پیروی کرو جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جاتی ہے'' قرآن ہدایت ورحمت ہے۔ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ قرآن کی پیروی کر کے رب سے ثواب کی امید رکھیں۔

(2) وحی کی پیروی کا حکم اس لئے دیا گیا کہ وحی کی پیروی ہی اسلام ہے۔ (i) وحی میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اعتراف ہے۔ (ii) وحی میں اللہ تعالیٰ کے حاکم ہونے کا اعتراف ہے۔ (iii) وحی کی پیروی اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے اور بندے اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ روکے تو بندے رُک جائیں یہی وحی کی پیروی ہے۔ یہی پیروی دین ہے۔

(3) ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی ہمیشہ سے پوری طرح خبر رکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو'' آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین جو عمل کریں گے اللہ تعالیٰ سب کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے، اس سے کسی کا کوئی عمل چھپا ہوا نہیں۔

﴿وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے''(3)

سوال 1: توکل کے حکم کی وضاحت ﴿وَّتَوَكَّلْ ... وَكِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اپنے تمام کاموں میں، تمام معاملات میں، تمام حالات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔

(2) ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے'' اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔ وہ ایسے طریقے سے آپ کے کام بنائے گا جس پر بندہ قدرت نہیں رکھتا۔

(3) اس لیے تمام معاملات کو اسی کے سپرد کر دیجئے۔ وہ ان کا اس طریقے سے انتظام کرے گا جو بندے کے لیے سب سے زیادہ درست ہوگا، پھر وہ ان مصالح کو اپنے بندے تک پہنچانے کی پوری قدرت رکھتا ہے جب کہ بندہ ان پر قادر نہیں۔ وہ اپنے بندے پر اس سے بھی کہیں زیادہ رحم کرتا ہے جتنا بندہ خود اپنے آپ پر رحم کر سکتا ہے یا اس پر اس کے والدین رحم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں۔وہ اپنے بندے پر ہر ایک سے زیادہ رحمت والا ہے خصوصاً اپنے خاص بندوں پر، جن پر ہمیشہ سے اس کی ربوبیت اور احسان کا فیضان جاری ہے اور جن کو اپنی ظاہری اور باطنی برکتوں سے سرفراز کیا ہے، خاص طور پر اس نے حکم دیا ہے کہ تمام امور اس کے سپرد کر دیئے جائیں، اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کی تدبیر کرے گا۔(تفسیر سعدی:2123/3)

(4)(i)اللہ تعالیٰ پر توکل ایمان کے بڑے واجبات میں سے ہے۔توکل توحید کا اعلیٰ مقام ہے۔

(ii)اللہ تعالیٰ سے توکل اور اس سے استعانت کے بغیر بندہ سارے کاموں کو انجام دینے کے قابل نہیں ہوتا۔

(iii)حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے کہا: توکل آدھا دین ہے انابت ہے۔(iv)ابنِ رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ توکل دنیا اور آخرت کے تمام امور میں نفع کے حصول اور نقصان سے دور رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر دل کا سچا اعتماد ہے۔(جامع العلوم والحکم:437)

(v)رب العزت نے فرمایا﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ﴾"چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً آپ واضح حق پر ہیں۔" (النمل:79)(vi)جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

(vii)اللہ تعالیٰ توکل کرنے والے کو دشمن کے مقابلے میں مدد دیتا ہے۔(viii)توکل کرنے والے کا دل سکون، اطمینان اور راحت میں رہتا ہے۔(ix)توکل ہر مقام پر چاہیے عبادت کرتے ہوئے، فیصلے کرتے ہوئے، مشاورت کے موقع پر، مقامِ دعوت پر، معاہدوں کے موقع پر، صلح اور جنگ کے موقع پر، لین دین کے معاملات میں غرض ہر طرح کے حالات و معاملات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہی توحید ہے۔

(5)(i)مومن کا اصل رشتہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے۔(ii)اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔اس سے زیادہ کوئی اپنے وعدوں کو پورا نہیں کر سکتا۔(iii)اللہ تعالیٰ قوت رکھتا ہے اختیار رکھتا ہے اس لئے مومن اپنے سارے معاملات اس کے حوالے کر سکتا ہے۔(iv)اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی بھروسے کے لائق نہیں۔

سوال2: توکل کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب: توکل کے کئی درجات ہیں۔(1)پہلے درجے کا توکل: (i)یقین: اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔(ii)اس پر یقین کہ جس ذات پر بھروسہ کر رہا ہوں اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔(iii)اس پر یقین کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے اعتبار سے کامل ہے۔اس کے علم سے بڑھ کر کسی کا علم نہیں۔(iv)اس پر یقین کہ وہ قدرت رکھنے والا ہے۔اس کی قدرت سے زیادہ کسی کی قدرت نہیں۔(v)اس پر یقین کہ وہ رحمت کرنے والا ہے۔اس سے زیادہ کوئی رحمت کرنے والا نہیں۔

(vi)اس یقین سے دل اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا اور کسی دوسری ہستی کی طرف توجہ نہ کرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) دوسرے درجے کا توکل: توجہ کا مرکز بنالے اس ہستی کو جس پر اعتماد ہے جیسے بچہ اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں جانتا اسی کے پاس شکایت لے کر جاتا ہے وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس کے دل میں کسی کے لئے گنجائش نہیں ہوتی۔ اس درجے میں انسان سب سے منہ موڑ کر صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(3) تیسرے درجے کا توکل: اپنی رائے، اپنی ہستی کو مٹا کر اللہ تعالیٰ پر ایسا اعتماد جیسے میت نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انسان زندہ ہوتے ہوئے خود کو، اپنے مسائل کو جانتا ہے وہ روتا ہے اللہ تعالیٰ کا دامن تھام لیتا ہے اور میت خود کو نہیں جانتی۔ یہ مقام انتہائی مشکل سے نصیب ہوتا ہے اور اگر ہو بھی جائے تو انسان اس حالت پر قائم نہیں رہتا۔

سوال 3: توکل انسان کو کیا دیتا ہے؟

جواب: اعتماد، یقین، تسکین، اطمینان، بے خوفی، اُمید۔ توکل کرنے والوں کے لیے بے حساب جنت میں داخلے کی خوش خبری ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ بعض پیغمبر ایسے تھے کہ ان کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک بڑی امت آئی۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے مجھ سے کہا گیا کہ یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کی امت ہے، تم آسمان کے کنارے کو دیکھو، میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو، دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ ہے تمہاری امت اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے گفتگو کی ان لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے بعض نے کہا: شاید وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے، بعض نے کہا: نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، بعض نے کہا: کچھ اور، اتنے میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟'' انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں، جو نہ منتر کرتے ہیں، نہ منتر کرتے ہیں، نہ کراتے ہیں، نہ بدشگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' یہ سن کر سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تو ان لوگوں میں سے ہے'' پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔'' (مسلم:527)

سوال 4: توکل کا اظہار کیسے ہوتا ہے؟

جواب: (1) توکل کا پتہ انسان کی ان کوششوں سے لگتا ہے جو وہ اپنے مقاصد کے لئے کرتا ہے۔ مثال کے طور پر انسان نفع حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی چیز کی حفاظت کی کوشش کرتا ہے۔ کسی آنے والی تکلیف سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ بیماری ہونے پر علاج کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ (2) توکل وہ کرتا ہے جو زمین میں بیج ڈال کر توکل کرتا ہے۔

سوال 5: انسان کب توکل نہیں کر سکتا؟

جواب: (1) جب انسان کو اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور رحمت پر پختہ یقین نہیں ہوتا۔ (2) جب انسان کی اللہ تعالیٰ کی طرف سرسری توجہ ہوتی ہے۔ (3) جب وہ ہر قسم کی کوششوں اور تدبیروں کو ترک کر دیتا ہے اور دھجیوں کی طرح زمین پر گر پڑتا ہے۔

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ

''اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں رکھے اور نہ ہی اُس نے تمہاری اُن بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو

اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ

تمہاری مائیں بنا دیا ہے اور نہ اُس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا ہے، یہ تمہارے مونہوں کی بات ہے

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾

اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے'' (4)

سوال 1: متبنّٰی بیٹا نہیں ہوتا، اس کی وضاحت ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ ... السَّبِيْلَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں معنوی مقصود بیان فرمانے سے قبل تمہید باندھتے ہوئے ایک معروف اور حسی چیز کے بارے میں فرمایا ہے کہ جس طرح ایک شخص کے سینے میں دو دل نہیں ہو سکتے، اسی طرح کسی کی بیوی جسے وہ ظہار کے طور پر ''تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے'' کہہ دے، اس کی ماں نہیں ہو سکتی اور اسی طرح لے پالک جسے وہ بیٹا بنا لے، اس کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ (المصباح المنیر: 4/696)

(2) ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں رکھے'' جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے، اسی طرح کسی انسان کے دل میں کفر اور ایمان، ہدایت اور گمراہی، انابت الی اللہ اور گناہوں پر اصرار اکٹھے نہیں ہوتے۔ (قرطبی: 88/7)

(3) اس میں اشارہ ہے کہ کسی دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے دشمنوں کی محبت اکٹھی نہیں ہوسکتی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے دشمنوں کی اطاعت اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ (ایسر التفاسیر: 1197، 1198)

(4) ﴿وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ﴾ ''اور نہ ہی اُس نے تمہاری اُن بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں بنا دیا ہے'' جس طرح کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں ہوتے اور اس کی بیوی جس کو وہ اپنی ماں کہہ بیٹھا ہے اس کی سچ مچ ماں نہیں بن جاتی۔

(5) یعنی تم میں سے کسی کا اپنی بیوی کو یہ کہنا ''تو میرے لیے ایسے ہے جیسی میری ماں'' تو یہ کہنے سے بیوی ماں نہیں بن جاتی۔ تمہاری ماں تو وہ ہے جس نے تمہیں جنم دیا جیسا کہ فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾ ''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ اُن کی مائیں نہیں ہیں بلکہ اُن کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا ہے اور بلاشبہ وہ لوگ یقیناً ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ یقیناً بے حد معاف کرنے والا، نہایت بخشنے والا ہے۔'' (المجادلہ: 2)

(6) ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ﴾ ''اور نہ اُس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا ہے'' اسی طرح متبنّٰی تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا۔ کسی کی اولاد کو اپنا بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔ تمہارے بیٹے وہ ہیں جن کو تم نے جنم دیا، منہ بولے بیٹے تمہارے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہیں۔ (7) یہ آیت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں میں نازل ہوئی، سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور نزول حکم سے پہلے اپنا لے پالک بنایا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جو پہلے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں تو یہود اور منافقین کہنے لگے: محمد نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی اور دوسروں کو اس سے منع کرتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل کی۔ (تفسیر منیر: 254/11) (آیات قرآنی کے شان نزول: 368-369)

(8) ﴿ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ﴾ ''یہ تمہارے مونہوں کی بات ہے'' یعنی یہ بے حقیقت بات ہے کہ تم غیر کی اولاد کو کسی کا بیٹا کہو یا جو کسی کا باپ نہیں اس کو کسی اور کے بیٹے (متبنّٰی) کا باپ بنا دو۔ رب العزت نے بے حقیقت باتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روکا ہے کیونکہ اس پر شرعی برائیاں مرتب ہوتی ہیں۔

(9)﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا قول، اس کی بات حق ہے۔ وہ انصاف کی بات فرماتا ہے۔ اس کی شریعت حق ہے اور اللہ تعالیٰ سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔

(10)﴿وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾ ''اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سیدھا راستہ واضح کرتا ہے اور انہیں سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دین کی طرف اس کی راہ نمائی کرتا ہے جس سے وہ راضی ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے جو اُس کی رضا چاہتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی میں ہی سلامتی کے راستے ہیں یعنی اسلام۔

(11) سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے لیکن حذیفہ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو اپنا لے پالک بیٹا بنایا تھا، جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو لے پالک بیٹا بنا لیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف نسبت کر کے پکارا کرتے تھے اور لے پالک بیٹا اس کی میراث میں سے بھی حصہ پاتا، آخر جب سورہ الاحزاب میں یہ آیت اتری ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ ''منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو'' اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَمَوَالِيْكُمْ﴾ تک تو لوگ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے، جس کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے ﴿مولی﴾ اور دینی بھائی کہا جاتا۔ پھر سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو سالم کو اپنا حقیقی جیسا بیٹا سمجھتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے جو حکم اتارا وہ آپ کو معلوم ہے اور اب جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں دیکھتی ہوں کہ ابو حذیفہ اسے ناگوار محسوس کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے دودھ پلا دو، تم اس کے لیے حرام ہو جاؤ گی۔'' (بخاری:5088)

سوال 2: منہ بولے بیٹوں کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟

جواب: اسلام میں منہ سے بولنے کی وجہ سے رشتے وجود میں نہیں آتے اس لیے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ نبوت کے شرعی احکام منہ سے بولنے کی وجہ سے نافذ نہیں ہوں گے۔

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا

''منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف والا (طریقہ) ہے، چنانچہ

اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ

اگر تم اُن کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں جس میں تم نے غلطی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

کی ہے لیکن جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے" (5)

سوال: منہ بولے بیٹوں کو حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرو، اس کی وضاحت ﴿اُدْعُوْهُمْ ... وَمَوَالِيْكُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ "منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو" اپنے منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرو جنہوں نے انہیں جنم دیا ہے۔

(2) ﴿هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ "یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف والا (طریقہ) ہے" یعنی انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارنا اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی شریعت میں زیادہ انصاف والی بات ہے۔ (ایسر التفاسیر:1198)

(3) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارتے تھے (کیونکہ وہ آپ ﷺ کے متبنّٰی تھے) یہاں تک کہ قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ "انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے۔" (الاحزاب:5) (بخاری:4782)

(4) اس کے بعد نبی ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم حارثہ کے بیٹے زید (رضی اللہ عنہ) ہو۔" (اشرف الحواشی:500/1)

(5) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اپنے اصل باپ کے سوا اور کسی کو اپنا باپ بنائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہو جائے گی۔" (بخاری:6766)

(6) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ بنایا اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور جو شخص اپنے آپ کو دوسری قوم کا فرد ظاہر کرے حالانکہ اس کا نسب ان سے نہیں ملتا تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔" (بخاری:3508)

(7) سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ (بہت) بڑا بہتان ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا اور کسی کو اپنا باپ ظاہر کرے۔" (بخاری:3509)

(8) ہاں تکریم و محبت کے طور پر کسی کو بیٹا کہہ کر پکارا جا سکتا ہے۔ (اشرف الحواشی:500/1)

(9) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو پکارا، تو فرمایا: "اے میرے بیٹے!" (مسلم:5623)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10)﴿فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ ''چنانچہ اگر تم اُن کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں'' یعنی اگر باپ کا نام معلوم ہو تو ان کی نسبت سے پکارو اور اگر کسی کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تو دینی اخوت اور اسلامی موالات پر اکتفا کرو۔

(11) متبنّٰی کے والد کا نام اگر معلوم نہیں ہے تو یہ عذر نہیں ہو سکتا کہ متبنّٰی بنانے والوں کی طرف منسوب کر کے پکاریں کیونکہ عذر سے حرمت زائل نہیں ہو سکتی۔ (12) انہیں بھائی یا دوست کہہ کر پکارو۔ (ابن کثیر) (اشرف الحواشی:500/1)

سوال 2: کسی کو بیٹا کہنے کے بارے میں بھول چوک کا کیا حکم ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَيْسَ ... رَّحِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ﴾ ''اور تم پر کوئی گناہ نہیں'' یعنی تم پر کوئی گناہ یا حرج نہیں ہے۔ ﴿فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ﴾ ''جس میں تم نے غلطی کی ہے'' یعنی تم میں سے کسی کا یہ کہنا کہ ''اے فلاں کے بیٹے'' یہ زبان کی غلطی ہے اور بے ارادہ نکلنے والی بات ہے، وہ حقیقتاً اس کا بیٹا نہیں ہے۔ (ایسر التفاسیر:1198)

(2) اگر تم سے اس نسبت میں غلطی ہو جائے تو اس کی پکڑ نہیں جب تم مقدور بھر پوری تحقیق و تفتیش کے بعد کسی کو اس کے باپ سے منسوب کر دو اور حقیقت میں وہ اس کا باپ نہ ہو تو یہ تمہاری اجتہادی غلطی ہے اس میں کوئی گناہ نہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1564/2)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ ایسے کہتا ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ ''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہمیں نہ پکڑنا۔'' (البقرہ:286) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یقیناً میں نے ایسے کر دیا (یعنی معاف کر دیا)۔'' (مسلم:330)

(4) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری امت کو غلطی، بھول اور وہ کام معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔'' (ابن ماجہ:2043)

(5) سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے اور اگر کسی فیصلے کے اجتہاد میں خطا کر جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔'' (بخاری:7352)

(6)﴿وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ ''لیکن جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا'' یعنی گناہ اس پر ہے جو تم دل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارادے سے کرو۔ گناہ اس پر ہوتا ہے جو جان بوجھ کر غلط قدم اٹھاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرے گا لیکن وہ ان قسموں پر تمہاری گرفت کرے گا جنہیں تم نے پختہ کیا ہوگا چنانچہ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، چنانچہ جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکامات تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔'' (المائدہ:89)

(7) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے لیے غفور (بے حد بخشنے والا) ہے اور اللہ تعالیٰ رحیم (بے حد رحم والا) ہے۔ نافرمانوں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا شاید کہ توبہ کرلیں یا رجوع کرلیں۔

(8) اس نے تمہیں بخش دیا اور تمہیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا کیونکہ اس نے تمہیں تمہارے سابقہ گناہوں پر سزا نہیں دی تم نے جو غلطی کی اس پر درگزر کیا اور شرعی احکام بیان کرکے تم پر رحم کیا جن میں تمہارے دین اور دنیا کی اصلاح ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2125,2126)

(9) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضا کے سال مکہ سے روانہ ہونے لگے تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا کہتی آپ ﷺ کے پیچھے آئی اور اس بچی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو، انہوں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کرلیا، پھر اسی بچی (کا کفیل بننے) کے بارے میں سیدنا علی، سیدنا زید اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہم نے جھگڑا کیا (اور ہر ایک نے اپنے کفیل بننے کی دلیل دی) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس بچی کا میں زیادہ حق دار ہوں کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی اور اس کی خالہ (یعنی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا) میری بیوی ہے۔ یہ دلائل سننے کے بعد نبی ﷺ نے اس بچی کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں کردیا اور فرمایا: ''خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''شکل وصورت اور اخلاق میں تم میرے مشابہ ہو۔'' اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔'' (بخاری:2699، مسلم:4629)

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ

''نبی ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی

بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی

کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں پر رشتہ دار ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھنے والے ہیں مگر یہ کہ تم اپنے

اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا﴾

دوستوں کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہو یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہمیشہ سے لکھا ہوا ہے'' (6)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَلنَّبِیُّ ... اُمَّهٰتُهُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''نبی ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے'' رب العزت نے ایمان والوں کو نبی ﷺ کا مقام اور مرتبہ سمجھایا تاکہ وہ اس کے مطابق آپ ﷺ کے ساتھ معاملہ کریں۔

(2) یعنی نبی ﷺ ایمان والوں کے سب سے زیادہ قریب اور ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ مقدم ہیں کیونکہ ان پر مخلوق میں سب سے زیادہ احسان محمد ﷺ کا ہے۔ ان کو جو بھلائی بھی ملی ہے نبی ﷺ کے توسط سے ملی ہے اور جو برائی دور ہوئی ہے نبی ﷺ کے توسط سے ہوئی ہے۔

(3) نبی ﷺ ہر مومن کے خیر خواہ ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر مومن سے میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''نبی (ﷺ) مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔'' اس لیے جو مومن بھی انتقال کر جائے اور مال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ ورثاء اس کے مالک ہوں وہ جو بھی ہوں اور جو شخص قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائیں کہ ان کا ولی میں ہوں۔'' (بخاری:2399)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ آتا جو مقروض ہوتا تو آپ ﷺ پوچھتے: ''کیا اس شخص نے قرض ادا کرنے کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟'' اگر لوگ کہتے، ہاں، اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے مال چھوڑا ہے تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے کہہ دیتے کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتوحات سے نوازا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں مسلمانوں کا ان سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہوں، سو جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور قرض دار مرے تو اس کا قرض مجھ پر ہے اور اگر مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔'' (بخاری:2298)

(5) اہلِ ایمان پر واجب ہے کہ جب کسی کی، اپنی یا کسی دوسرے شخص کی مراد رسول ﷺ کی مراد سے مقابل ہو تو رسول اللہ ﷺ کو مقدم رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قول سے کسی کے قول کا مقابلہ نہ کریں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ ''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو اُن کے لیے خود اپنے معاملے میں اختیار ہو اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا پھر یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔'' (الاحزاب:36)

(6) جب تک آپ ﷺ بول نہ لیں اس وقت تک بات نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی بات سے آگے اپنی بات نہ رکھیں۔ (7) رسول اللہ ﷺ سے ساری مخلوق سے بڑھ کر محبت رکھیں اور ان پر اپنی جان، مال اور اولاد کو فدا کر دیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔'' (بخاری:15)

(8) سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے تمام جہان سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری اپنی جان کے'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں عمر! اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک کہ میں تیرے لیے تیری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم! آپ ﷺ اب مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اب ٹھیک ہے۔'' (بخاری:6632)

(9) ﴿وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ ''اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں'' یعنی نبی ﷺ کی بیویاں احترام اور ادب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی مائیں ہیں۔وہ اپنی ماؤں کی طرح ان کی عزت وتوقیر اور احترام واکرام کریں لیکن بالاتفاق ان سے خلوت جائز نہیں اور ان کی بیٹیوں اور بہنوں کی حرمت بھی ثابت نہیں۔(مختصر ابن کثیر:2/1565)

(10)اب اس باپ ہونے پر یہ اصول مترتب ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہلِ ایمان کی مائیں ہوں یعنی حرمت، احترام اور اکرام کے اعتبار سے نہ کہ خلوت ومحرمیت کے اعتبار سے۔گویا یہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے قصے کا مقدمہ ہے جو عنقریب آئے گا، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس سے پہلے زید بن محمد کے نام سے پکارے جاتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''(الاحزاب:40)

(11)اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نسب اور آپ ﷺ کی طرف انتساب دونوں منقطع کر دیے۔اس آیتِ کریمہ میں آگاہ فرما دیا کہ تمام اہلِ ایمان رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں۔کسی کو کسی دوسرے پر کوئی اختصاص حاصل نہیں۔اگرچہ کسی کا منہ بولا بیٹا ہونے کا انتساب منقطع ہو گیا مگر نسب ایمانی منقطع نہیں ہوا اس لیے اسے غم زدہ اور متاسف نہیں ہونا چاہیے۔ اس آیتِ کریمہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل ایمان کی مائیں ہیں۔لہٰذا آپ ﷺ کے بعد وہ کسی کے لیے حلال نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں صراحت فرما دی۔﴿وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا﴾ ''اور نہ ہی جائز ہے کہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو''(الاحزاب:53)(تفسیر سعدی:3/2127)

سوال2:رشتہ داروں کے علاوہ حقِ وراثت کی تنسیخ کی وضاحت ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ ... مَسْطُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ﴾ ''اور رشتہ دار'' یعنی قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے رشتہ دار۔

(2)﴿بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھنے والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی رو سے۔پس وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں گے۔قرابت کا تعلق دوستی اور حلف وغیرہ کے تعلق سے بڑھ کر ہے۔اس آیتِ کریمہ سے پہلے ان اسباب کی بنا پر رشتہ داروں کی بجائے منہ بولے بیٹے وارث بنتے تھے۔اس آیتِ کریمہ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اس توارث کو منقطع کر دیا۔اپنے لطف وکرم اور حکمت کی بنا پر حقیقی اقارب کو وارث بنا دیا کیونکہ اگر معاملہ سابقہ عادت اور رواج کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق چلتا رہتا تو شر اور فساد پھیل جاتا اور قریب کے رشتہ داروں کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے حیلہ سازی بکثرت رواج پا جاتی۔ (تفسیر سعدی:3/2127,2128)

(3) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ﴾ ''ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں پر'' یعنی قریبی مومن، رشتے دار مقدم ہیں مہاجر ہوں یا غیر مہاجر۔

(4) یہ آیت تمام معاملات میں (مثلاً نکاح اور مال وغیرہ میں) قریبی رشتہ داروں کی ولایت پر دلیل ہے۔

(5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ اور ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء:33) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کے نازل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو ذوی الارحام کے علاوہ انصار و مہاجرین بھی ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے تھے، اس بھائی چارے کی وجہ سے جو نبی ﷺ نے ان میں کرایا تھا۔ اس کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾ (النساء:33) تو اس آیت نے ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا (یعنی بھائی چارے والی وراثت کو منسوخ کر دیا)۔'' (بخاری:6747)

(6) ﴿اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا﴾ ''مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہو'' یعنی اہل شرک کے لیے وصیت ہے میراث نہیں۔ (جامع البیان:21/158)

(7) یعنی ان کا کوئی مقرر شدہ حق نہیں ہے۔ عطیہ دے سکتے ہو۔ دینی دوست وارثت میں حصہ تو نہیں پا سکتے لیکن احسان کا معاملہ کر سکتے ہیں۔ ایک تہائی مال میں سے اُن کے لئے وصیت بھی کر سکتے ہیں۔

(8) ﴿كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہمیشہ سے لکھا ہوا ہے'' یعنی قریبی رشتہ داروں کی وراثت کا یہ حکم اللہ تعالیٰ نے کتاب میں لکھ دیا گیا ہے اس کا نفاذ لازمی ہے۔

(9) اللہ تعالیٰ نے رشتے داروں کی وراثت کے حکم کو مقدم کر دیا۔ ہجرت اور مؤاخات کی بناء پر ثلث میں سے وصیت ہو سکتی ہے۔ ایسے شخص کے لیے بھی وصیت ہو سکتی ہے جس کا وراثت کا حق باطل ہو چکا ہو مثلاً غیر مؤمن رشتہ دار۔

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى

''اور جب ہم نے پیغمبروں سے پختہ عہد لیا تھا اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ

ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابنِ مریم سے بھی اور ہم نے اُن سے نہایت ہی پختہ عہد لیا تھا'' (7)

سوال: انبیاء علیہم السلام سے لیے گئے عہد کی وضاحت ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا... غَلِیْظًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ﴾ ''اور جب ہم نے پیغمبروں سے پختہ عہد لیا تھا'' رب العزت نے اس عہد و پیمان کو یاد دلایا ہے جو اس نے پیغمبروں سے لیا۔

(2) ﴿وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ﴾ ''اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابنِ مریم سے بھی'' یہ عہد پانچ اولوالعزم پیغمبروں سے لیا گیا۔

(3) ﴿وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا﴾ ''اور ہم نے اُن سے نہایت ہی پختہ عہد لیا تھا'' اللہ تعالیٰ نے تاکید کے لیے الفاظ کو دہرایا ہے کہ ان سے پختہ عہد لیا گیا۔

(4) انبیاء علیہم السلام کا یہ عہد کیا تھا؟ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ﴾ ''اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ یقیناً جو میں تمہیں کتاب اور حکمت میں سے عطا کروں گا، پھر تمہارے پاس ایک رسول آجائے جو تصدیق کرنے والا ہو اس کے لیے جو تمہارے پاس ہے تو لازماً تم اُس پر ایمان لاؤ گے اور تم ضرور اُس کی مدد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''ہم نے اقرار کیا۔'' فرمایا: ''پھر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔'' (آل عمران:81)

(5) رسولوں سے یہ عہد رسالت دیئے جانے کے بعد لیا گیا۔ یہ عہد عام انبیاء علیہم السلام سے بھی لیا گیا اور پھر اولوالعزم پیغمبروں سے بھی لیا گیا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ﴾ ''اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا تاکیدی حکم اُس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ مشرکین پر بہت گراں ہے جس کی طرف آپ اُنہیں دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے لیے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنی طرف اُس کو راستہ دکھاتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو رجوع کرتا ہے۔'' (الشوریٰ:13)

ع 1/8 17

﴿لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾

''تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں سے اُن کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور کافروں کے لیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے'' (8)

سوال: اللہ تعالیٰ رسالت کا پیغام پہنچانے کے بارے میں سوال کریں گے، اس کی وضاحت ﴿لِّيَسْـَٔلَ ۔۔۔ اَلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِّيَسْـَٔلَ﴾ ''تا کہ اللہ تعالیٰ سوال کرے'' یعنی تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال کریں۔

(2) ﴿الصّٰدِقِيْنَ﴾ ''سچوں سے'' یعنی انبیاء علیہم السلام سے ﴿عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ ''اُن کی سچائی کے بارے میں'' ان کی تبلیغ اور رسالت کے بارے میں۔

(3) اللہ تعالیٰ اس عہد کے بارے میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں سے سوال کرے گا کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کیا تا کہ انہیں نعمت بھری جنتیں عطا کی جائیں یا انہوں نے کفر کیا تا کہ انہیں دردناک عذاب دیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ''جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا: ''تمہیں کیا جواب ملا تھا؟'' وہ کہیں گے: ''ہمیں کچھ علم نہیں، بلاشبہ بہت زیادہ غیب جاننے والے آپ ہی ہیں۔'' (المائدہ:109)

(4) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(روز قیامت) سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کی امت حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نے میرا پیغام (اپنی امت کو) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے، ہاں یا رب! اللہ تعالیٰ ان کی امت سے فرمائے گا، کیا انہوں نے تم لوگوں کو (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے، نہیں ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، تیرا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت۔'' (بخاری:3339)

(5) یہاں رسولوں کے بجائے صادقین کا لفظ آیا ہے۔ گویا ہر ایمان دار سے اس کے عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پھر جب لوگوں نے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کیا ہوگا وہی لوگ صادق العہد قرار پائیں گے۔ (تیسیر القرآن:563/3)

(6) ﴿وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ ''اور کافروں کے لیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے'' یعنی کافروں کو جھٹلانے اور انکار کرنے کی پاداش میں سخت سزا دی جائے۔ دعوت حق کا انکار کرنے والوں کے لیے وعید ہے کہ اگر وہ اس دعوت کو قبول نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوں گے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسولوں نے اپنے پیغام پہنچا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیئے۔انہوں نے حق پہنچا دیا اور ساری انسانیت کی خیر خواہی کی۔ یا ارحم الرحمین ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ ہمیں ایمان پر ثابت قدمی عطا فرمایئے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں چنانچہ ہم نے اُن پر

عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا﴾

آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہیں دیکھا تھا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے''(9)

سوال: غزوۂ احزاب کے حالات کی وضاحت ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ ... بَصِیْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں'' اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب جو کہ 5 ہجری میں پیش آیا اُس میں کیے جانے والے احسان کا ذکر کیا ہے جب فوجیں مدینہ پر چڑھ آئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے تند و تیز آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنہوں نے دشمن کو واپسی کا راستہ لینے پر مجبور کر دیا۔

(2) بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے جمع ہونے اور معاہدہ کر کے چلنے کی خبر سنی تو مدینہ کے باہر آپ ﷺ نے ایک خندق کھدوائی، خندق کھدوانے کا مشورہ رسول ﷺ کو سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ (تفسیر مظہری: 9/206)

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لائے تو دیکھا کہ مہاجرین و انصار ایک ٹھنڈی صبح میں کھودنے کا کام کر رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام نہ تھے کہ ان کے بجائے غلام یہ کام کر دیتے۔ آپ ﷺ نے ان کی مشقت اور بھوک دیکھ کر فرمایا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشَ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرْ﴾ ''اے اللہ تعالیٰ! یقیناً زندگی تو آخرت کی زندگی ہے پس انصار و مہاجرین کو بخش دے۔'' انصار و مہاجرین نے اس کے جواب میں کہا: ﴿نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا﴾ ''ہم وہ ہیں کہ ہم نے ہمیشہ کے لیے جب تک کہ باقی رہیں محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے۔'' (صحیح بخاری: 2813)

(4) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق میں (خندق کی کھدائی کے وقت) رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا بطن مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی زبان پر یہ کلمات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاری تھے: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے، نہ نماز پڑھتے پس تو ہمارے دلوں پر سکینت وطمانیت نازل فرما اور اگر ہماری کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عنایت فرما جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں جب یہ کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے ﴿أَبَینَا أَبَینَا﴾ (ہم ان کی نہیں مانتے، ہم ان کی نہیں مانتے) پر آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی۔'' (بخاری:4104)

(5) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت خوراک کی قلت کا یہ حال تھا کہ تھوڑے سے جَو بدبودار چربی میں ملا کر پکاتے۔ لوگ بھوکے ہوتے وہ اسے بھی کھا جاتے حالانکہ وہ بدمزا چربی حلق پکڑ لیتی اور اس سے خراب بو آتی تھی۔ (بخاری: باب غزوۃ الخندق:4093)

(6) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس لیے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی) صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اندر اترتا ہوں'' چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس سے مارا۔ چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے گھر جانے کی اجازت دی جیئے، (گھر آ کر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے نبی کریم ﷺ کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہو سکا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں کچھ جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ، میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو پیسے، پھر گوشت کو ہم نے چولہے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولہے پر پکنے کے قریب تھا نبی کریم ﷺ سے میں نے عرض کیا گھر کھانے کے لیے مختصر کھانا تیار ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کتنا ہے؟'' میں نے آپ ﷺ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ و طیب ہے'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولہے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تنور سے روٹی نکالیں میں ابھی آ رہا ہوں'' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''سب لوگ چلیں'' چنانچہ تمام انصار و مہاجرین تیار ہو گئے۔ جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے انہوں نے کہا: اب کیا ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں انہوں نے پوچھا، نبی کریم ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ 'ہاں' آپ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اندر داخل ہو جاؤ لیکن اژدہام نہ ہونے پائے'' اس کے بعد آپ ﷺ روٹی کا چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے قریب کر دیا پھر آپ ﷺ نے گوشت اور روٹی نکالی، اس طرح آپ ﷺ برابر روٹی چورا کرتے جاتے اور گوشت اس میں ڈالتے جاتے یہاں تک کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا: ''اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں مبتلا ہیں۔'' (بخاری:4101)

(7) ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا﴾ ''چنانچہ ہم نے اُن پر آندھی بھیج دی'' مسلمانوں کی مدد کی جو دوسری صورت اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی اور جس کا آیت میں ذکر ہے، یہ تھی کہ ٹھنڈی یخ ہوا اتنی تیز چلی کہ جس نے خیمے اکھاڑ دیئے، گھوڑوں کے رسے ٹوٹ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے، ہانڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں، آگ بجھ گئی، ہوا اتنی سخت ٹھنڈی تھی کہ بدن کو چیرتی اور آر پار ہوتی معلوم ہوتی تھی غرض لشکر کفار میں سخت بدحواسی پھیل گئی اور بھگدڑ مچ گئی۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے پوچھا: ''کون ہے جو جا کر دشمن کی خبر لائے؟'' مگر اتنی آندھی میں کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ آخر سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لیے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ یہی سوال کیا تو بھی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہی نے کہا، میں جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے سہ بار یہی سوال کیا تو پھر سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کیا چنانچہ آپ ﷺ لشکر کفار کی طرف روانہ ہو گئے آپ ﷺ خود کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے قطعاً کچھ سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر وہی حالات بیان کئے جو لوگ سن رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پیغمبر کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔'' (بخاری۔ کتاب المغازی:2846)

(8) ﴿وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ ''اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہیں دیکھا تھا'' اس سے مراد فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی مدد کے لیے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے میرے ماموں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خندق والی رات سخت جاڑے اور تیز ہوا میں مدینہ شریف بھیجا کہ کھانا اور لحاف لے آؤں، میں نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''میرے جو صحابی تمہیں ملیں انہیں کہنا کہ میرے پاس چلے آئیں'' اب میں چلا ہوائیں زناٹے کی شائیں شائیں چل رہی تھیں، مجھے جو مسلمان ملا میں نے اسے نبی ﷺ کا پیغام پہنچا دیا جس نے سنا فوراً اُلٹے پاؤں نبی ﷺ کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے بھی پلٹ کر نہیں دیکھا، ہوا میری ڈھال کو دھکے دی رہی تھی اور وہ مجھے لگ رہی تھی یہاں تک اس کا لوہا میرے پاؤں پر گرا جسے میں نے پھینک دیا۔ اس ہوا کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرشتے نازل فرمائے تھے جنہوں نے مشرکین کے دل خوف سے بھر دیے یہاں تک کہ جتنے سرداران لشکر تھے اپنے ماتحت سپاہیوں کو بلا بلا کر کہنے لگے ''نجات کی صورت تلاش کرو، بچاؤ کا انتظام کرو'' یہ تھا فرشتوں کا ڈالا ہوا ڈر اور رعب اور یہی وہ لشکر ہے جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اس لشکر کو تم نے نہیں دیکھا۔ (ابن کثیر:225)

(9) چنانچہ ان حالات نے دشمن کو واپسی پر مجبور کر دیا اور وہ افراتفری کے عالم میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کے دن کے بعد کفار ہم پر چڑھ کر نہیں آئیں گے بلکہ ہم ان پر چڑھائی کریں گے۔'' (بخاری:4106)

(10) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا﴾ ''اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ سے دیکھنے والا ہے'' یعنی وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے جیسے تم نے خندق کھودی۔ پریشانی اور گھبراہٹ میں مسلمانوں کے دل اور ان کے عمل کیسے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ جان لیا اور واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ مسلسل نگرانی کر رہا تھا۔

(11) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مدد بادِ صبا کے ساتھ کی گئی ہے اور عاد کو دبور (مغربی ہوا) کے ذریعے سے ہلاک کر دیا گیا تھا۔'' (بخاری:3205)(مسلم:2087)

(12) یزید بن شریک تیمی رحمہ اللہ نے کہا: ہم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص بولا، اگر میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہوتا تو جہاد کرتا آپ ﷺ کے ساتھ اور کوشش کرتا لڑنے میں، حذیفہ نے کہا تو ایسا کرتا۔ (یعنی تیرا کہنا معتبر نہیں ہو سکتا کرنا اور ہے اور کہنا اور۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کوشش کی تو اس سے بڑھ کر نہ کر سکتا) تم دیکھو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے احزاب (جمع ہے حزب کی، حزب کہتے ہیں گروہ کو، اس جنگ کو جو ۵ ھ ہجری میں ہوئی غزوۂ احزاب کہتے ہیں اس لیے کہ کافروں کے بہت سے گروہ نبی ﷺ سے لڑنے کو آئے تھے) کی رات کو اور ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب چمک رہی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔'' یہ سن کر ہم لوگ خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا (کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ایسی سردی میں رات کو خوف کی جگہ میں جائے اور خبر لائے حالانکہ صحابہ کی جانثاری اور ہمت مشہور ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔'' کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش ہو رہے۔ آخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اٹھ اور کافروں کی خبر لا۔'' اب مجھے کچھ نہ بنا کیوں کہ آپ ﷺ نے میرا نام لے کر حکم دیا، جانے کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا اور خبر لے کر آ کافروں کی اور مت اکسانا ان کو مجھ پر (یعنی ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ آئے اور وہ تجھ کو ماریں یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑائی پر مستعد ہوں) جب میں آپ ﷺ کے پاس سے چلا تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی حمام کے اندر چل رہا ہے (یعنی سردی بالکل کافور ہوگئی بلکہ گرمی معلوم ہوتی تھی یہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت تھی۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو نفس کو ناگوار ہوتی ہے لیکن جب مستعدی سے شروع کر دے تو بجائے تکلیف کے لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے) یہاں تک کہ کافروں کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو ابوسفیان اپنی کمر کو آگ سے سینک رہا ہے۔ میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور قصد کیا مارنے کا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آیا کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ پیدا ہو اگر میں مار دیتا تو بے شک ابوسفیان کو لگتا، آخر میں لوٹا۔ پھر مجھے ایسا معلوم ہوا کی حمام کے اندر چل رہا ہوں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سب حال کہہ دیا اس وقت سردی معلوم ہوئی (یہ آپ ﷺ کا ایک بڑا معجزہ تھا) آپ ﷺ نے مجھے اپنا ایک فاضل کمبل اوڑھا دیا جس کو اوڑھ کر آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے میں اس کو اوڑھ کر جو سویا تو صبح تک سوتا رہا جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ بہت سونے والے۔'' (مسلم:4640)

﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

''جب وہ تمہارے اوپر سے تم پر چڑھ آئے اور تمہارے نیچے سے بھی اور جب آنکھیں پھر گئیں اور جب

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا﴾

دل حلق تک پہنچ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے'' (10)

سوال: متحدہ جماعتوں اور بنوقریظہ کی چڑھائی کے واقعے کی وضاحت ﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ ... الظُّنُوْنَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ﴾ ''جب وہ تمہارے اوپر سے تم پر چڑھ آئے اور تمہارے نیچے سے بھی'' یعنی اوپر سے متحدہ جماعتیں تمہارے اوپر چڑھ آئیں اور نیچے سے بنوقریظہ چڑھ آئے۔

(2) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوہ خندق کے بارے میں نازل ہوئی۔ (بخاری:4103)

(3) ﴿وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ﴾ ''اور جب آنکھیں پھر گئیں'' جب خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے آنکھیں پتھرا گئیں تھیں۔

(4) ﴿وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ﴾ ''اور جب دل حلق تک پہنچ گئے'' اور شدتِ خوف سے کلیجے منہ کو آ گئے۔

(5) ﴿وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا﴾ ''اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے'' اصحابِ نبی ﷺ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے کچھ برے گمان کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تکمیل نہیں کرے گا۔

(6) درحقیقت اس وقت مسلمان نہایت نازک صورت حال سے دوچار تھے، پیچھے بنوقریظہ تھے جن کا حملہ روکنے کے لیے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی نہ تھا، آگے مشرکین کا لشکر جرار تھا، جنہیں چھوڑ کر ہٹنا ممکن نہ تھا، پھر مسلمان عورتیں اور بچے تھے جو کسی حفاظتی انتظام کے بغیر بدعہد یہودیوں کے قریب ہی تھے اس لیے لوگوں میں سخت اضطراب برپا ہوا جس کی کیفیت اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔ (الرحیق المختوم:419)

﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا﴾

''اُس وقت مومن خوب آزمائے گئے اور ہلا مارے گئے، سخت ہلایا جانا'' (11)

سوال: غزوۂ احزاب کے موقع پر مسلمانوں کی پریشانی کی وضاحت ﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ ... شَدِيدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ''اُس وقت مومن خوب آزمائے گئے'' اس وقت مسلمانوں کو چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیرا ہوا تھا۔ مسلمان انتہا کی پریشانی اور بے چینی کی حالت سے دوچار تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ بھی ان میں موجود تھے اس وقت مسلمانوں کو جانچا جا رہا تھا۔ (مختصر ابن کثیر:2/1570)

(2) (i) آزمائش سے کھوٹے کھرے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ (ii) آزمائش سے جھوٹے سچے کی پہچان ہو جاتی ہے (iii) آزمائش سے مومن اور منافق کی پہچان ہو جاتی ہے (iv) آزمائش سے خالص لوگ سامنے آتے ہیں۔

(v) آزمائش سے دعوت دینے والوں کے دل صاف شفاف ہو جاتے ہیں (vi) آزمائش اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

(3) مسلمان آزمائش میں پورا اترنے لگے اور انہوں نے نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔

(i) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت ایمان لاتا ہے جب لوگ انکار کرتے ہیں۔

(ii) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت مانتا ہے جب نہ مان کر کچھ بگڑنے والا نہ ہو۔

(iii) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت یقین کر لیتا ہے جب لوگ شک میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(iv) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت اپنے آپ کو حوالے کرتا ہے جب بچانے کا وقت ہو۔

(v) آزمائش میں پورا اُترنے والا اُس وقت سر جھکا دیتا ہے جب سرکشی کا موقع ہو۔

(vi) آزمائش میں پورا اُترنے والا اُس وقت خرچ کرتا ہے جب مٹھی بند کرنے کی ضرورت ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(vii) آزمائش میں پورا اُترنے والا اُس وقت ثابت قدم ہو جاتا ہے جب فرار کے مواقع ہوں۔

(viii) آزمائش میں پورا اُترنے والا سب کچھ لٹا کر ساتھ دیتا ہے۔

(4)﴿وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا﴾ ''اور ہلا مارے گئے، سخت ہلایا جانا'' مسلمانوں کو خوف، قلق اور بھوک کے ذریعے سے ہلا ڈالا گیا تا کہ ان کا ایمان واضح اور ان کے ایمان میں اضافہ ہو، ہر قسم کی ستائش اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ ان کے ایمان اور ان کے یقین کی پختگی اس طرح ظاہر ہوئی کہ وہ اولین و آخرین پر فوقیت لے گئے۔ جب غم کی شدت بڑھ گئی اور سختیوں نے گھیر لیا تو ان کا ایمان عین الیقین کے درجے پر پہنچ گیا۔﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾ ''اور جب ایمان والوں نے فوجوں کو دیکھا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ کہا اور اُس نے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اضافہ ہی کیا۔'' (الاحزاب:22) یہاں منافقین کا نفاق بھی ظاہر ہو گیا اور وہ چیز سامنے آ گئی جسے وہ چھپایا کرتے تھے۔ (تفسیر سعدی:3/2129,2130)

﴿وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ

''اور جب منافق اور وہ لوگ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے

اِلَّا غُرُوْرًا﴾

جو وعدہ کیا تھا وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھا'' (12)

سوال: نازک دور میں نفاق ظاہر ہو گیا، اس کی وضاحت ﴿وَاِذْ يَقُوْلُ ... غُرُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ ''اور جب منافق کہہ رہے تھے'' اس نازک دور میں نفاق ظاہر ہو گیا، منافق کہنے لگے۔ (2)﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ''اور وہ لوگ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی'' وہ جن کے دلوں میں شکوک اور شبہات تھے۔

(3)﴿مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ ''اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھا'' انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو وعدے کیے تھے وہ محض دھوکہ تھا، ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اب مدینہ میں ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) مصیبت کے وقت منافق کا ایمان قائم نہیں رہتا اس وجہ سے اپنے وسوسوں اور شکوک کی تصدیق کرتا ہے۔

﴿وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ

''اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے اہلِ یثرب! تمہارے لیے کوئی ٹھہرنا نہیں ہے، چنانچہ لوٹ جاؤ! اور اُن میں

یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ

سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگتا تھا وہ کہہ رہے تھے کہ یقیناً ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ ہرگز غیر محفوظ نہ تھے،

اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا﴾

وہ بھاگنے کے سوا اور کچھ ارادہ نہ کر رہے تھے''(13)

سوال: منافقوں کی فرار کی کوششوں کی وضاحت ﴿وَاِذْ قَالَتْ... اِلَّا فِرَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ﴾ ''اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا'' یعنی منافقوں کی ایک جماعت نے قلتِ صبر کی بنا پر کہا۔ (2) ﴿یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ﴾ ''اے اہلِ یثرب!'' انہوں نے مدینہ کا نام چھوڑ کر پرانے نام سے پکارا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان اور اخوت کی قدر نہیں تھی۔ ان کی بزدلی نے انہیں کہنے پر آمادہ کیا۔

(3) ﴿لَا مُقَامَ لَكُمْ﴾ ''تمہارے لیے کوئی ٹھہرنا نہیں ہے'' یعنی مدینے کے باہر جس خندق کے پاس ہو یہاں تمہیں نہیں ٹھہرنا۔ یعنی دشمن کے ساتھ مقابلہ نہیں کرنا۔

(4) ﴿فَارْجِعُوْا﴾ ''چنانچہ لوٹ جاؤ!'' وہ انہیں مدینے کی طرف لوٹنے کا یعنی میدان چھوڑنے کا مشورہ دے رہے تھے۔

(5) ﴿وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ﴾ ''اور اُن میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگتا تھا'' ان میں سے ایک گروہ تھا جسے بھوک نے ستا رکھا تھا وہ نبی ﷺ سے اجازت مانگ رہے تھے۔

(6) ﴿یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ﴾ ''وہ کہہ رہے تھے کہ یقیناً ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں'' وہ عذر یہ کر رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں، غیر محفوظ ہیں، ہمیں یہ خطرہ ہے کہ پیچھے دشمن گھروں پر حملہ نہ کر دے۔

(7) وہ گھروں کی حفاظت کے عذر میں جھوٹے تھے اسی لیے رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ﴾ ''حالانکہ وہ ہرگز غیر محفوظ نہ تھے'' کہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں۔

(8) ﴿اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا﴾ ''وہ بھاگنے کے سوا اور کچھ ارادہ نہ کر رہے تھے'' ان کے عذر محض فرار کے لیے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ دشمن سے بھاگنا چاہتے تھے کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ سارا عرب امڈ پڑا ہے۔اب یہ استیصال کے بغیر نہیں جائیں گے۔ ان کے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ پھر اس موقع پر بعض منافقین کے نفاق نے بھی سر نکالا چنانچہ وہ کہنے لگے کہ محمد تو ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم قیصر وکسری کے خزانے پائیں گے اور یہاں یہ حالت ہے کہ پیشاب پاخانے کے نکلنے کے لیے بھی جان کی خیر نہیں ،بعض اور منافقین نے اپنی قوم کے سامنے یہاں تک کہا کہ ہمارے گھر دشمن کے سامنے کھلے پڑے ہیں ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں کیونکہ ہمارے گھر شہر سے باہر ہیں نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ بنوسلمہ کے قدم اکھڑ رہے تھے اور وہ پسپائی کی سوچ رہے تھے،ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

﴿وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ

''اور اگر مدینہ کے اطراف سے اُن پر کوئی (دشمن) گھس آتا پھر اُن سے فتنہ برپا (جنگ) کرنے کا سوال کیا جاتا تو وہ اُسے

لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴾

ضرور کر گزرتے اور اُس سے دیر نہ کرتے مگر تھوڑی''(14)

سوال1: منافق خوف سے مرتد ہونے کو تیار ہیں،اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ دُخِلَتْ... يَسِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا﴾ ''اور اگر مدینہ کے اطراف سے اُن پر کوئی (دشمن) گھس آتا'' یعنی اگر مدینہ کی ہر سمت سے ان پر دشمن چڑھائی کریں۔

(2)﴿ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ﴾ ''پھر اُن سے فتنہ برپا (جنگ) کرنے کا سوال کیا جاتا'' پھر دشمن ان سے مشرک یا کافر ہونے کا مطالبہ کریں۔﴿لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا﴾ ''تو وہ اُسے ضرور کر گزرتے اور اُس سے دیر نہ کرتے مگر تھوڑی'' تو یہ فوراً ہی شرک اور کفر کی طرف پلٹ جائیں گے۔

(3)وہ ایمان کی حفاظت نہیں کریں گے۔ذرا سے خوف سے بھی یہ ایمان کو تھام نہیں سکیں گے۔

سوال2: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی اندرونی حالت کی کیسے تصویر کشی کی ہے؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے ابھی تو دشمن شہر سے باہر ہے۔اگر چاروں طرف سے شہر کے اندر گھس آئے اور ان سے مطالبہ کرے تو یہ کفر اور شرک کی طرف لوٹنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔اس وقت تھوڑے ہی لوگ سوچتے یا تھوڑے لوگ ہی باقی رہ جاتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) اگر ایسا فتنہ برپا ہو جائے تو گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا عذر نہیں کریں گے۔ شرک کے مطالبے کو تسلیم کر لیں گے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلی جھکاؤ اور محبت کو واضح کیا ہے کہ شرک اور کفر انہیں کس قدر عزیز ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا﴾

''بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ سے یقیناً پہلے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ دکھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا عہد ہمیشہ سے پوچھا جانے والا ہے''(15)

سوال 1: منافق کی عہد شکنی اور غداری کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ كَانُوْا ... مَسْـُٔوْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ﴾ ''بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ سے یقیناً پہلے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ دکھائیں گے'' منافقوں کو ان کا وعدہ یاد دلا کر غیرت دلائی جا رہی ہے کہ یاد کرو تم نے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میدانِ جنگ سے کبھی نہیں بھاگیں گے۔

(2) ﴿وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کا عہد ہمیشہ سے پوچھا جانے والا ہے'' اللہ تعالیٰ عہد شکنی کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ ایمان اور عہد شکنی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ مومن غدار اور عہد شکن نہیں ہوتا۔

سوال 2: عہد شکنی کی سزا کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور پھینک دیا جاتا ہے۔ (2) دل سخت کر دیئے جاتے ہیں۔

﴿قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا

''آپ کہہ دیں کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ فرار تمہیں ہرگز فائدہ نہیں دے گا اور تب تمہیں بہت ہی

تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

تھوڑا فائدہ پہنچایا جائے گا''(16)

سوال 1: فرار سے موت نہیں ٹلتی، اس کی وضاحت ﴿قُلْ لَّنْ ... قَلِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں اے محمد ﷺ! منافقوں سے کہہ دیں۔

(2) ﴿لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ﴾ ''اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ فرار تمہیں ہرگز فائدہ نہیں دے گا'' موت سے بھاگنا چاہتے ہو یا قتل ہونے سے بچنا چاہتے ہو، میدانِ جنگ سے بھاگ کر موت نہیں ٹل سکتی۔ فرار سے عمر میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھ دیا گیا وہ قتل ہو گا۔

(3) ﴿وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''اور تب تمہیں بہت ہی تھوڑا فائدہ پہنچایا جائے گا'' یعنی میدانِ جنگ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھاگنے کے بعد تمہیں دنیا سے تھوڑا سا فائدہ اٹھانے کا تو موقع دیا جائے گا مگر آخرت برباد ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم چھوڑ کر ابدی نعمتوں سے محروم کر کے بھاگنے سے تھوڑا فائدہ اٹھانا نفع کا سودا نہیں ہے۔

(4) فرار عمروں میں اضافہ نہیں کر سکتا اور جنگ عمر میں کمی نہیں کر سکتی۔

(5) جب تقدیر آجاتی ہے تو تمام اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔

سوال 2: میدان جنگ سے فرار کے ارادے کا اللہ تعالیٰ نے کیسے علاج کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے موت سے فرار ممکن نہیں یعنی اللہ کی تقدیر سے تم بھاگ نہیں سکتے سارے واقعات اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل میں آتے ہیں موت اور قتل ایک تقدیر ہے نہ وقت سے پہلے آئے گی نہ مؤخر کی جائے گی۔ فرار کی وجہ سے موت کا وقت مؤخر نہیں ہوگا۔ (2) اگر میدان جنگ سے بھاگ کر بھی آجاؤ گے تو کیا فائدہ موت کا وقت قریب ہے جنگ میں نہیں تو اپنی موت آپ مر جاؤ گے۔

﴿قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ

''آپ کہہ دیں کہ کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچا سکتا ہو اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے یا تم پر رحمت کرنے

وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴾

کا ارادہ کرے؟ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں پائیں گے'' (17)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے والا اور محروم کرنے والا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ مَنْ... نَصِیْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دو'' اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیں۔

(2) ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا﴾ ''کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچا سکتا ہو اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے'' جب اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کر لے تو کون سا سبب تمہارے کام آئے گا؟ یہ بتاؤ کون تمہیں بچائے گا؟

(3) ﴿اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً﴾ ''یا تم پر رحمت کرنے کا ارادہ کرے؟'' اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ رحمت کا ارادہ کرنا چاہے تو کوئی ایسا نہیں جو اس کی عطا کو روک سکے۔ وہی عطا کرنے والا اور وہی محروم کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی بھلائی عطا نہیں کر سکتا، اس کے سوا کوئی برائی کو دور نہیں کر سکتا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا کوئی دوست نہ پائیں گے'' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا کارساز نہیں پائیں گے جو ان کی سرپرستی کرے یا ان کو نفع پہنچائے۔

(5)﴿وَّلَا نَصِیْرًا﴾ ''اور کوئی مددگار نہیں (پائیں گے)'' یعنی وہ کون مددگار ہوگا جو ان سے اس مصیبت کو دور کر دے جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے ارادہ کیا ہے۔(6) اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں جس کی قضاو قدر نافذ ہے۔ جس کی ولایت چھوڑ کر کوئی ولی کام نہیں آسکتا۔ جس کی نصرت کو چھوڑ کر کوئی مددگار کام نہیں آسکتا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جاری اپنے ارادے کو کیسے سمجھایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ اس دنیا میں تمام کام اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ اگر اللہ تمہیں بُرائی پہنچانا چاہے، ہلاک کرنا چاہے، مالی نقصان پہنچانا چاہے، تو کون تمہیں بُرائی سے بچالے گا۔(3) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرنا چاہے تو کون اس کی رحمت کو تم سے روک سکتا ہے۔(4) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ رب سے بھاگنا چاہو تو نہ کوئی حمایتی پاؤ گے اور نہ کوئی مددگار۔

﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآىِٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾

''یقیناً تم میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اپنے بھائیوں سے کہنے والوں کو کہ ہماری طرف آؤ اور وہ لڑائی میں کم ہی آتے ہیں''(18)

سوال: منافق رکاوٹیں ڈالنے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿قَدْ یَعْلَمُ ... قَلِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ﴾ ''یقیناً تم میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے'' اللہ رب العزت نے وعید سنائی ہے ان لوگوں کو جو دوسروں کو جنگ میں شامل ہونے سے روک رہے ہیں۔

(2) حق سے روکنے والے منافق ہوتے ہیں جو خود بھی حق سے رُکتے ہیں اور دوسروں کو بھی شرکت جہاد سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس چلے آؤ۔(3) یہ وہ لوگ ہیں جو قربانی دینے سے خود رکتے ہیں اور دوسروں کو روکتے ہیں۔ خود رُکنا کوتاہی ہے جب کہ دوسروں کو روکنا ڈھٹائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ڈھٹائی کی نفسیات کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

(4)﴿وَالْقَآىِٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا﴾ ''اور اپنے بھائیوں سے کہنے والوں کو کہ ہماری طرف آؤ'' یعنی ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو جانتے ہیں جو اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو آرام کرنے کے مشورے دے رہے ہیں۔

(5)﴿وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ ''اور وہ لڑائی میں کم ہی آتے ہیں'' وہ جنگ میں کبھی کبھی نظر آتے ہیں۔ وہ ایمان اور صبر کے معدوم ہونے کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہتے ہیں اور اس لیے کہ ان کے دلوں میں نفاق ہے۔ نفاق بزدلی کا تقاضا کرتا ہے۔

﴿اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ

''تمہارے بارے میں سخت بخیل ہیں چنانچہ جب کوئی خوف آجائے تو آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھتے

یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً

ہیں ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح گھومتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری کی جارہی ہو، پھر جب خوف دور ہو جاتا ہے تو مال

عَلَی الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ

کے حریص ہو کر تیز زبانوں کے ساتھ آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعمال ضائع

وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴾

کر دیے اور یہ اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے'' (19)

سوال 1: منافق بزدل اور بخیل ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَشِحَّةً ... مِنَ الْمَوْتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ﴾ ''تمہارے بارے میں سخت بخیل ہیں'' بخل منافقین کا وصف ہے اس کے بعد ان کی بزدلی کے بارے میں رب العزت نے واضح فرمایا۔ بخل اور بزدلی انسان کی دو بہت بری صفات ہیں۔

(2) منافق تمہاری خیر خواہی میں بخیل اور کنجوس ہیں۔ جہاد کے لیے، فقراء اور محتاجوں کے لیے خرچ نہیں کر سکتے۔ (ایسر التفاسیر: 1205,1204) (3) منافق بزدل ہوتے ہیں خوف کے وقت کانپنے لگ جاتے ہیں۔

(4)﴿فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ﴾ ''چنانچہ جب کوئی خوف آجائے'' یعنی دشمنوں کے ہجوم کی وجہ سے ان کے خوف کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ (5)﴿رَاَیْتَهُمْ﴾ ''آپ انہیں دیکھتے ہیں'' اے رسول ﷺ آپ انہیں دیکھو گے۔

(6)﴿یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ﴾ ''وہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں'' حسرت بھری نگاہوں سے آپ کو دیکھتے ہیں۔

(7)﴿تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ﴾ ''ان کی آنکھیں گھومتی ہیں'' اور ادھر ادھر خوف اور مایوسی سے دیکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿كَالَّذِي يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾ ''اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی طاری کی جارہی ہو'' جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہوتی ہے۔ منافق بزدلی اور خوف کی تصویر ہے اس کا سبب اس کا کفر اور اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر اور بعث اور جزا پر ایمان نہ لانا ہے۔

سوال 2: منافق چرب زبان اور مال کے حریص ہوتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا ... عَلَى الْخَيْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ﴾ ''پھر جب خوف دور ہو جاتا ہے تو'' یعنی جب جنگ کے بادل ہٹ جاتے ہیں اور امن قائم ہو جاتا ہے۔

(2)﴿سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ﴾ ''تیز زبانوں کے ساتھ آپ کو تکلیف دیتے ہیں'' منافق ایسے موقع پر چرب زبانی سے شیخیاں بگھارتے ہیں اور بار بار یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم نے جنگ میں بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔

(3)﴿اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ﴾ ''مال کے حریص ہو کر'' مال غنیمت کے سخت حریص ہوتے ہیں۔ بخل اور حرص کے مارے سارا مال ہتھیانا چاہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بخیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں بخیل ہوتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں بخیل ہوتے ہیں۔ منافق کیا ہے سراپا بخل، سراپا بزدلی۔

سوال 3: منافقوں کی بزدلی اور پست ہمتی کو کیسے واضح کیا گیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جب ڈر اور دہشت کا موقع آئے تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کی طرف نظریں جما دیتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر غشی طاری ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں۔ ان کی بزدلی کی انتہا یہ ہے کہ کبھی ان کے اعضا پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے کبھی یہ کانپنے لگ جاتے ہیں۔ خیر کا جذبہ ان کے اندر نہیں ہے اس کے لیے یہ بخیل ہیں۔

سوال 4: خوف جانے پر منافق تیز زبانوں سے کیسے باتیں کرتے ہیں؟

جواب: (1) خوف کے وقت یوں لگتا ہے منافق کسی بل میں گھس گیا ہو، خوف ختم ہونے پر یہ پھول جاتے ہیں اپنی شجاعت اور مردانگی کے قصے سناتے ہیں جو جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔

(2) غنیمت کی تقسیم کے موقع پر تیز زبانیں چلاتے ہیں تاکہ زیادہ مال حاصل کر سکیں۔ (3) دین کے لیے قربانی نہ دینا دنیا کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ منافق دین میں دنیا کا فائدہ جمع ہوتا دیکھتا ہے تو بولنے کا کمال دکھاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 5: منافقوں کے اعمال ضائع کر دیئے گئے، اس کی وضاحت ﴿اُولٰٓئِكَ ... يَسِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) ﴿اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا﴾ ''یہ لوگ ایمان نہیں لائے'' منافق ایمان نہیں رکھتے۔

(2) ﴿فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعمال ضائع کر دیئے'' اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال قبول نہیں کیے۔ ان کا ثواب ضائع کر دیا کیونکہ مشرک کے اعمال باطل ہوتے ہیں۔ ﴿وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا﴾ ''اور یہ اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے'' اللہ تعالیٰ پر ان کے اعمال کو ضائع کر دینا بہت آسان ہے۔

(3) منافقوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے دلوں کو بخل سے اپنی حفاظت میں رکھا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ بھلائی کے ہر راستے میں اپنا مال نچھاور کرتے ہیں۔ وہ اپنا علم بھی خرچ کرتے ہیں، اپنی جاہ بھی خرچ کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لیے اپنے بدن کو بھی خرچ کرتے ہیں۔

﴿يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي

''وہ سمجھتے ہیں کہ فوجیں ابھی نہیں گئیں اور اگر فوجیں پھر آ جائیں تو وہ پسند کریں گے کہ کاش واقعی وہ بدوؤں کے ساتھ بادیہ نشین

الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ع 2 12 18

ہوں، کہ وہ تمہاری خبروں کے بارے میں پوچھتے رہتے اور اگر وہ تمہارے درمیان ہوتے تو بہت ہی کم لڑتے'' (20)

سوال 1: منافقوں کی بزدلی کی وضاحت ﴿يَحْسَبُوْنَ ... قَلِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا﴾ ''وہ سمجھتے ہیں کہ فوجیں ابھی نہیں گئیں'' منافقوں کو اس بات کا یقین نہیں آتا کہ حملہ آور چلے گئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دور ہٹ گئے ہیں بعد میں حملہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے خوف اور بزدلی کو واضح کیا ہے کہ اگرچہ کافر ناکام ہو کر جا چکے لیکن ان کا یہ گمان ہے کہ شاید ابھی بھی وہ اپنے مورچوں اور خیموں میں موجود ہیں۔ ان کے دلوں کے کھوٹ کو اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے۔

(2) ﴿وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ﴾ ''اور اگر فوجیں پھر آ جائیں تو'' اگر لشکر دوبارہ آ جائیں۔

(3) ﴿يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ﴾ ''وہ پسند کریں گے کہ کاش واقعی وہ بدوؤں کے ساتھ بادیہ نشین ہوں'' ان کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ مدینہ سے باہر جنگلوں میں دیہاتیوں کے ساتھ ہوتے۔

(4) ﴿يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ﴾ ''کہ وہ تمہاری خبروں کے بارے میں پوچھتے رہتے'' تمہاری خبریں اور تمہارے حالات جانتے رہتے کہ جنگ کا کیا انجام ہوا؟ کیا لشکر جیتے ہیں یا نہیں!

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''اور اگر وہ تمہارے درمیان ہوتے تو بہت ہی کم لڑتے'' اگر یہ تمہارے درمیان ہوتے تو جنگ نہ کرتے بس دکھانے کے لیے کچھ ہاتھ پاؤں مارتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کے سارے حالات معلوم ہیں۔ ہلاکت اور بربادی ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں، جن کی موجودگی اہمیت کی حامل نہیں ہوتی۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی دلی تمناؤں کو کیسے واضح کیا گیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے لشکروں کے لوٹ آنے کے معاملے کو سامنے رکھ کر منافقوں کی تمناؤں کو واضح کیا ہے کہ اگر لشکر لوٹ آئیں تو یہ چاہیں گے کہ مدینہ چھوڑ کر صحراؤں میں جا بسیں یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کی بجائے بدوؤں کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیں گے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے منافق کی اس تمنا کو بھی واضح کیا ہے کہ وہ کیسے تمہاری ہلاکت چاہتے ہیں کہ اگر یہ بادیہ نشیں ہو جائیں تو پوچھتے رہیں گے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھ ہلاک ہوئے یا نہیں اور کافروں کا لشکر کامیاب رہا یا ناکام۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

''بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے بہترین نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾

کے دن کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہو'' (21)

سوال 1: اتباع رسول ﷺ کے حکم کی وضاحت ﴿لَقَدْ ... كَثِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے بہترین نمونہ ہے'' (i) رسول اللہ ﷺ میدان جہاد میں ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ کی ثابت قدمی میں دوسروں کے لیے نمونہ ہے۔ (ii) رسول اللہ ﷺ کے صبر میں نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھے، آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا، آپ ﷺ کا دانت شہید ہو گیا، آپ ﷺ نے خندق اپنے ہاتھوں سے کھودی، غرض آپ ﷺ زندگی کے ہر شعبے میں صبر کی لازوال مثال ہیں۔ ان کے صبر میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ (iii) رسول اللہ ﷺ کی خوش خبریوں میں بھی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ پتھروں کی چمک میں اسلامی انقلاب کی وسعتیں دکھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے خوش خبری سنائی تھی جب آپ ﷺ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر پتھر پر وار کیا اُس کے نیچے سے دو دفعہ چمک نکلی تو آپ ﷺ نے مستقبل کا نقشہ واضح کیا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے ہاتھ لگیں گے اور یوں مسلمانوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلوں میں یقین اور اُمید کے چشمے پھوٹ نکالے۔

(iv) رسول اللہ ﷺ کی شجاعت اور توکل میں سب کے لیے نمونہ ہے۔

(2) یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی غیر مشروط اطاعت اور اتباع کے وجوب پر صریح اور قوی دلیل ہے۔ ﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾ ''اور جب ایمان والوں نے فوجوں کو دیکھا تو اُنہوں نے کہا کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ کہا اور اُس چیز نے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اضافہ ہی کیا۔'' (الاحزاب:22) (تیسیر القرآن:571,570/3)

(3) اس آیتِ کریمہ سے اہلِ اصول نے رسول اللہ ﷺ کے افعال کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اصول یہ ہے کہ احکام میں آپ ﷺ کا اسوہ حجت ہے جب تک کسی حکم پر دلیل شرعی قائم نہ ہو جائے کہ یہ صرف آپ کے لیے مخصوص ہے۔ اسوہ کی دو اقسام ہیں: اسوۂ حسنہ اور اسوۂ سیئہ پس رسول اللہ ﷺ میں اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ کے اسوہ کی اقتدا کرنے والا اس راستے پر گامزن ہے جو اللہ تعالیٰ کے اکرام و تکریم کے گھر تک پہنچاتا ہے اور وہ ہے صراطِ مستقیم۔ رہا آپ ﷺ کے سوا کسی دیگر ہستی کا اسوہ تو اس صورت میں اگر وہ آپ کے اسوہ کے خلاف ہے تو یہ ''اسوۂ سیئہ'' ہے مثلاً جب انبیاء و رسل مشرکین کو اپنے اسوہ کی پیروی کی دعوت دیتے تو وہ جواب میں کہتے: ﴿اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ (۲۲)﴾ ''یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور یقیناً ہم اُن کے نقشِ قدم پر ہدایت پانے والے ہیں۔'' (الزخرف:22) (تفسیر سعدی:2136/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۱۵۸)﴾ ''جو لوگ اُس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی نبی ہے، جسے وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ اُن کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہیں برائی سے روکتا ہے اور اُن کے لیے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں اُن پر حرام کرتا ہے اور اُن پر سے ان کے وہ بوجھ اور طوق اُتارتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اُس کو قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی اتباع کی جو اُس کے ساتھ نازل کیا گیا وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں: اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، وہ ذات جس کے لیے بادشاہت ہے تمام آسمانوں اور زمین کی، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، سو تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر جو اُمّی نبی ہے ایمان لے آؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اُس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔" (الاعراف:158,157)

(5) ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

"آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔" (آل عمران:31)

(6) ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

"اور جو کچھ رسول تمہیں دے تو وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دے تم اُس سے رُک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے۔" (الحشر:7)

(7) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی کام کیا جس سے بعض لوگوں نے پرہیز کرنا اختیار کیا جب نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں، واللہ! میں ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے متعلق علم رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ خشیت رکھتا ہوں۔" (بخاری:7301)

(8) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو دوسرے لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں پھر نبی ﷺ نے فرمایا: "میں نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی" پھر آپ ﷺ نے پھینک دیا اور فرمایا: "میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا چنانچہ اور لوگوں نے انگوٹھیاں پھینک دیں۔" (بخاری:6651)

(9) ﴿لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ "ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی اُمید رکھتا ہو" آپ ﷺ کے ہر قول اور ہر فعل کی پیروی صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور آخرت کے دن کی امید رکھتے ہیں۔

(10) رسول اللہ ﷺ کی مبارک عادات کو وہ لوگ اپنے لیے نمونہ بناتے ہیں جن کا سرمایہ ایمان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ جو اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رکتے ہیں۔

(11) رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی وہ لوگ کرتے ہیں جو رب کی رحمتوں اور برکتوں کی امید رکھتے ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان ہے، جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں، جو یقین رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا واجب ہے، جو کسی پر سے ساقط نہیں ہوتی۔

(12) ﴿وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرے'' جو تمام اوقات اور ہر طرح کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کی ذات کو نمونہ بنانے کا حکم جنگ کے لیے ہے یا عام ہے؟

جواب: یہ حکم عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنانا ضروری ہے عقیدے میں، عبادت میں، معیشت، معاشرت اور سیاست میں۔ زندگی کے ہر میدان میں آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے نمونہ ہے۔

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

''اور جب ایمان والوں نے فوجوں کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾

وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ کہا اور اُس چیز نے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اضافہ ہی کیا'' (22)

سوال: مومنوں کا اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَمَّا ... وَّتَسْلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ﴾ ''اور جب ایمان والوں نے فوجوں کو دیکھا'' رب العزت نے لشکروں کو دیکھ کر منافقوں کی حالت کو بیان کرنے کے بعد مومنوں کی حالت بیان فرمائی ہے جن کا اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید ہے جو آخرت کی ملاقات کا اور اچھے انجام کا یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے جب لشکروں کو دیکھا تو کہا:

(2) ﴿قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ ''تو انہوں نے کہا کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا'' ان ہی لشکروں پر فتح پانے اور انہیں شکست دینے کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ ہم سے اسی آزمائش کا وعدہ کیا گیا جس کے پیچھے فتح ہے۔

(3) ﴿وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ کہا'' مومنوں نے کہا کہ ہم وہی کچھ دیکھ رہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس کی ہمیں خبر دی گئی تھی۔

(4)﴿وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾ ''اور اُس چیز نے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اضافہ ہی کیا'' آزمائش نے ان کے ایمان اور ان کی تسلیم و رضا میں اور اضافہ کر دیا۔

(5) ان کے دلوں میں ایمان بڑھ گیا اور جوارح میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت بڑھ گئی۔

(6) یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

(7)﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ ''یا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر اُن لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے، اُن کو تنگ دستی اور تکلیف پہنچی اور وہ بری طرح ہلائے گئے یہاں تک کہ رسول بھی اور وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ایمان لائے کہہ اُٹھے اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہی ہے۔'' (البقرہ:214)

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

''مومنوں میں بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے سچ کیا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا چنانچہ اُن میں سے کچھ نے اپنی

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾

نذر پوری کر دی ہے اور اُن میں سے ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی، ذرا بھی تبدیلی کرنا'' (23)

سوال: مومن وفادار اور ایفائے عہد کرنے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ... تَبْدِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی غداری اور عہد شکنی کا ذکر کیا تو اہل ایمان کا ذکر فرمایا کہ وہ وفادار اور ایفائے عہد کرنے والے ہیں۔ فرمایا کہ (2)﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ ''مومنوں میں بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے سچ کیا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا'' مومنوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا۔ وہ قول کے پکے اور وفادار ہیں، وہ ایفائے عہد کی خاطر جانیں نچھاور کرنے والے ہیں، ان میں سے بعض ایسے ہیں، جنہوں نے جام شہادت نوش کر کے اپنے عہد کو پورا کیا۔

(3) سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کر رہے تھے تو مجھے سورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاحزاب کی ایک آیت (کہیں لکھی ہوئی) نہیں مل رہی تھی۔ میں وہ آیت رسول اللہ ﷺ سے سن چکا تھا۔ آخر وہ مجھے سیدنا خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی جن کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مومن مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ ''اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔'' (بخاری:4784)

(4) ایمان والوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے پورے کئے اور جان کی بازی لگا دی اور خود کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے راستے پر چلایا۔

(5) ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ﴾ ''چنانچہ اُن میں سے کچھ نے اپنی نذر پوری کر دی ہے'' یعنی ایمان والوں میں سے ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنا ارادہ پورا کیا، ان پر جو حق تھا وہ انہوں نے ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوئے۔

(6) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا، جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے، تو یہ امر ان پر بہت شاق گزرا انہوں نے کہا، میں رسول اللہ ﷺ کی پہلی لڑائی سے غائب رہا اب اگر اللہ تعالیٰ دوسری کسی لڑائی میں مجھے آپ ﷺ کے ساتھ شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں وہ اس کے سوا کچھ اور کہنے سے ڈرے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد کی لڑائی میں شریک ہوئے تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، اے ابوعمرو! کہاں جا رہے ہو؟ پھر کہنے لگے، مجھے تو احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے پھر وہ لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (لڑائی کے بعد دیکھا) تو ان کے بدن پر اسی (80) سے زائد تلوار، نیزے اور تیر کے زخم تھے۔ ان کی بہن یعنی میری پھوپھی سیدہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے اپنے بھائی کو نہیں پہچانا، مگر ان کی انگلیوں کی پوریں دیکھ کر (کیونکہ سارا بدن زخموں سے چور تھا) اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ ''مومنوں میں بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے سچ کیا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا چنانچہ اُن میں سے کچھ نے اپنی نذر پوری کر دی ہے اور اُن میں سے ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی، ذرا بھی تبدیلی کرنا۔'' (الاحزاب:23) (مسلم:4918)

(7) ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ ''اور اُن میں سے ہے جو انتظار کر رہا ہے'' یعنی ایمان والوں میں سے ایسے بھی ہیں جو شہادت کے منتظر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا﴾ ''اورانہوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی، ذرا بھی تبدیلی کرنا'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو تبدیل نہیں کیا، جیسے منافق بدلے مومن نہیں بدلے۔

﴿لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ﴾

''تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو اُن کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب دے یا اُن کی توبہ قبول فرمائے

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (24)

سوال 1: خوف اور مصائب سے امتحان مطلوب ہے، اس کی وضاحت ﴿لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ ... غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو اُن کی سچائی کی جزا دے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف اور مصائب کی بھٹی میں ڈال کر آزماتا ہے تاکہ کھرے کھوٹے کو، اچھے برے کو الگ کر دے اور ہر ایک کا حال اس کے ذاتی کاموں سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ مومن ہے یہ منافق، یہ وفادار ہے اور یہ غدار، یہ ایمان دار ہے اور یہ خائن اور یہ سچا ہے اور یہ جھوٹا۔

(2) اللہ تعالیٰ لوگوں کو وجود میں لانے سے پہلے بھی ان کے احوال کے بارے میں جانتا ہے لیکن وہ اپنے علم پر جزا سزا نہیں دیتا جب تک کہ لوگ اس کے مطابق عمل نہ کر لیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ﴾ ''اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے احوال کو جانچ لیں۔'' (محمد:31)

(3)﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰى یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے اور کبھی ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں غیب کی اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے چنانچہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔'' (آل عمران:179)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)اللہ تعالیٰ لوگوں کے اپنے ساتھ معاملے میں ان کے صدق اور ظاہر و باطن کے ایک ہونے کے سبب جزا دیتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾''اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی، ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، اس میں ابدالآباد تک ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''(المائدہ:119)(5)اللہ تعالیٰ نے آزمائشیں اس لیے رکھی ہیں کہ سچا جھوٹا نکھر کر سامنے آجائے۔

(6)﴿وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَاۗءَ﴾''اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب دے''یعنی وہ لوگ جو آزمائش آنے کے بعد بدل جاتے ہیں وہ عہد شکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے اور ہدایت نہ دے۔ اگر اللہ تعالیٰ عذاب دے تو اسے علم ہے کہ ان کے اندر کوئی بھلائی نہیں اس لیے وہ انہیں ہدایت کی توفیق نہیں دے گا۔

(7)﴿اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾''یا اُن کی توبہ قبول فرمائے''یعنی اگر اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دینا چاہے گا تو وہ انہیں توبہ اور انابت کی توفیق دے گا وہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔

(8)﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا﴾''یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی بخش دیتا ہے جن کے گناہ بہت زیادہ ہوں مگر وہ توبہ کر لیں۔

(9)﴿رَّحِيْمًا﴾''نہایت رحم والا ہے''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توبہ کی توفیق بھی دیتا ہے پھر توبہ قبول کرتا ہے پھر گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

(10)اللہ تعالیٰ غفور ہے وہ گناہوں کو ڈھانپ دیتا ہے ان پر رحم کرتا ہے، انہیں ایمان کا رزق دیتا ہے، توبہ کی توفیق دیتا ہے، توبہ کے بعد انہیں گناہ کی سزا نہیں دیتا۔

(11)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قسم اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو البتہ اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر دے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اس سے بخشش مانگیں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا۔''(مسلم:6965)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب کی کیا حکمت بیان کی ہے؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ کوئی واقعہ یوں ہی نہیں پیش آ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا۔مقررہ وقت پر آتا ہے۔اس کے پیچھے بامقصد تدبیر ہوتی ہے جس کے نتائج نکلتے ہیں۔

(2)اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ وہ سچوں کو سچائی کی جزا دینا چاہتا ہے اور منافقوں کو چاہے تو سزا دے اور چاہے تو اُن کی توبہ قبول کرلے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آزمائش میں ڈالنا ناگزیر خیال کیا۔

(3)اللہ تعالیٰ نے اس کے توسط سے واضح کیا ہے کہ جو لوگ عہد پورا نہیں کرتے ان کا انجام کیا ہوتا ہے اور جو لوگ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔

﴿وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

''اور جن لوگوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کے غصے کے ساتھ ہی لوٹا دیا، وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکے اور مومنوں کی

الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴾

طرف سے قتال میں اللہ تعالیٰ کافی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے''(25)

سوال: غزوۂ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے عظیم احسان کی وضاحت ﴿وَرَدَّ اللّٰهُ ...عَزِيْزًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں لوٹا دیا'' رب العزت نے غزوۂ احزاب کے موقع پر احسان عظیم فرمایا ہوا اور غیبی لشکر بھیج کر کافروں کا زور توڑ کر رکھ دیا۔اگر نبی رحمت ﷺ نہ ہوتے تو یہ ہوا انہیں قوم عاد کی طرح اٹھا اٹھا کر پٹخ دیتی اور ان کا بھرکس نکال دیتی لیکن اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے:﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک آپ ان میں ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت بھی عذاب دینے والا نہیں جب کہ وہ بخشش مانگتے ہوں۔'' (الانفال:33)(2)وہ قریش، کنانہ، اسد اور غطفان قبائل تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوٹا دیا۔

(3)﴿بِغَيْظِهِمْ﴾ ''ان کے غصے کے ساتھ'' یعنی انہیں مومنوں پر فتح حاصل نہ ہو پاتی۔وہ اس صدمے سے اور غم اور غصہ سے بھرے ہوئے واپس چلے جاتے۔وہ غیظ وغضب سے بھرے ہوئے تھے اور یقینی طور پر اپنے آپ کو فتح پر قادر سمجھتے تھے اس لیے کہ ان کے پاس وسائل تھے۔ان کی بڑی بڑی فوجوں نے ان کو دھوکے میں ڈال دیا۔ان کی جتھے بندیوں نے ان کو خود پسندی میں مبتلا کردیا تھا۔انہیں اپنی عددی برتری اور حربی ساز وسامان پر بڑا ناز تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت طوفانی ہوا بھیجی جس نے ان کے عسکری مراکز کو تلپٹ کردیا، ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا، ان کی ہانڈیوں کو الٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا، ان کے حوصلوں کو توڑ دیا، ان پر رعب طاری کر دیا اور وہ انتہائی غیظ وغضب کے ساتھ پسپا ہو گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کی نصرت تھی۔ (تفسیر سعدی:3/2138,2139)

(4) ﴿لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا﴾ ''وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے'' انہیں فتح حاصل نہ ہو سکی جس کے وہ سخت حریص تھے۔

(5) ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ﴾ ''اور مومنوں کی طرف سے قتال میں اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا'' رب العزت نے لڑنے کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ اللہ تعالیٰ نے خود لشکروں کو پیچھے ہٹا دیا اور مومنوں کی طرف سے وہ لڑنے کے لئے کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔

(6) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے امر میں قوی اور انتقام لینے پر غالب ہے۔ (جامع البیان:2/184)

(7) جو کوئی اس پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے، جو کوئی اس سے مدد مانگتا ہے اسے غلبہ نصیب ہوتا ہے، وہ جس امر کا ارادہ کرتا ہے کوئی اسے عاجز نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی قوت وعزت سے اہلِ قوت وعزت کی مدد نہ کرے تو ان کی قوت وعزت انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ (تفسیر سعدی:3/2138,2139)

(8) (i) اللہ تعالیٰ قوت والا ہے اُس نے بڑے لشکروں کا اپنی آندھی سے رخ پھیر دیا وہ یقیناً قوی ہے۔

(ii) اللہ تعالیٰ غالب ہے وہ طاقت رکھنے کے باوجود مسلمانوں کو ختم کرنے کی حسرت کے باوجود کافروں کو ان کے دل کی جلن کے ساتھ لوٹانے والا ہے۔ وہ یقیناً عزیز ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں چنانچہ ہم نے اُن پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہیں دیکھا تھا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الاحزاب:9)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ﴾ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنے لشکر کو فتح سے نوازا۔ اپنے بندے محمد ﷺ کی مدد فرمائی۔ اکیلے نے اتحادیوں کو بھگا ڈالا۔ اللہ کے بعد کوئی شے مقابلے پر ٹھہر نہیں سکتی۔'' (بخاری:4114)

(10) سیدنا عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اتحادیوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ! سَرِيْعَ الْحِسَابِ! اَللّٰهُمَّ هٰزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ﴾

''اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے! جلد حساب لینے والے! اے اللہ! جماعتوں کو شکست دے، اے اللہ! انہیں شکست دے دے اور ان کے پاؤں ڈگمگا دے۔'' (بخاری:2933، مسلم:4542)

﴿وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ

''اور اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کافروں کی مدد کی، اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے قلعوں سے اُتار لایا اور اُس نے اُن

قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا﴾

کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ اُن کے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے تھے اور دوسرے گروہ کو تم قید کر رہے تھے'' (26)

سوال: بنو قریظہ قتل ہو رہے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ... فَرِيْقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ﴾ ''اور اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کافروں کی مدد کی، اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے قلعوں سے اُتار لایا'' رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب سے واپسی پر ابھی غسل ہی کر سکے تھے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے اُنہوں نے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ابھی فرشتوں نے نہیں رکھے اب بنو قریظہ کے ساتھ نمٹنا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اعلان کروایا کہ عصر کی نماز وہاں جا کر پڑھنی ہے۔ ان کی آبادی مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر تھی وہ اپنے قلعوں پر بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ پچیس روز تک محاصرہ جاری رہا۔ آخر کار اُنہوں نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم تسلیم کر لیا۔ اُنہوں نے فیصلہ دیا کہ لڑنے والے لوگوں کو قتل اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا: ''آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فیصلہ ہے'' اس کے مطابق ان کے جنگ جو افراد کو قتل کر دیا گیا اور مدینہ کو ان کے وجود سے پاک کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری، باب غزوہ الخندق)

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان اہل کتاب کو جنہوں نے کافروں کی مدد کی ان کے قلعوں سے مغلوب کر کے نیچے اتار دیا۔ (3) بنو قریظہ نے عہد شکنی کی تھی اور انہوں نے لشکروں سے الحاق کر لیا تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جس کو انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

(4) ﴿وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ ''اور اُس نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا'' رب العزت نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ان میں لڑنے کی قوت ہی نہ رہ گئی اور صورت حال یہ ہو گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ﴾ ''اُن کے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے تھے'' یعنی جتنے لڑائی کے قابل مرد تھے سب کو تم قتل کر رہے تھے۔

(6)﴿وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا﴾ ''اور دوسرے گروہ کو تم قید کر رہے تھے'' جو لوگ لڑائی کے قابل نہیں تھے یعنی عورتیں اور بچے مسلمان انہیں قیدی بنا رہے تھے یوں بنو قریظہ قتل ہو رہے تھے۔ عہد شکنی کی سزا عبرت ناک ہے، پوری قوم کا انجام قتل یا قید۔ کون ہے جو اللہ رب العالمین پر یقین رکھتا ہو اور اس کے باوجود عہد شکنی کرنا چاہتا ہو؟

(7) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے اور سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احزاب میں (کم سن ہونے کی وجہ سے) عورتوں کے ساتھ ٹھہرا دیا گیا، پھر میں نے دیکھا کہ (میرے والد) زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہیں اور دو بار یا تین بار بنو قریظہ کے محلہ سے ہو کر آئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے کہا، ابا جان! میں نے دیکھا تھا کہ آپ بار بار آتے جاتے تھے (یہ کیا معاملہ تھا)؟ انہوں نے کہا، بیٹا! تم نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا، جی ہاں، انہوں نے کہا، ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ہے جو بنو قریظہ کے محلہ میں جائے اور ان کی خبر لائے؟'' تو میں گیا، جب لوٹ کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ دونوں کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا: ''تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔'' (بخاری:3720، مسلم:6245)

(8) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوۂ خندق سے لوٹے تو آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیے اور غسل فرمایا، تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے؟ ہم فرشتوں نے تو واللہ! ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے، ان کی طرف چلیے! آپ ﷺ نے پوچھا ''کن کی طرف؟'' انہوں نے کہا: بنو قریظہ کی طرف۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ان سے لڑنے کے لیے نکلے۔ (بخاری:4117)

﴿وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ

''اور اُس نے تمہیں اُن کی زمین کا اور اُن کے گھروں کا اور اُن کے مالوں کا اور اس زمین کا وارث بنا دیا جس کو تم نے پامال نہیں

ع 3 19

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا﴾

کیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (27)

سوال 1: بنو قریظہ کی زمین، ان کے گھروں اور مالوں کے مالک بدل دیے گئے، اس کی وضاحت ﴿وَاَوْرَثَكُمْ ... قَدِیْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاَوْرَثَكُمْ﴾ ''اور اُس نے تمہیں وارث بنا دیا'' یعنی رب العزت نے تمہیں غنیمت میں عطا فرما دیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿اَرْضَهُمْ﴾ ''اُن کی زمین کا'' یعنی ان کی زرعی زمینوں کو۔

(3)﴿وَدِيَارَهُمْ﴾ ''اور اُن کے گھروں کا'' اور ان کی رہائش گاہوں کو۔

(4)﴿وَاَمْوَالَهُمْ﴾ ''اور اُن کے مالوں کا'' اور ان کے منقولہ وغیر منقولہ اموال کو۔(5)﴿وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا﴾ ''جس کو تم نے پامال نہیں کیا'' یعنی خیبر کی زمین کو۔6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد جب خیبر فتح ہوا تب عطا فرمائی۔

(6)﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے، اپنے لطف کرم سے مومنوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا اور اپنی نعمتیں عطا فرمائیں اور ایمان والوں کے دشمنوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے اولیاء کی مدد اور دشمنوں کی ہزیمت پر پوری طرح قادر ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اور کون سی زمینوں کا مسلمانوں کو وارث بنا دیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے خیبر کی زمین کا وارث کر دیا۔(2) اللہ تعالیٰ نے مکہ کی زمین کا مسلمانوں کو وارث کر دیا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے روم اور فارس مسلمانوں سے فتح کروائے۔

(4) اس سے مراد وہ ساری زمینیں ہیں جن کو قیامت تک مسلمان فتح کریں گے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں

اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾

کچھ مال و متاع دے دوں اور اچھے انداز سے تمہیں رخصت کر دوں'' (28)

سوال 1: رسول اللہ ﷺ نے امہات المومنین رضوان اللہ علیہن کو جو اختیار دیا ''چاہو تو دنیا اختیار کر لو'' اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ... جَمِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج سے کہہ دیں کہ میں دو باتوں کا اختیار دیتا ہوں جس کو چاہو پسند کر لو۔

(2) اس آیت کے نزول کے وقت رسول اللہ ﷺ کے عقد میں نو بیویاں تھیں۔ پانچ قریش میں سے سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ اُم حبیبہ، سیدہ سودہ اور سیدہ اُم سلمیٰ رضوان اللہ علیہن، چار قریش کے علاوہ تھیں سیدہ صفیہ، سیدہ میمونہ، سیدہ زینب اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ جویریہ رضوان اللہ علیہن۔ (تفسیر منیر:315/11)

(3)﴿اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ ''کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو'' یعنی اگر تمہیں دنیا اور اس کی خوب صورتیاں لبھاتی ہیں اور تم دنیا کی زندگی پر راضی ہو اور دنیا کے نہ ہونے پر ناراض ہو۔

(4) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے دروازے پر جمع ہیں اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اجازت ملی تو وہ اندر گئے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت مانگی، ان کو بھی اجازت دے دی گئی۔ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کے گرد آپ ﷺ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں کوئی ایسی بات کہوں کہ نبی کریم ﷺ خوش ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! کاش آپ دیکھتے خارجہ کی بیٹی کو (یعنی میری بیوی کو) کہ اگر وہ مجھ سے خرچ مانگتی تو میں اس کا گلا گھونٹ دیتا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، یہ مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔'' تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگ رہی ہو جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے، وہ کہنے لگیں، اللہ کی قسم! ہم کبھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز نہیں مانگیں گی، جو آپ ﷺ کے پاس نہ ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ (اپنی بیویوں سے ناراض ہو کر) ان سے ایک مہینہ یا انتیس دن تک علیحدہ رہے۔ (مسلم:3690)

(5)﴿فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ﴾ ''تو آؤ میں تمہیں کچھ مال و متاع دے دوں'' یعنی میرے پاس جو کچھ ہے میں وہ تمہیں عطا کر دیتا ہوں۔ (6)﴿وَاُسَرِّحْكُنَّ﴾ ''تمہیں رخصت کر دوں'' یعنی میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں، الگ کر دیتا ہوں۔

(7)﴿سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ ''اچھے انداز سے'' کسی ناراضگی کے بغیر خوش دلی سے میں تمہیں الگ کر دیتا ہوں۔

سوال 2: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے نبی ﷺ سے کب نان و نفقہ کا مطالبہ کیا؟

جواب: جب مسلمانوں نے بہت سے علاقے خیبر، فدک وغیرہ فتح کیے تو مسلمانوں کے حالات کچھ بہتر ہوئے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے انصار اور مہاجرین کی خواتین کی طرح رسول اللہ ﷺ سے نان و نفقہ کا مطالبہ کیا۔

سوال 3: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے رسول اللہ ﷺ سے نان و نفقے کا مطالبہ کیوں کیا تھا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: ازواج مطہرات کے اندر انسان ہونے کے ناطے انسانی خواہشات موجود تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو اُنہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے مطالبات کیے۔

سوال 4: رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے پر کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی سادگی پسند طبیعت پر یہ مطالبہ ناگوار گزرا۔ آپ ﷺ نے بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ایک مہینے تک یہ سلسلہ جاری رہا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

سوال 5: آیت نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کیا کہا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور کہا کہ اپنے طور پر فیصلہ کرنے کی بجائے والدین سے مشورہ کر کے کوئی قدم اُٹھانا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں مشورہ کرلوں؟ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ (صحیح بخاری، تفسیر الاحزاب: 4785، 4786)

سوال 6: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے اختیار پا کر کیا کیا؟

جواب: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے اختیار پا کر رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا اور دنیا کے عیش و آرام کو ترجیح نہیں دی۔

سوال 7: مرد جو علیحدگی کا اختیار عورت کو دیتا ہے کیا اُسے طلاق کہتے ہیں؟

جواب: (1) علیحدگی کے اختیار کے بعد اگر عورت علیحدگی اختیار کر لے تو پھر طلاق واقع ہوگی لیکن یہ رجعی طلاق ہوگی۔

(2) اگر عورت علیحدگی اختیار نہ کرنا چاہے تو طلاق نہیں ہوگی جیسے ازواج مطہرات نے علیحدگی کی بجائے رسول اللہ ﷺ کیساتھ رہنے کو اختیار کیا تھا تو اس اختیار کو طلاق شمار نہیں کیا گیا۔ (صحیح بخاری کتاب الطلاق: 5262)

﴿وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

''اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور آخرت کے گھر کا ارادہ رکھتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے'' (29)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار دیا، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ ... عَظِیْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ﴾ ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور آخرت کے گھر کا ارادہ رکھتی ہو'' نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو دوسرے معاملے کا اختیار دیا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو جب تم آخرت سے محبت کرو گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرو گی تو تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ کر جو تنگی ہے اسے برداشت کرنا ہوگا۔

(2) یعنی اگر آخرت کا گھر تمہارا مطلوب و مقصود ہے اور جب تمہیں اللہ تعالیٰ، اس کا رسول ﷺ اور آخرت حاصل ہو جائیں تو تمہیں دنیا کی کشادگی اور تنگی، اس کی آسانی اور سختی کی پروانہ ہو اور تم اسی پر قناعت کرو جو تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے میسر ہے اور آپ ﷺ سے ایسا مطالبہ نہ کرو جو آپ ﷺ پر شاق گزرے۔ (تفسیر سعدی: 3/2141)

(3) ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے'' اللہ تعالیٰ نے ان کے وصف احسان پر اجر مرتب کیا ہے کیونکہ اس اجر کا سبب اور موجب یہ نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہیں بلکہ اس کا موجب یہی وصف ہے، احسان کا وصف معدوم ہوتے ہوئے مجرد رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہونا کافی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات کو اختیار دے دیا۔ تمام ازواجِ مطہرات نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو اختیار کر لیا ان میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہی۔ اس تخییر سے متعدد فوائد مستفاد ہوتے ہیں: (i) اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول ﷺ کے لیے اہتمام کرنا اور اس پر غیرت کا اظہار کرنا، آپ کا ایسے حال میں ہونا کہ آپ کی ازواجِ مطہرات کے بہت سے دنیاوی مطالبات کا آپ ﷺ پر شاق گزرنا۔ (ii) اس تخییر کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کا اپنی ازواجِ مطہرات کے حقوق کے بوجھ سے سلامت ہونا، اپنے آپ میں آزاد ہونا، اگر آپ ﷺ چاہیں تو عطا کریں اور اگر چاہیں تو محروم رکھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ﴾ ''نبی پر اس میں کوئی تنگی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے فرض کر دیا ہے۔'' (الاحزاب: 38) (iii) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ان امور سے منزہ ہونا جو اگر ازواجِ مطہرات میں ہوتے مثلاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر دنیا کو ترجیح دینا تو آپ ﷺ ان کے قریب نہ جاتے۔ (iv) آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کا گناہ اور کسی ایسے امر سے تعرض سے سلامت ہونا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا موجب ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس تخییر کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ پر ان کی ناراضی کو ختم کر دیا جو آپ ﷺ کی ناراضی کا موجب تھی۔ آپ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی عذاب کی موجب ہے۔(v) ان آیاتِ کریمہ سے ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کی رفعت، ان کے درجات کی بلندی اور ان کی عالی ہمتی کا اظہار ہوتا ہے کہ انہوں نے دنیا کے چند ٹکڑوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کو اپنا مطلوب و مقصود اور اپنی مراد بنایا۔

(vi) ازواجِ مطہرات کا اس اختیار کے ذریعے سے ایک ایسے معاملے کو اختیار کرنے کے لیے تیار ہونا جو جنت کے درجات تک پہنچاتا ہے نیز اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ تمام ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی بیویاں ہیں۔

(vii) اس آیتِ کریمہ سے نبی ﷺ اور آپ کی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کے درمیان کامل مناسبت کا اظہار ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کامل ترین ہستی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ''آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی کامل اور پاک عورتیں ہوں۔'' رب العزت فرماتے ہیں: ﴿وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ ''اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔'' (النور:26)

(viii) یہ تخییر قناعت کی داعی اور اس کی موجب ہے۔ جس سے اطمینانِ قلب اور انشراح صدر حاصل ہوتا ہے، لالچ اور عدم رضا زائل ہو جاتے ہیں جو قلب کے لیے قلق، اضطراب اور غم کا باعث ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2141,2142)

(4) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے گوشہ نشینی اختیار کی تو میں مسجد میں داخل ہوا۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ یہ اس زمانے کی بات ہے کہ ازواج مطہرات کو پردے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دل میں سوچا کہ میں ضرور آج کا حال معلوم کروں گا۔ لہٰذا میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، میں نے ان سے کہا، اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تمہارا یہ حال ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے لگی ہو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے کیا مطلب اے خطاب کے بیٹے! تم اپنی زنبیل (یعنی اپنی بیٹی) کی خبر لو۔ کہتے ہیں کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا، اے حفصہ! نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے لگیں؟ اللہ کی قسم! تم جانتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ تم کو نہیں چاہتے اور اگر میں نہ ہوتا تو اب تک تم کو طلاق دے چکے ہوتے۔ اس پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا، وہ اپنے بالاخانے میں تشریف فرما ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں (حفصہ کے حجرے سے) باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کے گرد لوگ بیٹھے ہیں، ان میں سے کچھ رو رہے ہیں میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھا رہا، پھر مجھ پر رنج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا غلبہ ہوا تو میں اٹھ کر اس بالا خانے کے پاس آیا جس میں آپ ﷺ فروکش تھے، میں نے اس کالے غلام سے کہا جو وہاں بیٹھا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت مانگ اس نے اندر جا کر رسول اللہ ﷺ سے بات کی پھر باہر نکلا تو کہنے لگا، میں نے آپ ﷺ سے تمہارا ذکر کیا لیکن آپ ﷺ خاموش رہے۔ چنانچہ میں لوٹ آیا اور منبر کے پاس جو لوگ بیٹھے تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر مجھ پر رنج کا غلبہ ہوا اور میں بالا خانے کے پاس گیا اور اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا، لیکن پھر ویسا ہی معاملہ ہوا۔ چنانچہ میں پھر ان لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر مجھ سے رہا نہ گیا، رنج نے غلبہ کیا، اس غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا، عمر کے لیے اجازت مانگ! لیکن اب کے پھر وہی ہوا۔ آخر میں پیٹھ موڑ کر (مسجد کی طرف) چلا اس وقت غلام نے مجھے پکارا اور کہا، رسول اللہ ﷺ نے تم کو اجازت دے دی ہے۔ یہ سن کر میں آپ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس پر کوئی بچھونا وغیرہ نہیں تھا۔ چٹائی کے نشان آپ ﷺ کے پہلو پر پڑ گئے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت ایک ایسے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ ﷺ کو سلام کیا اور پوچھا، کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ آپ ﷺ نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: ''نہیں۔'' پھر میں نے آپ ﷺ کا غم ہلکا کرنے کی کوشش کی اور کھڑے ہی کھڑے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ دیکھئے! ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے، پھر ہم ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کی عورتیں ان پر غالب ہیں یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے پھر میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! کاش! آپ ﷺ ملاحظہ فرماتے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا تو اپنی ہمجولی سے دھوکا نہ کھانا، وہ تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے زیادہ اس سے محبت کرتے ہیں ان کی مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھی یہ سن کر آپ ﷺ پھر مسکرائے جب میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ پھر مسکرائے تو میں بیٹھ گیا اور آپ ﷺ کے گھر میں چاروں طرف دیکھنے لگا، اللہ کی قسم! سوائے تین کھالوں کے اور کوئی چیز نظر نہ آئی میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ ﷺ کی امت کو فارغ البالی عطا فرمائے، ایران اور روم کے لوگ مال دار ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت دے رکھی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔ اس وقت آپ ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! کیا تمہیں ابھی کچھ شبہ ہے؟'' ان لوگوں کو تو ان کی نعمتیں دنیا کی زندگی ہی میں جلد دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لیے استغفار کیجیے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر میں نے کہا، اے اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ! جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمان کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تو کیا میں اتروں اور ان کو خبر دے دوں کہ آپ ﷺ نے ان کو طلاق نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اگر تم چاہو۔'' میں آپ ﷺ سے باتیں کرتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے غصہ چلا گیا اور آپ ﷺ ہنسے، یوں کہ آپ ﷺ کے دانت دکھائی دیے، آپ ﷺ کی ہنسی تمام لوگوں کی ہنسی سے زیادہ خوبصورت ہوتی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور میں بھی اترا، میں اس کھجور کے تنے کو پکڑتا ہوا اتر رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس طرح (بے تکلف) اتر رہے تھے جیسے زمین پر چل رہے ہوں۔ آپ ﷺ نے تنے کو چھوا تک نہیں۔ پھر میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ بالاخانے میں انتیس دن رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انتیس دن کے بعد آپ ﷺ پہلے میرے پاس آئے، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور ابھی تو انتیس ہی راتیں گزری ہیں، میں ان کو گنتی رہی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ انتیس دن کا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن ہی کا تھا'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے اختیار کی آیت نازل کی تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے مجھ ہی سے فرمایا: ''اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، اس کے جواب میں تم جلدی نہ کرنا، اپنے والدین سے مشورہ کر لینا'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں خوب جانتی تھی کہ میرے والدین رسول اللہ ﷺ سے جدا ہونے کی کبھی رائے نہیں دیں گے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (۲۸) وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (۲۹)﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال و متاع دے دوں اور اچھے انداز سے تمہیں رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور آخرت کے گھر کا ارادہ رکھتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب: 28-29) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کی، کیا میں اس سلسلہ میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی؟ میں تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کی طلب گار ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔ (بخاری: 2468)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ

''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی، اُس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا

وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴾

اور اللہ تعالیٰ پر یہ کام ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے'' (30)

سوال: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن عام عورتوں کی طرح نہیں، اس کی وضاحت ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ ... یَسِیْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ﴾ ''اے نبی کی بیویو!'' رب العزت نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو خطاب کر کے نصیحت فرمائی ہے کہ اے نبی کی بیویو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو اختیار فرما لیا ہے کہ تمہارا معاملہ عام عورتوں کا سا نہیں ہے۔ تمہارا معاملہ خاص ہے۔

(2) ﴿مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ﴾ ''تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتی ہو یا کوئی بداخلاقی کرتی ہو۔

(3) ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے نامناسب رویے سے نبی ﷺ کو ایذاء پہنچتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچانا کفر ہے اس لیے انہیں خاص طور پر نامناسب رویے پر وعید سنائی گئی۔

(4) ﴿یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ﴾ ''اُس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا'' یعنی دوگنا سزا دی جائے گی۔

ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن پاکباز خواتین تھیں۔ پاک لوگوں کی معمولی غلطیاں بھی بڑی شمار ہوتی ہیں اس لیے انہیں دوہرے عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(5) ﴿وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ پر یہ کام ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے'' اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے سارے کام آسان ہیں۔

(6) ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کا مقام اونچا ہے۔ سزا اس لیے ہے تاکہ مقام اونچا رہے۔

(7) جس طرح آپ ﷺ سے شرک کا صدور ممکن نہیں اس طرح نبی کی بیویوں سے زنا کا ارتکاب بھی ممکن نہیں اور یہ اندازِ خطاب تاکیدِ مزید کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ (تیسیر القرآن: 578/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ALNOOR-PUBLICATIONS

النّور پبلیکیشنز